بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِينًا

مع اضافہ

فتوحاتِ شیعہ

از افادات

حضرت مبلغ اعظم مولانا محمد اسماعیل صاحب قدس سرہ

مؤلف و مرتب

مولانا الحاج ناصر حسین صاحب نجفی

ناشر

مبلغ اعظم اکیڈمی درس آل محمد

جعفریہ کالونی جڑانوالہ روڈ فیصل آباد۔ فون ۲۷۴۰۴۴

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

سلسلہ اشاعت نمبر ۱۲

نام کتاب: فتوحات شیعہ جلد ۱
مؤلف مرتب: مولانا الحاج ناظر حسین نجفی
بار: پنجم
تعداد: ایک ہزار
کاتب: شریف قادری
طباعت: قادری کمپوزنگ سنٹر فیصل آباد / حیا پرنٹرز فیصل آباد
ناشر: مبلغ اعظم اکیڈمی
قیمت: ۲۰ روپے

فہرست عناوین

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۱	مقدمہ	[illegible]
۲	پیش لفظ	۵
۳	میں شیعہ کیوں ہوا؟	۷
۴	مناظرہ میراں ملہہ (ملتان)	۱۵
۵	مناظرہ ڈھلی (سرگودھا)	۲۹
۶	مناظرہ کوٹ سماہہ	۵۰
۷	مناظرہ سیالکوٹ	۷۲
۸	مناظرہ کوٹ نامدار	۱۲۳
۹	مناظرہ جھوک دایہ	۱۹۹
۱۰	مناظرہ منڈرانوالہ (مرزائی شکست)	۱۸۲
۱۱	مناظرہ ڈوڈچک ذخیرہ	۲۲۸
۱۲	مناظرہ گنگ شریف	۲۴۳
۱۳	مناظرہ بانگرسرگانہ کی اصل حقیقت	۲۵۴

مقدمہ

"فتوحاتِ شیعہ" مبلغ اعظم مولانا محمد اسماعیل صاحب قبلہ قدس سرہ کے ان شہرۂ آفاق مناظروں کا عظیم ترین مجموعہ ہے جن مناظروں میں ہزاروں لوگوں نے مذہب حقہ شیعہ خیر البریہ قبول کیا جس سے مخالف و موالف کوئی بھی انکار نہیں کر سکتا۔

اکثر شیعہ مناظرین مبلغ اعظم مرحوم کے مناظرے سن کر اور اسی فتوحات شیعہ سے استفادہ کے بعد ہی میدانِ مناظرہ میں آتے ہیں جن کی علمی استعداد مبلغ اعظم مرحوم کی مرہونِ منت ہے۔

ان مناظروں میں اکثر مناظرے میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھے ہیں بلکہ بعض مناظروں میں حضرت مبلغ اعظم کا معاون بھی رہا ہوں۔

میں انتہائی محنت اور جانفشانی سے یہ نایاب گوہر تراش کر آپ کی خدمت میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں۔ امید ہے کہ آپ اس کو قدر کی نگاہ سے دیکھیں گے اور حقیر کو اس عظیم تبلیغی کام پر دادِ تحسین دیں گے اور حضرت مبلغ اعظم اعلی اللہ مقامہ کیلئے سورۃ فاتحہ پڑھ کر دعا کریں گے۔

دعا کا طالب

ناصر حسین نجفی

پیش لفظ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی [illegible] ثم الصلوٰۃ والسلام علی [illegible] ولعنۃ اللہ علی [illegible]

اما بعد فقد قال اللہ تعالیٰ وجادلہم بالتی ہی احسن

حضرات! حسب ارشادِ خداوندی حکمت اور موعظہ حسنہ کے بعد تیسرا طریقِ تبلیغ جدال و مناظرۂ احسن ہے جس کی بنیاد علم، ہدایت اور کتاب منیر پر ہے۔ جیسا کہ ارشاد ہے ومن الناس من یجادل فی اللہ بغیر علم ولا ہدی ولا کتاب منیر۔

مگر میری زندگی کا تیس سالہ تبلیغی دور شاہد ہے کہ برادران اسلام اور خصوصاً مرزائی اور دیگر برائے نام فرق اسلامیہ مذہب شیعہ کی صداقت کا اصولی مناظرہ سے مقابلہ نہیں کر سکتے۔ کیونکہ مذہب شیعہ آلِ محمد کا آئمۃ الطاہر کا مذہب ہے جو ترجمانِ کتاب اللہ و نائبانِ رسول اللہ ہیں۔ ان کی امامت کتاب و سنت، فلسفہ و حکمت، اصول نبوت و ولایت، وراثت، قرابت اور فضائل ہر طرح دلائل سے ثابت ہے۔ اس کے مقابلہ میں سیاسی اصول ہیں جو وقتی و عارضی ہوتے ہیں۔ حقائق کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ لہٰذا ان کے مناظرین کو اصول میں رہ کر بات کرنا مشکل ہو جاتا ہے۔ مگر تاہم زندگی بھر عوام کے عقائد کو بچانے کے لئے اتمامِ حجت کے طور پر ان کی بے اصول بحثوں کا بھی مقابلہ کرنا پڑتا ہے اگر ان بے اصولیوں کی داستانیں دہراؤں تو ایک دفتر ہے۔ زندگی بھر میں بڑے بڑے سے بڑے آدمی کے ساتھ بھی مناظرہ کر کے معلوم ہوا کہ مذہب حقہ شیعہ خیر البریہ کا اصولی مقابلہ کوئی نہیں کر سکتا صرف دفع الوقتی ہے کج بحثی ہے۔

اصل مذہب تو یہ ہے کہ ہر فرقہ کو اپنے اماموں کی امامت اور ان کی صداقت ثابت کرنی چاہئے۔ مگر شیعہ کے سوا اس کے لئے کوئی تیار نہیں۔ مرزائی صاحبان مرزا صاحب کی نبوت کو موضوع بنانے سے کترائیں گے برادران اہل سنت والجماعت اصحاب ثلاثہ کے لئے جوش و خروش تو بہت کرتے نظر آئیں گے۔ مگر ان کی خلافت

کی صداقت زیر بحث لانے سے اور موضوع بحث بنانے سے بہت عذر و بہانے لاش گے تحریف القرآن اور بنات الرسول جیسے غیر ضروری موضوع سامنے لاکر جان چھڑانے کی کوشش کریں گے۔ اگر اس میں بھی ناکام ہو گئے تو سب کچھ آئمہ طاہرین کی منصوص و معصوم امامت [illegible] ہے۔

چنانچہ میرے شاگرد رشید مولوی ناصر حسین صاحب نجفی سلمہ اللہ تعالیٰ نے جو دس سال سے میرے ساتھ یہ مناظرے دیکھ اور سن رہے ہیں اور بعض مناظروں میں معاون مناظر بھی رہے ہیں، چند مناظرے جمع کر کے نمونتہً پیش کئے ہیں تاکہ اتمام حجت تبلیغ مذہب اور عوام کی تسکین ہو جائے۔ برخوردار نے بہت محنت و ہمت کی ہے آئمہ اطہار قبول فرمائیں۔ امید ہے ناظرین و مومنین اس سے ضرور مستفیض ہوں گے۔

والسلام

محمد اسماعیل

اِنَّ مِنْ شِیْعَتِهٖ لَاِبْرَاهِیْمَ ؑ

قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ یَا عَلِیُّ اَنْتَ وَشِیْعَتُكَ فِی الْجَنَّةِ

(کنز الحقائق)

جعفری باش گر خدا خواہی
ورنہ در ہر طریق گمراہی

نام ملعون پہ ضرورت کرتا ہوں اظہار — لعنۃ اللہ علیہ و علیہ و علیہ
جو کہ بر آل نبی دست ستم کرد دراز — حرق اللہ یدیہ و یدیہ و یدیہ

میں شیعہ کیوں ہوا؟

از تصنیف مبلغ اعظم

مولانا محمد اسماعیل صاحب اعلی اللہ مقامہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حمدِ الٰہی و درود لامتناہی
بر سیّد المرسلین و آلِ الطیبین

الحمد للہ ربّ العالمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ سیّد المرسلین وخاتم النبیین و آلہ الطیبین الطاہرین واخیہ وخلیفتہ امیرالمومنین وامام المبین ولعنۃ اللہ علیٰ اعدائہم اجمعین۔

تمہیدِ مدعیٰ و سببِ تالیف کتاب ہٰذا

میرے سابقہ واقفین اور دوست بخوبی جانتے ہیں کہ میری طبیعت اور ضمیر فطرتاً سچائی پسند اور متلاشیِ حق واقع ہوئی ہے۔ لہٰذا میں بعد تحصیل علوم عربیہ و فارسیہ مروجہ متدارفیہ کے ہمیشہ متلاشیِ حق رہا ہوں۔

این سعادت بزورِ بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

چونکہ تربیت اور تعلیم کا ماحول اور محل کدیم الایام سے مذہباً اہل السنت والجماعت تھا۔ والدین اہل حدیث خیال اور اکثر اساتذہ حنفی المذہب دیوبندی مشرب تھے۔ لہٰذا تقلیداً تدبّر اور تفکر کا دائرہ یہیں تک تا بعرصہ تیس سال محدود رہا اور بازپرواز تفکر اور تدبر دام تزویر تاویلات باطلہ اور احادیث موضوعہ کا شکار رہا۔

شب تاریک بیم موج گرداب چنیں ہائل
کجا دانند حالِ ما سبکباران ساحلہا

ضمیر حق اندیش کے ساتھ تا بہ تیس سال یہ سخت تحیر اور اشکال رہا کہ دین اسلام تو بیشک برحق فطرتی اور خدائی دین ہے اور تاجدارِ معظم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لاریب نبی مکرم اور محترم ہیں۔ مگر ہماری موجودہ فقہ اور حدیث اور تاریخ کے اکثر مسائل اور ہمارا طریقہ اور سلیقہ اور ہمارے امام اور خلیفے اور اُن کے اقوال و احوال کیوں متظالم اور خلاف حقانیت کی بُو اور جھلک دیتے ہیں اور ہمارے سابقہ اور موجودہ علماء اور فضلاء کیوں اہل بیت رسولؐ کے فضائل اور مصائب کے آیات اور احادیث چھپاتے رہے اور چھپا رہے ہیں۔ آخر الامر فضل الٰہی اور قرآن پاک کی ہدایت کی روشنائی اور رہنمائی سے یہ حقیقت اظہر من الشمس ہوگئی کہ قرآن شریف بمع حق اور آلِ محمدؐ کتاب ناطق ہے اور ہر مسلمان کے لئے تمسک اور اعتصام بہردو ضروری ہے۔ قرآن اور اہل بیت میں فرق کرنے والا گمراہ اور تُؤْمِنُوْنَ بِبَعْضِ الْكِتٰبِ وَتَكْفُرُوْنَ بِبَعْضٍ کا مصداق ہے۔

اُمتِ محمدیہ کے تفرق اور تشتت کا واحد سبب عدم اعتصام بذیل آلِ خاتم الانبیاء ہے۔ اگر آج ہی حسبِ حدیث ثقلین اُمتِ محمدیہ اپنے اپنے مصنوعی اور جعلی امام اور خلیفے کالعدم سمجھ کر اہل بیت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف رجوع کریں تو تمام اختلاف اور تفرق دور ہوسکتے ہیں اور خلق خدا جادۂ مستقیم پر جمع ہوسکتی ہے۔ چونکہ حسب مضمون بالا میری سمجھ میں یہ حقیقت بخوبی آگئی ہے کہ حضرات اہل السنت والجماعت کا شیوہ حضرت عمرؓ کی مہربانی اور رحمت سے ہمیشہ یہ رہا ہے کہ آلِ محمدؐ کے حق چھینیں اور ان کے فضائل چھپائیں اور آلِ محمدؐ کی قدر و منزلت لوگوں کے دلوں سے گرائیں۔ لہٰذا میں اُن کے مذہب اور عمل سے بیزار ہوتا ہوں اور آلِ رسول علیہ السلام کے دامن میں جملہ فتنوں اور گمراہیوں سے پناہ لیتا ہوں۔ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ میرا حشر شیعیانِ حیدر کرار اور پیروانِ آلِ اطہار میں کرے۔ اور دنیا اور عقبیٰ میں دشمنانِ آلِ احمدؐ سے بیزار رکھے آمین، آمین!

خدایا بحق بنی فاطمہؑ
کہ بر قولِ ایمان کنی خاتمہ
اگر دعوتم رد کنی در قبول
من و دستِ دامانِ آلِ رسولؐ

رباعی طبع زاد

صد شکر الحمد للہ میں حسینی ہوگیا — بیقراری اضطراری سے میں خینی ہوگیا
ہوں حسینی وعدہ میں سینہ زن و نوحہ کناں — کربلائی ذکر میں شور و شینی ہوگیا

الغرض

رسالہ ہذا میں حسب فرمان عالیشان حضرت سید حیدر علی شاہ صاحب کربلائی اہلسنت والجماعت کی چند ایک باطل کوشیاں اور باطلوں کے نکر موشیاں اور حضرت عمر کی معنی دار بہوشیاں اور حق پوشیاں تحریر کرتا ہوں تاکہ ناظرین پر واضح ہو جائے کہ میں تیس سال تک اہل سنت میں تعلیم و تربیت پاکر کیوں مذہب شیعہ خیر البریہ میں شامل ہوگیا۔

○

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ الذی ھدانا لھذا وما کنا لنھتدی لولا ان ھدانا اللہ

معنی لفظ شیعہ و اہل سنت کی باطل کوشی

شیعہ کا معنی تابعین اور امت اور محب اور طائفہ یعنی گروہ کے ہیں۔ چنانچہ ہر ایک معنی کا محل قرآن پاک سے مندرجہ ذیل ہے:۔

تابعین

وَاِنَّ مِنْ شِیْعَتِہٖ لَاِبْرٰہِیْمَ اِذْ جَآءَ رَبَّہٗ بِقَلْبٍ سَلِیْمٍ۔ پ۲۳ سورۃ الصافات۔

ترجمہ:۔ اور تحقیق اس کے تابعین سے البتہ ابراہیم ہے جبکہ آیا اپنے رب کے پاس ساتھ دل سلامتی والے کے۔ دیکھو ترجمہ شاہ عبدالقادر بن شاہ ولی اللہ اہل سنت والجماعت کا معتبر تفسیر ابن کثیر جلد سوم ص۱۲ میں یوں مرقوم ہے:۔

عَنْ اِبْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ وَاِنَّ مِنْ شِیْعَتِہٖ لَاِبْرٰہِیْمَ یَقُوْلُ مِنْ اَہْلِ دِیْنِہٖ۔ یعنی حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ انّ من شیعتہ لابراہیم کا

معنی یہ ہے کہ حضرت ابراہیم حضرت نوح کے اہل دین سے تھا۔ قَالَ مُجَاہِدٌ عَلٰی مِنْہَاجِہٖ وَسُنَّتِہٖ۔ حضرت مجاہد فرماتے ہیں کہ حضرت ابراہیم، حضرت نوح کی سنت اور آپ کے طریقے پر تھے (ابن کثیر)

پس ثابت ہوگیا کہ حضرت ابراہیم شیعہ تھے اور حضرت نوح کے تابعین سے تھے اور چونکہ ہم کو حضرت ابراہیم کی اطاعت اور تابعداری کا حکم ہے یعنی ہم بھی مثل خلیل اللہ شیعہ کہلاتے ہیں۔ کیونکہ خدا فرماتا ہے:۔ وَمَنْ یَّرْغَبُ عَنْ مِّلَّةِ اِبْرٰهٖمَ اِلَّا مَنْ سَفِهَ نَفْسَهٗ۔ (سورۃ بقرہ) ترجمہ:۔ سوائے بیوقوف کے ملت ابراہیم سے کون منہ پھیرتا ہے۔ قُلْ بَلْ مِلَّةَ اِبْرٰهٖمَ حَنِیْفًا وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ۔ پ۱ ع۱۶۔

اہل سنت کی باطل کوشی اور حق پوشی یہ ہے کہ شیعہ کو فرعون کا بنایا ہوا مذہب اور کفار کا گروہ بتلاتے ہیں۔ اور خدا تعالیٰ نے اپنے خلیل کو جو ہمارا جد امجد ہے شیعہ فرمایا ہے۔ اور موسیٰ کلیم اللہ کے امتی کو شیعہ کہہ کر لفظ عدو یعنی دشمن کے لفظ سے مقابلہ کرکے محب کے معنے کا اظہار کرتا ہے۔ چنانچہ دیکھو پ۲۰ سورۃ قصص شیعہ بمعنی محب وَدَخَلَ الْمَدِیْنَةَ عَلٰی حِیْنِ غَفْلَةٍ مِّنْ اَهْلِهَا فَوَجَدَ فِیْهَا رَجُلَیْنِ یَقْتَتِلٰنِ هٰذَا مِنْ شِیْعَتِهٖ ... عَلَی الَّذِیْ مِنْ عَدُوِّهٖ۔ اور داخل ہوا شہر میں وقت غفلت کے۔ پس اس میں دو آدمی لڑتے پائے، یہ اس کے دوستوں سے تھا اور یہ اس کے دشمنوں سے۔ پس اس نے جو دوستوں سے تھا فریاد کی اوپر اس کے جو دشمنوں سے تھا۔ دیکھو آیت ہذا میں صاف بلا تاویل شیعہ کا معنی محب اور عدو کا معنی دشمن ہے۔ مگر باطل کوش اپنی کج روی سے یہاں بھی باز نہیں آتے۔ بنا بر رسالہ ہذا تفصیل کا متحمل نہیں ہے ورنہ ہم اہل باطل کے باطل عذر لکھ کر ان کی پوری طرح دھجیاں اڑاتے۔

جملہ پیغمبروں کی امتوں کو خدا نے شیعہ فرمایا

ثُمَّ لَنَنْزِعَنَّ مِنْ كُلِّ شِيْعَةٍ اَيُّهُمْ اَشَدُّ عَلَى الرَّحْمٰنِ عِتِيًّا ثُمَّ لَنَحْنُ اَعْلَمُ بِالَّذِيْنَ هُمْ اَوْلٰى بِهَا صِلِيًّا۔ (پ۱۶ سورۃ مریم) پھر ہم ہر امت میں سے جدا کردیں گے اس کو جو رحمٰن پر زیادہ اکڑتا تھا۔ پھر ہم زیادہ جانتے ہیں اس کو جو جہنم میں داخل کرنے کے زیادہ لائق ہے۔

سُبحان اللہ! معلوم ہوا ہر نبی کی اُمت کا نام شیعہ ہے۔ اسی واسطے تمام اُمتوں کے گنہگار روزِ قیامت علیحدہ کئے جائیں گے۔ چنانچہ خداوند تعالیٰ نے دوسرے مقام پر کُلِّ شیعۃٍ کا معنیٰ کُلِّ اُمّۃٍ فرمایا ہے۔ دیکھیے وتریٰ کُلَّ اُمّۃٍ جاثیۃ اور علامہ ابنِ کثیر نے جلد سوئم صفحہ ۱۳۱ پر کُلِّ شیعۃٍ کی تفسیر بقول حضرت مجاہد مِن کُلِّ اُمّۃٍ فرمائی ہے اور بقول حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ مِنْ کُلِّ اَھْلِ دِیْنٍ یعنی تمام اہلِ ادیان سے گنہگار جُدا کئے جائیں گے۔ جب تمام اُمتوں کو خدا نے شیعہ کہا ہے تو ہم خلافِ قرآن کیوں اہلِ سنت اور اہلِ حدیث کہلائیں۔ کہاں ہیں شیعہ جیسے گروہ کو تبرا کہنے والے شرم کریں اور اپنے اپنے مصنوعی اور جعلی فرقوں کے نام قرآن سے دکھلائیں۔ بصورتِ دیگر اپنا نام شیعہ دکھائیں جیسا کہ اُن کے بزرگ حضرت شاہ عبدالعزیز جیسے مذہب حقہ شیعہ خیر البریہ کے مقابل ہار کر بالآخر شیعہ اولیٰ فرما گئے کہ اصلی اور پہلے شیعہ ہم ہی ہیں۔ اور میں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ اہلِ سنت والجماعت اہلِ حدیث اہلِ قرآن اہلِ فقہ۔ حنفی مالکی شافعی حنبلی چشتی قادری احمدی محمدی وہابی بابی بہائی نیچری صوفی یہ اُن کے مصنوعی نام قرآن پاک سے ہرگز ہرگز نہ ملیں گے۔ بلکہ اُن کے مذہب اور نام بیرونی ہیں اور باہر ہی رہیں گے۔

مسئلہ خلافت اور اہلسنت کی مذبوحی حرکات

لفظ شیعہ کی تحقیق کے بعد چونکہ مسئلہ خلافت بھی شیعہ اور سُنّی کا مابہ الامتیاز مسئلہ ہے۔ لہٰذا ہم اس کے اندر اختصاراً شیعہ خیر البریہ کے براہین قاطعہ اور دلائل قویہ اور اہلِ سنت کے تاویلاتِ باطلہ دکھاتے ہیں تاکہ حق پسندوں کو باطل پرستوں کا پوچ اور ہذیان نظر آئے۔

نبی اور خلیفہ بنانا خدا کا کام ہے مگر اہلسنت خود بنا لیتے ہیں

وَاِذْ قَالَ رَبُّکَ لِلْمَلٰٓئِکَۃِ اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَۃً (پ ۱ ع ۴ بقرہ)

اور جب تیرے رب نے فرشتوں سے فرمایا، میں دُنیا میں ایک خلیفہ بنانے والا ہوں۔ دیکھیے فرمایا کہ میں بنانے والا ہوں۔ فرشتوں کا اجماع نص کے مقابلہ میں کچھ کام نہ آیا۔

اَلَمْ تَرَ اِلَی الْمَلَاِ مِنْۢ بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ مِنْۢ بَعْدِ مُوْسٰی ۘ اِذْ قَالُوْا لِنَبِیٍّ لَّھُمُ ابْعَثْ لَنَا مَلِکًا نُّقَاتِلْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ ۭ قَالَ ھَلْ عَسَیْتُمْ اِنْ کُتِبَ عَلَیْکُمُ الْقِتَالُ اَلَّا تُقَاتِلُوْا ۔ وَقَالَ لَھُمْ نَبِیُّھُمْ اِنَّ اللّٰہَ قَدْ بَعَثَ لَکُمْ طَالُوْتَ مَلِکًا ۭ قَالُوْٓا اَنّٰی یَکُوْنُ لَہُ الْمُلْکُ عَلَیْنَا وَنَحْنُ اَحَقُّ بِالْمُلْکِ مِنْہُ وَلَمْ یُؤْتَ سَعَۃً مِّنَ الْمَالِ ۭ قَالَ اِنَّ اللّٰہَ اصْطَفٰىہُ عَلَیْکُمْ وَزَادَہٗ بَسْطَۃً فِی الْعِلْمِ وَالْجِسْمِ ۭ وَاللّٰہُ یُؤْتِیْ مُلْکَہٗ مَنْ یَّشَاۗءُ ۭ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ

ترجمہ:۔ کیا تُو نے نہیں دیکھا طرف سرداروں بنی اسرائیل کے بعد موسیٰ کے جب اُنہوں نے اپنے نبی سے کہا۔ ہمارے لئے ایک بادشاہ مقرر کر۔ ہم اللہ کے راستے میں لڑائی کریں اور اُن کے نبی نے فرمایا اُن کو کہ تحقیق اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے طالوت کو بادشاہ بنایا ہے۔ کہا اُنہوں نے ہم پر اس کی بادشاہی کہاں ہو سکتی ہے ہم اس سے بادشاہی کے زیادہ حقدار ہیں۔ کیونکہ وہ مال کی زیادتی نہیں دیا گیا۔ نبی نے فرمایا اس کو اللہ تعالیٰ نے تم پر برگزیدہ اور پسند کیا ہے اور اس کو علم اور جسم کی زیادتی عطا فرمائی ہے۔

تشریح

دیکھو بعد موسیٰ علیہ السلام کے تمام بنی اسرائیل نے نبیِ وقت سے درخواست کی ہے کہ خلیفہ اور امیر مقرر کرے اور نبی نے بھی خود نہیں کیا بلکہ فرمایا کہ خدا تعالیٰ نے تم پر طالوت کو بادشاہ بنایا ہے۔ مگر یہاں کیا ہوا۔ نہ قرآن پاک کی پرواہ رہی نہ فرمانِ پیغمبر یاد رہا۔ آیت عشیرہ کو چھوڑا اور حدیث غدیر کے معنے بدلے اور حدیث منزلت کی تاویل کی۔ فضائل مرتضوی فراموش کئے۔ پیغمبرِ خدا علیہ الصلوٰۃ والسلام ابھی بسترِ علالت پر جلوہ افروز ہیں کہ یاروں نے شورش چشمیاں شروع کر دیں۔ حضور کی خبرِ وفات ابھی مشہور نہیں ہوئی کہ یارانِ سقیفہ بنی ساعدہ میں پہنچ کر آپ علی مشغولِ تجہیز و تکفین ہیں اُن کی غیر حاضری میں خلیفہ مقرر کرنے کا اچھا موقعہ ہے۔

الغرض یوں ملا کر حضرت ابو بکر سقیفائی خلیفہ مقرر ہو گئے اور فوراً اور رسول کے مقرر فرمودہ خلیفہ علی المرتضیٰ کو قتل کی دھمکیاں شروع ہوئیں جناب فاطمہ پاک کے دروازۂ اقدس کے سامنے کھڑے ہو کر لوگوں نے آگ لگانے کے خوف

چونکہ یہ تمام مضامین اہلِ سنت والجماعت کی کتابوں میں ثابت ہیں۔ لہٰذا میں مصنوعی اور بے چارے خلیفوں سے بیزار ہو کر رسولِ پاک کے سچے خلیفے اور جانشین کو جس کی نسبت غدیرِ خم پر مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِيٌّ مَوْلَاهُ کا اعلان ہو چکا ہے (مشکوٰۃ شریف باب مناقب علی) اپنا امام بعد رسولِ پاک کے سمجھتا ہوں اور خدائے تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ مجھے اللہ تعالیٰ روزِ قیامت شیعیانِ علی علیہ السلام میں اٹھائے۔

تمت بالخیر اللّٰھم صلِّ علٰی محمد و آلِ محمد

مناظرہ

میراں ملہہ میں

مذہب شیعہ کی فتح مبین

حضرات ناظرین! مولوی دوست محمد صاحب قریشی صدر تنظیم اہلسنت والجماعت کا ایک غلط اور خلاف واقعہ جھوٹا اشتہار دیکھ کر حیرت ہوئی۔ شائع کردہ صاحب موصوف ... فلاں مناظرہ کی روایت نہ پیش کر سکے اور مسئلہ خلافت میں صاف انکار کر دیا کہ وہ آیت حدیث کے خلیفے نہیں بلکہ اجماعی ہیں۔ اجماع میں اہل بیت کو شامل اور واضح نہ دکھا سکے اور گھر جا کر اشتہار شائع کر دیا۔ شاید یہ علماء صاحبان جھوٹ بولنا حرام نہیں سمجھتے یا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكَاذِبِيْنَ کی آیت نہیں پڑھتے۔ اصل حقیقت مختصراً ہم آپ کو بتاتے ہیں کہ یہ مناظرہ مورخہ ۲۵ دسمبر ۱۹۶۹ء مطابق ۱۵ شوال بروز جمعہ جمعرات علماء اہلسنت والجماعت خصوصاً مولوی عبدالستار تونسوی کی دیرینہ شیخیاں بگھارنے کی بنا پر وقوع میں آیا۔ مدت سے چیلنج پر چیلنج ہو رہے تھے کہ مولوی محمد اسماعیل بھاگ جاتا ہے فرار ہو جاتا ہے علماء اہلِ سنت کا نام سن کر سہم جاتا ہے۔ چنانچہ ہم نے اپنی تحقیق کے پیشِ نظر یہ مناظرہ منعقد کرایا اور انتظام کیا اور حفظِ امن کا پورا پورا ذکر کیا اور خیال رکھا۔ مولوی دوست محمد قریشی معمولی معمولی باتوں پر عدم حفظِ امن کا بہانہ کر کے مناظرہ سے جان چھڑانا چاہتا تھا مگر ہم نے برادری کی منت سماجت معذرت اور معافی سے اس کو میدان سے بھاگنے کا موقعہ نہ دیا تاکہ علاقہ بھر کے لوگوں کو پوری تحقیق ہو جائے اور آئندہ روز روز کا چیلنج ختم ہو جائے۔ مولوی عبدالستار تو پہلے ... کے بہانے فرار ہو گیا حالانکہ ابھی ... کی تیاری میں ... نہ معلوم آیا۔ چنانچہ مبلغ اعظم مولانا محمد اسماعیل صاحب نے جو رسالہ "فرارات تونسوی" لکھا ہے

سچا ثابت ہوا۔ اور یہ قرار بھی ان گزشتہ قراردوں کی ایک کڑی ثابت ہوا۔ چنانچہ مولوی دوست محمد قریشی صدر تنظیم اہل سنت والجماعت اور مولوی قائم دین صاحب علی پوری مولوی منظور احمد صاحب بہاولپوری اور مولوی محمد علی صاحب عثمان پوری پیلی ساجن اور علاقہ بھر کے تمام علماء ٹڈی دل کی طرح امڈ آئے۔ شیعہ کی طرف سے جناب مبلغ اعظم محمد اسماعیل صاحب قبلہ مع اپنے شاگردوں کے درس آل محمد لائلپور سے اٹھ بکس کتب شیعہ و سنی لیکر تشریف لائے۔ اللہ رے حوصلہ مبلغ اعظم کہ ان سینکڑوں علماء اہل سنت کے سامنے ایسے علمی شان اور اطمینان سے آئے کہ ان علماء کی کثیر تعداد کی طرف ذرا بھی خیال نہ کیا۔ اکیلے میدان مناظرہ میں وقت سے پہلے آکر کرسی پر بیٹھ جاتے رہے۔ اگرچہ کچھ دیر بعد مولانا قاضی سعید الرحمن صاحب بھی تشریف لے آئے اور مناظرہ میں صدر اور معاون رہے مگر جب پہلے دن میدان مناظرہ گرم ہوا تو مبلغ اعظم اور صرف ان کے شاگرد ہی تھے۔

حضرات! مبلغ اعظم نے اہل السنت کے منہ مانگے موضوع بنات الرسول کو بھی نہایت فراخدلی سے منظور کر لیا اور سب سے پہلا موضوع مناظرہ یہی اس کو بنایا جس پر پورے تین گھنٹے روز اول مناظرہ ہوا مگر قریشی صاحب اس میں بھی شکست کھا گئے اور کوئی مستحکم ثبوت نہ دے سکے جو قابل اعتماد اور یقینی ہو حتی کہ معصوم کی صحیح حدیث بھی نہ پیش کر سکے۔

مولوی دوست محمد قریشی کی استدلالی کمزوریاں

حضرات! اگرچہ مولوی دوست محمد قریشی نے حتی الامکان زور بھی بہت لگایا ناز نخرے بھی بہت کئے، داؤ پیچ بھی کھیلے، تصنع تکلف بھی کیا۔ حتی کہ دھوکہ و فریب دینے کی کوشش بھی کی، غلط حوالے بھی دیئے، قطع و برید بھی کی، خیانت در نقل سے بھی باز نہ آئے مگر مبلغ اعظم صاحب نے پھر بھی کچھ پیش نہ جانے دی۔ ہر ہر غلط حوالے پر گرفت پر گرفت کرکے خیانتیں ظاہر کیں۔ کتاب مانگی تو دی، حوالہ پوچھا تو بتلایا۔ مولوی دوست محمد صاحب نے اصول کافی پیش کرنے میں تو حد کر دی۔ تعریف کافی کی تو [illegible] آنحضرت حجت علیہ السلام کا قول ہے ھذا کاف لشیعتنا پڑھا مگر ضعیف روایت دوسری کتاب کی پڑھ دی۔ اس گرفت میں مناظرہ تقریباً ختم ہی ہو گیا تھا۔ کیونکہ مبلغ اعظم نے مان لیا تھا کہ اگر یہ قول امام جعفر الصادق علیہ السلام اصول کافی میں موجود ہے تو [illegible]

مناظرہ ختم۔ اس مطالبہ پر اتنا زور دار مواخذہ کیا کہ مبلغ اعظم منبر پر چڑھ کر اعلان کرنے لگے۔ کہ حضرات! اپنے مولوی سے کہو کہ حوالہ دکھلائے ہم شکست مان لیں گے مگر کون دکھائے۔ قریشی صاحب نادم اور حیران و پشیمان منہ میں [illegible] ہوئے کھڑے تھے اور ہستی دنیا تنگ تھی۔ حضرات! خدا شاہد ہے کہ مولوی دوست محمد کی غلط حوالے دیکر شرمسار ہونے کی حالت دیکھی نہ جاتی تھی۔

مسئلہ بنات الرسول میں چند دلائل کا توازن

حضرات! تفصیل تو بعد میں آئے گی مگر مختصر۔ مشتے نمونہ از خروارے چند دلائل کا توازن ملاحظہ فرمایئے۔ مولوی دوست محمد قریشی مناظر اہل السنت نے اس مسئلہ میں صرف ایک آیت يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِأَزْوَاجِكَ وَبَنَاتِكَ وَنِسَاءِ الْمُؤْمِنِينَ سورۃ الاحزاب سے پڑھی کہ اس میں لفظ بنات جمع ہے کم از کم تین بیٹیاں ثابت ہوتی ہیں اور آخر تک اسی کی رٹ لگائی اور تکرار بے معنی کیا۔ اس کے مبلغ اعظم نے چند جوابات دیئے ہیں

اول یہ کہ یہ آیت سورۃ الاحزاب کی ہے اور یہ حکم حجاب ثانی کا ہے۔ اس وقت جناب رقیہ اور جناب ام کلثوم کی حیات ثابت کرو، ورنہ مردوں سے خطاب ہو گیا اور حکم کیسا اس وقت یہ دونوں لڑکیاں زندہ ثابت کرو مگر کون کرے۔ ورنہ ایک تو صیغہ واحد ہے دو تثنیہ اور جمع تین سے شروع ہوتی ہے۔ اس آیت کے وقت تین زندہ بیٹیوں کا وجود ثابت کرو اور کسی اپنی تفسیر سے بحکم رسول پاک دکھلاؤ کہ اس آیت میں وہ بیٹیاں داخل اور شامل ہیں۔ بس قریشی صاحب کے حواس باختہ ہو گئے۔ کیونکہ إِذَا جَاءَ الِاحْتِمَالُ بَطَلَ الِاسْتِدْلَالُ کے مطابق استدلال ختم ہو گیا۔

دوم: مبلغ اعظم نے فرمایا کہ جمع کبھی تعظیمی بھی ہو سکتی ہے جیسے إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ۔ پہلے الفی کہ چار صیغے جمع کے نازل کرنے والا صرف ایک واحد حقیقی جس کی وحدت میں کسی قسم کی کثرت داخل ہی نہیں ہو سکتی

سوم: يَا أَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوا مِنَ الطَّيِّبَاتِ میں الرسل جمع ہے اور مخاطب صرف ایک خاتم النبیین ہے۔ ورنہ مرزائیوں کی طرح صیغہ جمع سے استدلال کرکے

نبوت کی مہر بھی توڑ دو۔

چہارم:۔ اَبْنَاءَنَا وَ اَبْنَاءَکُمْ وَ نِسَاءَنَا وَ نِسَاءَکُمْ میں جمع ہی جمع ہے۔ مباہلہ میں بھی صیغہ جمع سے استدلال کر کے چار بیٹیاں دکھلاؤ۔ اگر اس وقت مرگئی تھیں تو پھر استدلال کیسا۔ جناب زینب کی زندگی ثابت ہونے سے رقیہ و ام کلثوم کو فائدہ نہیں پہنچا۔ اور وہ صیغہ تثنیہ ہے جمع نہیں ہو سکتی استدلال جمع حقیقی سے ہو رہا ہے۔

پنجم:۔ لفظ بنات سے ہر وقت حقیقی بیٹیاں ثابت نہیں ہوا کرتیں۔ اور جیسا کہ ہو لا بنا تی کہ یہ میری بیٹیاں ہیں سے حضرت لوط کی حقیقی بیٹیاں مراد نہیں اور اپنے مولوی اشرف علی تھانوی کی اس پر تفسیر دیکھو کہ یہ حقیقی بیٹیاں نہیں دیکھو ترجمہ اشرفیہ صفحہ ۲۰۰ حاشیہ ۷ بلکہ اُمت کی بیٹیوں کو حضرت لوط نے اپنی بیٹیاں کہہ دیا کیونکہ نبی اُمت کا باپ ہوتا ہے۔ اگر اُمت کی بیٹیاں نبی کی بیٹیاں بنص قرآن ہو سکتی ہیں تو حضورؐ کی اپنی پالتو ربیبہ بیٹیاں اگر مجازاً داخل ہو جائیں تو کیا حرج ہے۔

ششم:۔ اس میں سادات کی تمام بہو بیٹیاں مراد اور داخل ہیں کیونکہ پردہ کا حکم قیامت تک ہے جیسا کہ حرمت علیکم امہاتکم وبناتکم میں قیامت تک بیٹیاں ہونے والی داخل ہیں جناب مبلغ اعظم نے مولوی دوست محمد کے استدلال کو کچھ اس طرح توڑا کہ اس کو سر چھپانے کی پڑ گئی۔ کیونکہ آیت محکم نہ رہی، صحیح حدیث نہ بن سکی اور احتمال غیر آگیا لہٰذا استدلال ختم ہو گیا۔ مبلغ اعظم نے فرمایا حضرات! چار بیٹیاں یا ایک بیٹی اس کا اعتقاد اور ایمان سے تعلق ہے۔ لہٰذا یا آیت محکم پیش کرو یا حدیث متواتر یا حضرت فاطمۃ الزہرا صلوٰۃ اللہ علیہا کے تواتر میں کسی قسم کا شک اور احتمال پیدا کر کے دکھلاؤ۔ ورنہ عوام کو دھوکہ نہ دو۔ بیٹی صرف ایک ہے جس کا ثبوت اتنا مضبوط اور متواتر ہے کہ اس کا انکار کفر کے مترادف ہے۔

آیاتِ عشرہ بر وحدتِ سیدۃ النساء فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا

اس کے بعد مبلغ اعظم نے دس آیات سے سیدہ فاطمہ کا تو تنہا اور اکلوتی بیٹی

ہونا دکھلایا۔

اوّل:۔ مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ پ ۲۲ سورۃ الاحزاب کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمہارے اس ایک بالغ مرد کا باپ نہیں۔ مبلغ اعظم نے فرمایا سبحان اللہ! لفظ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ سے ایک مرد کے باپ ہونے کی بھی نفی ہو گئی ایک بیٹی کے باپ ہونے کا اثبات بھی ہو گیا۔ مبلغ اعظم نے فرمایا اللہ رے بلاغت کتاب اللہ کہ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ سے ایک بیٹی کا حقیقی باپ بھی ثابت کر دیا۔ لفظ رجال سے جناب طیب و طاہر اور حضرت ابراہیم ابناء رسول اللہ کی اُبنیت بھی ثابت رہ گئی۔ مبلغ اعظم نے اس آیت سے ہر چیز ثابت کر دی۔ ایک بیٹی کی وحدت لفظ احد سے، حضورؐ کے صغیر بچوں کی علاوت لفظ رجال سے، حسنین علیہما السلام اور آلِ محمدؐ کے اپنے فرزند ہونے کی ابنیت لفظ کم سے کہ تمہارے مردوں کا باپ نہیں، اپنے اہل بیت اور آلِ محمدؐ کے مردوں کا باپ ہے۔ لفظ اَحَدٍ سے جناب سیدہ کی وحدت پر ایسا استدلال کیا کہ دوست محمد قریشی کی لفظی بحث کہ ایک کا لفظ دکھلاؤ ہمیشہ کیلئے ختم ہو گئی۔

دوم:۔ آیت تطہیر کہ سوائے سیدہ کے کوئی بتول نہیں اور داخل تطہیر نہیں اور باقی بیٹیاں حیض و نفاس سے پاک ہوتی ہیں۔ بتول کا نام صفحہ ۲۵۸ جلد ۱، ذخائر العقبیٰ صفحہ ۲۶، صواعق محرقہ صفحہ ۱۵۸ اور سیدہ پاک ہے۔

سوم:۔ آیت مباہلہ۔

چہارم:۔ آیت خمس کہ سوائے فاطمۃ الزہرا کے ان لڑکیوں کو کبھی خمس نہیں دیا قریشی صاحب ثابت کریں باوجود سوال کے حضرت عثمان کو حضورؐ نے خمس نہ دیا۔ صحیح بخاری صفحہ ۴۴۲ جلد ۱ اور حضرت علی پورے خمس کے مالک اور متولی بنے رہے۔ بخاری شریف صفحہ ۴۳۶ جلد ۲۔

پنجم:۔ آیت ایتاء ذا القربیٰ کہ حضورؐ نے حضرت سیدہ کو تنہا کو فدک دیا۔ دیکھو تفسیر دُرِّ منثور صفحہ ۱۷۷ جلد ۴ اور ابن کثیر جلد ۳ صفحہ ۳۶۔

ششم:۔ آیت نسب کہ روزِ قیامت سوائے فاطمہؑ کے کوئی نسب نہ رہے گا۔ دیکھو تفسیر ابن کثیر جلد سوم صفحہ ۲۵۹

ھفتم: آیت وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ يَا فَاطِمَةُ بِنْتَ مُحَمَّدٍ۔
بخاری شریف جلد دوم ص۔۔۔

ھشتم: آیت فجعلہ نسبا و صہرا کہ سیدہ کے نکاح کے متعلق نازل ہوئی اور پڑھی گئی۔
نہم: آیت مودت جس میں صرف سیدہ ہیں مع آپ کی اولاد اور شوہر کے شامل ہے۔
دھم: آیت نور۔ اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ۔ سوائے سیدہ فاطمہؑ کے اس پورے گھرانہ کی کوئی نوری بیٹی ثابت نہ ہوئی۔ مبلغ اعظم نے سیدہ کی نوری پیدائش کو اس آیت کے تحت شیعہ و سنی کتب اصول کافی سے پڑھا۔

مسئلہ بنات نبیؐ

حدیث شریف سے استدلال کا حال

اس مسئلہ میں حدیث صحیح متواتر و قطعیہ کی شرط تھی۔ کیونکہ یہ مسئلہ اعتقاد سے تعلق رکھتا ہے نہ کہ اعمال سے لیکن خدا شاہد ہے اور چشم دید مشاہدہ ہے۔ جس مناظرہ میں کا فرزنگی شہادت ہے کہ مولوی دوست محمد صاحب قریشی صحاح ستہ اور کتب اربعہ تو کجا دیگر کتب سے بھی بقول رسول پاکؐ یا امام معصوم کوئی ایک حدیث صحیح بھی نہ پڑھ سکا۔ حدیث صحیح بسند صحیح قول صحیح روایت کا بہت مطالبہ ہوا۔ بار بار ہوا۔ آخر تک ہوتا رہا مگر قریشی صاحب کہاں سے لاتے۔ موجود ہی نہیں۔ قریشی صاحب نے شرائط نامہ کی ذرا بھی پرواہ نہ کرتے ہوئے ہر قسم کی رطب و یابس خشک و تر روایات پیش کرنے کی کوشش کی۔ ہاتھ پاؤں بہت مارے۔ خطابت کا رنگ پیدا کر کے جذبات سے کھیلنے کی کوشش بھی کی مگر ٹھوس استدلال کے سامنے کچھ پیش نہ گئی۔ آخر بہت کچھ اشارے کنائے سے ہلایا۔ پبلک کو ہاں میں ہاں ملانے کے لئے بہت دعوت دی مگر کمزوری استدلال کا پبلک کیا علاج کرے۔ مگر قریشی صاحب کا ایک پرانے گھنڈ مشق مشہور عالم کثرت معلومات کے مالک حاضر جواب مناظر سے پالا پڑ گیا تھا جو نہ خیانت کرنے دیتا تھا، نہ غلط حوالہ چلنے دیتا تھا، نہ اصول مناظرہ سے باہر جانے دیتا تھا

نہ روایت میں قطع و برید سے کام لینے دیتا تھا۔ موقعہ پر ٹوک کر ہر جھوٹ واشگاف کر دیتا تھا۔ قریشی صاحب جس عبارت کو چھوڑتے یا چھپاتے فوراً پڑھ دیتا تھا۔ قرآن کو قرآن، حدیث کو حدیث اور قول معصوم کو قول معصوم ثابت کر کے غیر معصوم کے ضعیف اور غلط اقوال کو فوراً رد کر دیتا تھا۔ قریشی صاحب بیچارے کیا کرتے آخر تک وہی حکایتہ التلویہ سے بار بار روایت پڑھی مگر اس کا راوی مسطرین صدقہ رجال مامقانی ص۲۱۲ جلد ۳ سے ثابت ہوا۔ اور عبارت موقعہ پڑھی گئی تو قریشی صاحب اس کا شیعہ ہونا نہ دکھلا سکے اور نہ صحیح روایت پڑھ سکے اور غیر صحیح اور ضعیف کو ماننے کون شیعہ تیار ہو سکے اور خود ساختہ افسانوں پر ایمان کون لائے۔

مبلغ اعظم نے ان لڑکیوں کا ربیبہ ہونا کتب اہل السنت یعنی سیرت ابن ہشام جلد چہارم ص۲۹۳، تفسیر نیشاپوری جلد پنجم ص۔۔، تفسیر کبیر جلد ہشتم ص۔۔ وغیرہ سے پیش کر کے مولوی دوست محمد کے جذباتی بیانوں کو ختم کر دیا۔ مبلغ اعظم نے فرمایا۔ مولانا آپ ان علماء اہل السنت پر کیا فتویٰ لگاتے ہیں جنہوں نے ان بیٹیوں کا باپ غیر نبیؐ لکھ دیا ہے کہ ربیبہ تھیں۔

اس کے بعد جب ان لڑکیوں کی شادیاں کفار سے کتب اہل سنت سے دکھلائی گئیں اور ابو العاص کا جنگ احد تک ایمان نہ لانا اور عتبہ اور عتیبہ پسران ابولہب جیسے کفار سے نکاح ہونا مدارج النبوۃ اور کتاب الاستیعاب و الکنی ص۔۔ جلد ۔۔ سے حضرت عثمان کا بھی نکاح جناب رقیہ کے بعد ایمان لانا اور البدایہ والنہایہ جلد ۔۔ ص۱۹۸ سے حضرت عثمان کا بلا نکاح ایمان لانا ثابت ہوا تو سنی پبلک حیران ہو گئی۔ سامعین حیران اس وقت ہوئے جب مبلغ اعظم نے بخاری شریف جلد اول ص۱۷۱ اور مشکوٰۃ شریف کتاب الجنائز سے یہ دکھلا دیا کہ حضورؐ نے حضرت عثمان کو جنازۂ رقیہ سے روک دیا تھا۔ اللہ رے داماد کہ بیوی کی قبر اور جنازہ سے بھی روکا جا رہا ہے۔ الغرض قریشی صاحب بیچارے کیا لانہ قرآن سے ثابت کر سکے نہ حدیث سے نہ کسی امام معصوم کے قول لا سکے۔ مبلغ اعظم نے باعتبار متواترہ صحیحہ جناب سیدہ کی وحدت ثابت کر کے جب بخاری شریف ص۲۳۵ جلد ۔۔ سے جناب سیدہ پاک کا حق پڑھا۔ غضبناک ہونا، واپس آنا، تا وفات غضبناک رہ کے وفات پا جانا پڑھا اور دفن شبانہ کو اور بیٹیوں کا مناظرہ کرنے والو! تمہارے مدعا سے حیرت انگیز

ایک بیٹی معصومہ بتول بضعۃ الرسول جیسی بیٹی خالی چلی گئی۔ بیٹیوں کا مناظرہ کس برتے پر کرتے رہتے ہو۔ جب سیدہ کے حق پر مبلغ اعظم نے قرآن و حدیث پڑھی اور حسانی آغاز کر کیا۔ وہ درد ناک منظر کھینچا سر پر قرآن اٹھا کر کہا کہ بخاری شریف میں لکھا ہے کہ خاتون آئیں غضبناک ہو کے آئیں غضب ناک ہی مر گئیں، کلام ترک کر گئیں بالکیات اور مہاجرت کر کے مر گئیں تو جو شیعہ سنی مولوی دوست محمد کے ارد گرد بیٹھے تھے غیرت قومی سے سر جھکا گئے آبدیدہ ہو گئے۔ اب قریشی پریشان تھا کہ کیا کرے۔ نہ صحیح حدیث ملتی ہے نہ آیت صادقہ آتی ہے نہ مبلغ اعظم کے زور بیان اور کثرت معلومات کے سامنے کوئی پیش جاتی ہے نہ کوئی بات چھپائی جاتی ہے اور صرف زبانی کام نہیں آتی کیا کرے۔ صرف منہ سے ڈاڑھی چبانے پر زور تھا۔

حضرات! یہ منظر پورے مناظرہ میں قابل دید رہا کہ جب مبلغ اعظم شیر کی طرح گرجے اور دنیا کی روانی سے قرآن و حدیث پڑھتے مونچھوں پر ہاتھ دے تاؤ دیتے تو مولوی دوست محمد صاحب اپنی ڈاڑھی چبانا شروع کر دیتے۔ مبلغ اعظم کی مونچھوں کا تاؤ، مولوی دوست محمد کا ڈاڑھی چبانا ہمیشہ یاد رہے گا۔ یہ مناظرہ مولوی دوست محمد کا آخری مناظرہ ہو گا امید ہے آئندہ اس شکست کے بعد مبلغ اعظم کے سامنے آنے کی جرأت نہیں کرے گا۔ اور اس شکست کا یہ اثر ہوا کہ مولوی دوست محمد صاحب دوسرے دن کے مناظرے کے لئے تیار ہو گئے کہ شاید گئی ہوئی عزت ہاتھ آ جائے۔ ورنہ یہ کہا تھا کہ جب تک مناظرہ بنات الرسول کا فیصلہ نہ ہو جائے کوئی دوسری بات نہ شروع ہو گی لیکن اب مجبور تھا۔ اس مسئلہ میں مزید دلائل موجود نہ تھے۔ پبلک دل شکستہ تھی، عزت علمی رہ نہ گئی تھی۔ شیعہ لوگ نعرے لگاتے جا رہے تھے۔ جناب سیدہ کے فضائل گنتے جا رہے تھے۔ جناب سیدہ کے تمام مقام یاد کرتے جا رہے تھے۔ حد یہ ہو گئی کہ مولوی دوست محمد کو روایت اور آیت تو کجا صحاح ستہ اور مشکوٰۃ شریف باب مناقب اہل بیت اور بخاری شریف کے باب مناقب قرابۃ النبی میں ان لڑکیوں کا نام تک نہ ملا۔ جب فاطمۃ بضعۃ منی پر بحث ہوئی تو دوسری کسی لڑکی کے متعلق لفظ بضعہ اور ٹکڑا نہ دکھلا سکا۔

مبلغ اعظم نے جب لفظ بضعہ سے حقیقی بیٹی ہونے پر استدلال کیا تو تمام شبہات دور ہو گئے بلکہ بہت سے نئے لوگ شیعہ ہو گئے۔ اب شیعہ پر جوش اور سنی خاموش تھے۔ مبلغ اعظم نے دوسرے دن کے مناظرہ کا اعلان کر دیا اور یہ بھی کہہ دیا کہ مناظرہ ضرور ہو گا۔ اگر

وہاں صاحبان نے اجازت نہ دی تو کسی اور جگہ ہو جائے گا لیکن قریشی کو بھاگنے نہ دوں گا۔ کل انشاء اللہ خلافت کے مسئلہ پر قرآن اور حدیث سے ان کے بزرگوں کی خلافت کو ثابت نہ کر دکھاؤں تو مناظر نہ کہنا اور بارہ خلیفے اور بارہ امام قرآن شریف سے ثابت کر کے حضرت علی علیہ السلام کے سر پر خلافت کی دستار بندی بدست رسالتمآب نہ دکھلاؤں تو شیعہ نہ کہنا۔ اس وقت قریشی صاحب کے چہرہ کی مرجھاہٹ، پریشانی کے شکن، آنکھوں کا جھکاؤ بلکہ گھبراہٹ قابل دید تھا، دنیا حیران تھی کہ اس مسئلہ پر کیا نتائج علاقے میں پھیلے گا۔ الغرض اس پر یہ مناظرہ ختم ہوا اور دنیا کل کے انتظار میں بکھر گئی۔ اللھم صل علی محمد و آل محمد سچ ہے۔ الحق یعلو ولا یعلی والحق مع علی۔

دوسرے دن

مناظرہ بر مسئلہ خلافت اصحاب ثلاثہ

دوسرے دن مبلغ اعظم صاحب قریشی صاحب سے پہلے تشریف لا کر کرسی پر بیٹھ گئے۔ بعد میں قریشی صاحب تشریف لائے مگر وہ کل کا جوش و خروش کہاں، زور اور تان کہاں، چہرے کی روشنی اور زینت کہاں۔ میدان مناظرہ میں تشریف لانے کے وقت چہرہ اداس تھا۔ کیونکہ من مانا مایہ ناز اور اصل مسائل کا مورچہ فتح ہو چکا تھا۔ پہلی شکست کی حقیقت کی طرح کے موضوع کی دہشت قریشی صاحب کو کھائے جا رہی تھی۔ وقت ہو گیا مناظرہ شروع ہوا۔ قریشی صاحب نے خطبہ کے بعد آیۂ استخلاف کو قرآن مجید سے دیکھ کر پڑھا۔ کیونکہ حفظ یاد نہ تھی۔ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ الخ کو پڑھ کر اپنے خلفاء کو وعدۂ خداوندی کا مصداق اور موعود ثابت کرنے کی کوشش کی کہ حضرات! وعدۂ خداوندی پورا ہو گیا جن سے وعدہ تھا وہ خلیفے بن گئے۔ اگر وہ خلیفے نہ ہوتے تو حضورؐ کے منبر پر کیسے بیٹھ کر حکومت پر کیسے قابض ہو جاتے۔ ان کا منبر پر بیٹھ جانے قابض ہو جانے غالب ہونے کو آخر تک دلیل خلافت بنایا۔ مبلغ اعظم نے اسی آیۂ استخلاف کو اس روانی اور دلکش قرأت اور خوش الحانی سے پڑھا کہ اپنے بیگانے

محروم گئے۔ آپ نے آیۂ استخلاف وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ آمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْئًا وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ کو پڑھ کر فرمایا کہ حضرات! یہ موعود من اللہ خلیفوں کا ذکر ہے جن کا ایمان مشاہدہ اور شہود فنائی تک پہنچا ہوگا۔ اعمالِ صالحہ کی حد عصمت تک ہوگی۔ کیونکہ الصّٰلحات جمع معرف باللام ہے جو فائدہ استغراق دیتی ہے یعنی کل اعمال ہوں گے اور وہ سوائے معصوم کے اور کسی میں نہیں ہو سکتے۔ یہ مومن ہیں جن کے ایمان اور اعمال اور خلافت کا خالق نے خود دوسری جگہ اعلان فرمایا اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَالَّذِيْنَ آمَنُوا الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ رٰكِعُوْنَ۔ (پ۶۔ سورۃ المائدہ) کہ تمہارے ولی صرف تین ہیں اللہ اور اس کا رسول اور وہ مومن جو نماز قائم کرتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اس حال میں کہ وہ رکوع کرنے والے ہیں۔ تو ایمان، عمل اور ولایت ثابت ہوگئی۔ صرف مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ کو یاد کرو۔ رکوع کی حالت میں حضرت علیؑ نے فقیر کو انگوٹھی دے دی۔

حضرات! اس کے بعد آیۂ استخلاف سے مبلغ اعظم نے آئمہ اطہار کے تین مدعے ثابت کئے۔

اوّل: ان کی خلافت کا اعلان مثل خلافت ہارون، آدم، داؤد اور حضرت ابراہیم علیہ السّلام۔

دوم: وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ سے آئمہ طاہرین کے مذہب شیعہ کو مذہب حقہ صادق اور مرتضےٰ اور مضبوط ثابت کر دیا کہ سوائے مذہب شیعہ کے اصول اور فروع کسی مذہب کے مضبوط اور ثابت نہ ہوں گے۔ اس مذہب کے ہر مسئلہ کی دلیل مضبوط اور متمکن ہوگی، ٹوٹ نہ سکے گی۔ دِيْنَهُمْ بتا رہا ہے کہ وہ دین کے مالک ہیں، امام ہیں، معصوم ہیں، دینی خلیفے ہیں۔ دنیا کے سیاسی نہیں۔

الذی ارتضٰی کا جملہ اس مذہب کو تمام مذاہب پر فوقیت دے رہا ہے۔ کیونکہ خدا کا وہ پسندیدہ مذہب ہے۔ آئمہ طاہرین کا دین اور مذہب ہے۔ کیونکہ وہ رضاۃ اللہ

کے مالک ہیں۔ راضیۃً مرضیۃً ان کی شان ہے۔ يُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّوْنَهٗ ان کے محب و محبوب ہونے کی سند ہے۔ تیسرا مدعا وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا کا ہے کہ ان کا خوف اور تقیہ ہمیشہ نہ رہے گا۔ بلکہ آخری خلیفۃ اللہ المہدی الہادی کے ظہور میں جہاد بالسیف سے خوف امن میں بدل جائے گا۔ يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْئًا۔ لَا يَنَالُ عَهْدِي الظّٰلِمِيْنَ کا ہم معنی اور مترادف ہے کہ لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ کہ شرک بڑا ظلم ہے جن سے شرک سرزد ہوا اور اَلشِّرْكُ فِيْكُمْ اَخْفٰى مِنْ دَبِيْبِ النَّمْلِ (در منثور ۲۶ ، ادب المفرد) کے مصداق ہیں عہدۂ امامت اور خلافت نہیں پا سکتے لہٰذا ثلاثہ صاحبان کا دامن جب تک شرک سے دائمی طور پر یعنی ماضی، حال، استقبال تینوں میں پاک ثابت نہ ہو خلافت اور امامت کہاں۔ وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ سے مبلغ اعظم نے ثابت کر دیا کہ امامت اور خلافت اصول دین میں داخل ہے ورنہ کفر کیا۔ اور مَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ کا معنی کیا اور فرمایا هُمُ الْفٰسِقُوْنَ سے وہی فاسق مراد ہیں جو اَلْفٰسِقُوْنَ الَّذِيْنَ يَنْقُضُوْنَ عَهْدَ اللّٰهِ مِنْ بَعْدِ مِيْثَاقِهٖ وَيَقْطَعُوْنَ مَا اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖ اَنْ يُّوْصَلَ کہ جو اللہ کا عہد اور اعلان کو پختہ ہونے کے بعد توڑتے ہیں اور جس میں وصل کا حکم ہے اس میں فصل پیدا کرتے ہیں۔ یعنی خلیفہ بلا فصل میں فصل پیدا کرتے ہیں اور ما امر اللہ کے مامور من اللہ کو اجماعی اور سیاسی خلیفہ بناتے ہیں۔ مبلغ اعظم نے فرمایا۔ حضرات! یہ آیۂ استخلاف موعود من اللہ خلفاء کی شان میں ہے۔ مثل آدم، داؤد، ہارون کے خلفاء کی آیت ہے۔ دین مرتضےٰ کے مالک خلفاء کی آیت ہے۔ مِنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا کے مصداق مظلوم خلفاء کی آیت ہے۔ وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ کے مطابق اپنے منکروں اور باغیوں کی آیت نہیں۔ سیاسی، باغی، طاغی افراد کی آیت نہیں۔ اس کے بعد مبلغ اعظم نے صحیح مسلم جلد دوم ص۱۱۹ ، ترمذی شریف جلد دوم ص۱۰۱ سے یہ حدیث پڑھی لَا يَزَالُ هٰذَا الدِّيْنُ عَزِيْزًا مَنِيْعًا اِلٰى اثْنَيْ عَشَرَ خَلِيْفَةً کو ملا کر دیکھو یہ بارہ کس دین کے خلیفے ہیں۔ دین مرتضےٰ جس کا دین ہے

کرتا ہے۔ مبلغ اعظم نے فرمایا کہ اللہ رے شانِ خلافت جس کی سنت گواہ چست۔ خود خلفاء کو تو اپنی خلافت کا علم نہیں اور مولوی دوست محمد صاحب ان کے اثبات میں زور لگا رہے ہیں۔ جب اجماع شوریٰ پر بات آئی تو مبلغ اعظم نے ہر سہ خلفاء کی خلافت پر حضرت علی علیہ السلام کی عدم رضامندی ثابت کر دی۔ چنانچہ بخاری شریف جلد دوم صفحہ ۱۰۰۹ سے خَالَفَ عَنَّا عَلِیٌّ دکھلا دیا کہ حضرت علیؑ بوقت سقیفہ خلافتِ اوّل سے مخالف ہو گئے اور بیعت نہ کی۔ ثُمَّ بَایَعَ بَعْدَ سِتَّۃِ اَشْہُرٍ کہ فاطمہؑ کی حیاتی میں بیعت نہ کی اور بعد میں حضرت خلیفہ اوّل کو جلا کر اپنا استحقاق ثابت کر دیا اور ناراضگی کی وجہ بتلا کر ترک موالات سے روکا اور خلافت ثانیہ پر شرح عقائد نسفی سے تعریض دکھلائی اور خلافت ثالث میں مخالفت اور ناراضگی اور لَاَجْعَلَنَّ عَلٰی اَنْفُسِنَا سَبِیْلًا تک کی نوبت ثابت کر دی کہ حضرت علیؑ ان سے ناراض رہے۔ حتیٰ کہ عبدالرحمٰن بن عوف نے ان کو قتل کی دھمکی دی۔ جب فضیلت سیدہ اور میراث باغ فاطمہؑ کی نوبت آئی تو سید سنی سرنگوں ہو گئے۔ اپنے مریدوں کی مجبوری سے گھبرا گئے۔ آخر کار حضرت علی علیہ السلام کا ثلاثہ کے پیچھے نماز پڑھنے سے قریشی صاحب نے استدلال کرنا چاہا مگر ناکام رہے۔

اوّل تو حضرت علیؑ کا بنیت اقتدا ان کے پیچھے نماز پڑھنا ثابت ہی نہ کر سکے بلکہ صَلِّ بِنَفْسِہٖ بحار الانوار جلد ہشتم سے دکھلایا گیا کہ آپ اپنی نماز پڑھتے تھے۔

دوم۔ احتجاج طبرسی کی روایت بسلام پڑھنے میں خیانت کی جو موقعہ پر پکڑی گئی کہ حضرت علی علیہ السلام کے قتل کی سازش کا حصہ چھوڑ دیا اور آگے پڑھی لیکن جب پوری روایت سامنے آئی تو شکر شیر کہنے والوں کی ہوا اڑ گئی۔

سوم۔ جب مشکوٰۃ صفحہ سے نماز خَلْفَ کُلِّ مُسْلِمٍ بَرًّا کَانَ اَوْ فَاجِرًا اِنْ عَمِلَ الْکَبَائِرَ کہ نماز ہر نیک و بد کے پیچھے ہو سکتی ہے مگر خلافت کیلئے تمام اعمالِ صالحہ کی شرط ہے اور فروع کافی سے حضرت علیؑ کا اپنی نماز خود پڑھنا بلکہ ساتھ ہونا ظاہر ہوا ہے کے موقعہ پر دیگر انبیا اور ان کے اماموں کا بمنزلہ دیوار کے ساتھ کھڑا ہونا دکھلایا گیا تو مولوی دوست محمد قریشی کی اس جذباتی دلیل کا حال بہت پتلا ہو گیا جب مبلغ اعظم نے بخاری شریف سے قاتلانِ عثمان کے پیچھے حسب اجازت عثمان صحابہ

قریش کی نسل اور مصطفےٰ شاخ بنی ہاشم ہے پاکرئی اور تمام بنی ہاشم سے مصطفےٰ بنی فاطمہ میں پیا کرئی اور۔ فرمایا ہمارے مولا علیؑ، حسنؑ، حسینؑ، زین العابدینؑ، محمد باقرؑ، جعفر الصادقؑ، موسیٰ کاظمؑ، علی رضاؑ، محمد تقیؑ، علی نقیؑ، حسن عسکریؑ، امام مہدی صلوات اللہ علیہم سے بڑھ کر دین کا مجسم مجموعہ دکھلا دیجئے، دین کا عالم دکھلا دیجئے، خدا کا محبوب اور مرتضیٰ دکھلا دیجئے، خاندان محمد سے دکھلا دیجئے اپنے بارہ خلفاء اور آئمہ کی تعداد اپنے مذہب میں دکھلا دیجئے۔ یا ترمذی حاشیہ صفحہ ۵۵ ج ۲ میں جو آپ کے بارہ خلفاء یزید، ولید مروان کی گردان لکھی ہے ان میں دِیْنُہُمُ الَّذِی ارْتَضٰی اور لَا یَزَالُ ہٰذَا الدِّیْنُ عَزِیْزًا مَنِیْعًا کی شان دکھلا دیجئے۔ آپ نے حدیث ثقلین سے قرآن اور اہل بیت کو پڑھا اور جامع الصغیر سیوطی صفحہ ۱۰۳ ج ۱ سے قرآن اور اہل بیت کا "خلیفتین" ہونا پڑھا۔ حضرت علیؑ کی نسبت مَنْ کُنْتُ مَوْلَاہُ۔ اَنْتَ مِنِّیْ بِمَنْزِلَۃِ ہَارُوْنَ مِنْ مُوْسٰی اور اَنْتَ خَلِیْفَتِیْ وَہُوَ وَلِیُّ کُلِّ مُؤْمِنٍ مِنْ بَعْدِیْ پڑھا اور عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری جلد دہم صفحہ ۳۳ سے باب العمائم سے غدیر خم میں علیؑ کے سر پر دستار بندی پڑھی۔ حضرت حجتؑ کی بارہویں خلافت ظاہری دکھلائی۔ تیس سال کی خلافت سے مراد خلافت بلافصل حضرت علیؑ کی ثابت کی۔ کیونکہ علیؑ رسالت مآب کے بعد تیس سال زندہ رہے جو آپ کے خلیفہ بلافصل تھے۔ اور صحیح مسلم جلد دوم صفحہ ۱۲۱ سے بقول حضرت عمر لَمْ یَسْتَخْلِفْ رَسُوْلُ اللّٰہِ سے اصحاب ثلاثہ کا عدم استخلاف یعنی بنص خدا اور رسولؐ خلیفہ نہ ہونا ثابت کر دیا کہ یہ رسول اللہ کے ساختہ پرداختہ خلفاء نہیں ہیں۔ چنانچہ مولوی دوست محمد نے پورے ڈیڑھ بجے صاف اقرار کر لیا کہ ہم یہ کب دعویٰ کرتے ہیں کہ ان کو اللہ اور رسولؐ نے خلیفہ بنایا ہے۔ چنانچہ سنی پبلک کے چھکے چھوٹ گئے کہ یا اللہ! یہ کیا کہا کہ اللہ و رسولؐ کے بنائے ہوئے خلیفہ نہیں پھر آیت کیسی اور حدیث کیسی۔ مولوی دوست محمد نے اپنی پبلک کی مجبوری پر کہا کہ میں کیا کر سکتا ہوں۔ جب اللہ و رسولؐ نے ان کو بنایا نہیں۔ قرآن اور حدیث میں ان کی خلافت کا اعلان آیا نہیں۔ اور لَمْ یَسْتَخْلِفْ حضرت عمر کا خود اقرار ہے اور حضرت خلیفہ ثانی کو یہ حسرت رہ گئی کہ کاش حضورؐ سے دریافت کر لیا ہوتا کہ آپ کے بعد خلیفہ منافرہ بستی بہار شاہ ضلع مظفر گڑھ کے مناظرہ میں جب حضرت علامہ ... مولوی دوست محمد قریشی کی بھاگ ...

کا نماز پڑھنا دکھلا دیا۔ حسنین علیہما السلام کی نماز مروان جیسے فاسق کے پیچھے خود اہل السنت کی کتاب بیہقی صـ۱۲۳ جلد سوم سے دکھلا دی۔ الغرض مولوی دوست محمد صاحب نہ خلافت ثابت کر سکے نہ چار بیٹیاں۔ بہت سے لوگ شیعہ ہو گئے جو ابھی تک مذہب حقہ پر قائم ہیں اور تنظیمی ملاؤں کی شکست کا یقینی ثبوت ہیں۔

حضرات! یہ وہ لوگ ہیں جو خیبر کی فتح کے بعد علی کی فتح کا اقرار نہیں کر سکے اور ثلاثہ کے فرار کا اظہار نہیں کر سکے۔ مگر خدا اپنے دین کی فتح کیسے چھپنے دیتا۔ سچ ہے

شاہِ مرداں شیرِ یزداں قوتِ پروردگار
لا فتیٰ الا علی لا سیف الا ذوالفقار

مناظرہ میں چند چشم دید گواہوں کے نام

جناب ظفر علیخان صاحب رئیسِ اعظم جہان پور ضلع ملتان۔ فیض علیخان صاحب لنگاہ رئیسِ اعظم جہان پور، فرزندان خان اللہ بخش خانصاحب لنگاہ۔ مرید عباس صاحب لنگاہ رئیسِ اعظم شجاعت پور ضلع ملتان۔ علی نواز صاحب لنگاہ رئیسِ اعظم شجاعت پور ضلع ملتان۔ جناب سید مقصود علی صاحب شمس جہان پور۔ نور محمد صاحب خاکی۔ سید حسین شاہ صاحب و دیوان سید حضور بخش صاحب بانیانِ مناظرہ۔ جناب صفدر علی صاحب لنگاہ رئیسِ اعظم جہان پور پسر خورد جناب اللہ بخش خانصاحب لنگاہ۔ سید اصغر علیشاہ صاحب جہان پور۔ قادر بخش صاحب منظور حسین صاحب۔ غلام رسول صاحب۔ منشی غلام حیدر و جناب غلام حیدر صاحب لنگاہ۔

(ناشر)

ناصر حسین ناصر معین مناظرہ درسِ آلِ محمد لائل پور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

آئینہ شکستِ تونسوی

در

مسئلہ بناتِ نبیؐ

بمقامِ وجھی متصل میانی تحصیل بھلوال

ضلع سرگودھا

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ۝

حضرات مومنین! ہم اس سے قبل شکست تونسوی و اچھروی و میانوی و بھیروی و دیوبندی و بریلوی ایک اشتہار میں بمقام وینجی تحصیل بھلوال ضلع سرگودھا واضح کر چکے ہیں کہ دیوبندی و بریلوی عبدالستار تونسوی، محمد عمر اچھروی، مفتی محمد رفیق میانوی، کرم حسین شاہ بھیروی اور المختار بگوی یہ سب مل کر بھی مذہب حقہ شیعہ خیر البریۃ کی صداقت کا مقابلہ نہ کر سکے۔ مسئلہ خلافت اصحاب ثلاثہ پر باوجود اپنے اشتہار میں شائع کرنے کے موقع پر بحث کرنے سے صاف انکار کر گئے۔ اور جناب سیدہ فاطمۃ الزہرا علیہا السلام طاہرہ بنت رسولؐ کی وحدت، فضیلت، عصمت و طہارت کے مقابلہ میں نصوص صحیحہ متواترہ قطعیہ چار بیٹیاں حقیقی ثابت کرنے میں ناکام رہے۔ مجمع بیشمار تھا، اہل السنت کی کثرت تھی، بڑا عام تھا۔ لہٰذا شور و غوغا تو بہت کیا لیکن علمی مقابلہ نہ کر سکے۔ اصولی مناظرہ کی تاب نہ تھی حضورؐ کی حقیقی چار بیٹیاں کسی آیت محکم اور حدیث صحیح متواتر سے ثابت نہ کر سکے اور ضعیف روایات پر خود قائم نہ رہ سکے۔ خلافت اصحاب ثلاثہ کے قریب آخر وقت تک نہ آئے اور لوگ ان کمزوریوں کو بھانپ کر شیعہ ہو گئے۔ غلط اور جھوٹا پروپیگنڈہ جو اخباری چوٹی کا زور لگا کر کیا تھا چار دن میں بیاہ شدہ ہو کر رہ گیا۔ لہٰذا اب ہم اس کتاب میں حسب وعدہ شکست تونسوی در مسئلہ بنات نبیؐ کی مختصر روئیداد شائع کرتے ہیں۔ تاکہ پڑھے لکھے حضرات دلائل کے قوت اور ضعف، صحیح اور غلط، صدق و کذب، حق اور باطل کا خود اندازہ لگا لیں۔ کیونکہ مذہب شیعہ اثنا عشریہ صداقت کا وہ قلعہ و حصار ہے جس کو باطل کے بے شمار حملے اور زلزلے بھی نہ ہلا سکیں گے۔

حضرات! مولوی عبدالستار صاحب تونسوی نے باوجود ہزار شور و غوغا کے کل تین روایات کتب شیعہ سے پیش کیں۔ مختلف کتب سے بار بار انہیں کا تکرار و اعادہ کیا۔ دیگر نہ کوئی آیت اور نہ ہی کوئی روایت میدان مناظرہ میں پیش کرنے کی جرأت ہوئی۔ روایت اول حیات القلوب جلد دوم ص[illegible] سے پیش کی کہ قرب الاسناد میں بسند معتبر حضرت

صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ رسول خدا کی اولاد حضرت خدیجہؑ سے طاہر و قاسم، فاطمہ، ام کلثوم، رقیہ و زینب متولد ہوئے۔ اس کا جواب اسی وقت دے دیا گیا کہ حضور! یہ روایت سنیوں کی ہے شیعہ کی نہیں، ضعیف ہے صحیح نہیں۔ کیونکہ اس کی سند یہ ہے:

روی الحمیری فی قرب الاسناد عن هارون بن مسلم عن مسعدة بن صدقة عن جعفر عن ابیه علیهما السلام۔

اس سند میں ایک راوی "حمیری" "شارب الخمر" ہے۔ اسی وقت تونسوی صاحب کو رجال مامقانی جلد اول ص[illegible] سے دکھلا دیا گیا کہ "انه کان یشرب الخمر" یعنی وہ "حمیری" ہمیشہ شراب پیتا تھا۔ حتیٰ کہ اس کا چہرہ سیاہ ہو چکا تھا۔ اور مزید برآں یہ بھی عرض کیا گیا کہ ہمارے ملنگوں پر بھنگ نوشی کا الزام لگاتے ہو اور خود شرابیوں کی روایات پیش کرتے ہو اور انہیں اپنا دین و ایمان بنائے پھرتے ہو۔ اور دوسرا راوی اس روایت میں مسعدہ بن صدقہ ہے جو سنی بتری ہے۔ چنانچہ رجال مامقانی جلد ۳ ص۲۱۲ نکال کر عبدالستار صاحب کے سامنے جا کر رکھ دی گئی۔ کہ "مسعدة بن صدقة عامی بتری" یعنی مسعدہ بن صدقہ عامی بتری ہے۔ روایت سنیوں کی ہے کسی شیعہ راوی کی صحیح روایت پیش کرو۔ مگر ہمت کہاں؟ بہت دیر تک پریشان رہے اور تلاش بسیار کرنے کے بعد شور مچایا کہ میں صحیح دکھلاتا ہوں۔ میں عبدالستار ہوں اسماعیل! تو مجھے جانتا نہیں میں عبدالستار ہوں؟ تو صحیح لو سنی ہمارے پہرے میں آگئے اور المختار بگوی صاحب تو فرط مسرت سے رقص فرمانے لگے کہ شاید ہمارے مولوی صاحب کو چار بیٹیوں کی صحیح روایت مل گئی۔ مگر وہ آنا وہاں جانا ہی [illegible] تونسوی صاحب نے حیات القلوب جلد دوم ص[illegible] سے پڑھا کہ ابن ادریس بسند صحیح از امام محمد باقر علیہ السلام روایت کردہ است کہ رسولؐ دختر بدو منافقان داد یعنی حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ حضرت رسول کریمؐ نے دو لڑکیاں دو منافقوں کو دیں، ایک کا نام ابو العاص اور دوسرے کا نام تقیۃً ترک کر دیا۔ بس پھر کیا تھا۔ عبدالستار کے خطے اڑ گئے کہ وعدہ چار بیٹیاں دکھلانے کا تھا اور دو منافق دکھلانے کا۔ بس اب پریشان تھا کہ اگر روایت صحیح کہوں تو اپنے منہ سے اپنے بزرگ کو منافق ماننا پڑتا ہے اور اگر منافق مان لوں تو بحث کیسی؟ جھگڑا کس بات کا؟ قصہ ختم شیعہ کا مذہب ثابت [illegible] نے کہا

حضور! اوّل تو یہ ادریس خود ہی صحیح نہیں، دوم اس روایت میں لفظ چار دکھائیے۔ پھر حقیقی بیٹیاں دکھلائیے اور پھر تیسرا منافق تسلیم کیجئے۔ ورنہ یہ روایت نہ پیش کیجئے۔ لوگوں میں شور پڑ گیا کہ عبدالستار منافق کی روایت پیش کر رہا ہے۔ نامراد آتا خود اپنے بزرگوں کو منافق ثابت کر رہا ہے۔ ہائے افسوس! اس کو منافق کے بغیر کوئی روایت نہ مل سکی۔ تونسوی الفاظ کے چکر میں اسے چھپا تو رہا تھا۔ مگر مبلغ اعظم نے کتاب منگوا کر صفحہ نکال کر لفظ منافق تمام مجمع کو پڑھ کر سنایا اور فرمایا کہ اس کو کہو لفظ چار دکھائے جس کے لئے پیش کر رہا ہے یا اس کو منافق تسلیم کرے۔ بس پھر کیا تھا سمجھدار سنی کہنے لگے ہزار دفعہ کہا کہ شیعوں کے ساتھ مناظرہ نہ کیا کرو۔ ورنہ جو چار آدمی رہ گئے ہیں وہ بھی شیعہ ہو جائیں گے۔ میانی کے مفتی محمد رفیق، بھیرہ کے پیر کرم شاہ اور بگوی سب حیران کھڑے تھے کہ کیا کریں اور روایت حق نہیں، اس میں لفظ منافق ہے۔ اس کو صحیح مانیں تو مذہب اہل السنت ختم، شیعہ ثابت۔

حضرات! سب سے بڑی یہ روایت تھی جس پر ناز، اعتماد اور شور تھا۔ اب ذرا مذہب اہل السنت کے دلائل اور تونسوی کے ذخیرۂ استدلال کا خود ہی اندازہ لگائیے ہزار دفعہ واضح کیا گیا ہے کہ مذہب شیعہ محکم ہے، مضبوط ہے، ثابت ہے مربوط ہے۔ اس کا علمی و استدلالی مقابلہ مشکل ہے۔ بعض سنی علماء اور موری صاحبان اپنے تاثرات کا یوں اظہار کرتے رہے کہ یہ چار بیٹیوں کا موضوع عبدالستار کا مایۂ ناز موضوع ہے مگر اس میں بھی یہ حال ہے۔ جھوٹ الامان ہے اور صداقت و حقیقت چیزے دیگر۔ اس روایت کو انہوں نے اپنے اشتہار میں چھپائے ہیں کہ چار بیٹیوں کی بجائے لفظ منافق لکھے ہوئے ہیں۔ شیعہ سنی حضرات کو چاہیئے کہ وہ عبدالستار کو پکڑ کر پوچھیں کہ یہی روایت پیش کی تھی جس میں وہ منافق لکھے ہیں، تم اب منافق بھی مان گئے۔

روایت سوم

تونسوی صاحب نے بڑے طمطراق شور و غوغا سے کہا، جو بھی اس کو چھوڑ نہیں کتاب نہج البلاغۃ شیعوں کے فرشی قرآن سے اور مولا علیؑ کے متواتر کلام سے چار بیٹیاں ثابت

کرتا ہوں۔ [illegible] تو مجھے نہیں جانتا؟ میں عبدالستار [illegible]
آپ نے پڑھ کر کتاب نہج البلاغۃ جلد دوم [illegible]
مَا نَعْلَمُ [illegible] حضرت علیؑ نے حضرت عثمان [illegible]
داماد [illegible]
کر شور مچایا کہ چار بیٹیاں ثابت ہو گئیں۔
مبلغ اعظم نے کہا تونسوی صاحب! یہ کتاب نہج البلاغۃ [illegible]
ہے۔ باب مدینۃ العلم کا کلام ہے۔ نہج البلاغۃ [illegible]
آپ کے بزرگوں کو ذرا [illegible]
کی فصاحت و بلاغت کہہ سکتے کا کام ہے۔ اس کا ترجمہ چار بیٹیاں [illegible]
حضرت کا اولاد کہاں ہے۔ اس میں تو لفظ صِہر [illegible]
تو داماد ہی ہے جو حضور کی نسبت [illegible]
جس کے معنی بعض کے ہیں۔ اگر پورا مطلب [illegible]
تب ہوتا جب بیٹیاں پوری حقیقی ہوتیں۔ بیٹیاں صغیر، نسبت کمزور، جیسے کہ بیٹیاں دلیا
داماد۔ نہ بیٹیاں پوری نہ داماد پورا [illegible]
مبلغ اعظم نے فرمایا تونسوی صاحب! لفظ [illegible] حضرت عثمان کے لئے
لفظ صِہر دکھلائیے [illegible]
تمہاری مستند کتاب [illegible]
معنی [illegible]
[illegible] رسول اللہ [illegible] حضرت علی
علیہ السلام [illegible]
مبلغ اعظم نے فرمایا [illegible]
رسول اللہ [illegible]
جو بلاغت [illegible] نہج البلاغۃ
کیوں؟ سچ ہے کہا ملاں تونسوی اور کیا [illegible]
[illegible]
رسی دکھلا نہ سکا۔ لہٰذا استدلال باطل۔ [illegible]

اِذَا جَاءَ الْاِحْتِمَالُ بَطَلَ الْاِسْتِدْلَال۔ کہ جب احتمال اور شک آجائے تو استدلال باطل ہو جاتا ہے۔ مبلغ اعظم نے فرمایا حضور! حضرت علی علیہ السلام کے لئے قرآن مجید تک لفظ صِهْرًا آیا ہے مگر ان میں وہ نہیں آیا۔ چنانچہ هُوَ الَّذِي خَلَقَ مِنَ الْمَاءِ بَشَرًا فَجَعَلَهُ نَسَبًا وَّصِهْرًا۔ پ۱۹ سورۃ فرقان میں اللہ تعالیٰ نے حضرت علی کو پورا سسر فرمایا۔ یہ خطبہ جناب رسالتمآبؐ نے صرف نکاح حضرت علی علیہ السلام میں پڑھا۔ دیکھو اپنی کتابیں (۱) مدارج النبوۃ۔ جلد ۲ صفحہ ۸۵ ، الریاض النضرۃ جلد ۲ صفحہ ۱۸۳ مطبوعہ مصر ذخائر العقبیٰ ص۲۷ مطبوعہ مصر۔

آیت کا مفہوم یہ ہے کہ جیسا رشتہ نسب اور صہر حضرت علی کو حاصل ہے دنیا میں عثمان کو نہیں۔ ہاں حضرت عثمان حضرت ابوبکر اور حضرت عمر سے قریب تر ہے۔ اور خواہ حضرت علی کی نسبت بعید تر ہے۔ کیونکہ حضرت علی اور رسول خدا بنی ہاشم سے حقیقی چچا زاد ہیں اور حضرت عثمان بنی امیہ سے ہے جو دو واسطہ بعید ہے۔ حضرت علی حضرت فاطمۃ الزہرا سے داماد ہے جو حقیقی بیٹی ہے۔ حضرت عثمان ربیبہ بیٹیوں سے معمولی تعلق دامادی کا رکھتا ہے۔ یعنی بیٹیوں کی نسبت بھی مجازاً ہے داماد بھی مجازی۔

تونسوی کے سوالات اور

مبلغ اعظم کے جوابات

تونسوی صاحب نے شور مچایا کہ مولوی اسماعیل! ان لڑکیوں کا باپ بتلایئے؟
مبلغ اعظم نے فوراً اہل السنت کی مستند کتاب سیرت ابن ہشام جلد ۲ صفحہ ۲۲۲ مطبوعہ مصر سے دکھلایا۔ فَوَلَدَتْ لَهُ هِنْدَ بْنَ اَبِيْ هَالَةَ وَزَيْنَبَ بِنْتَ اَبِيْ هَالَةَ کہ جناب زینب کے باپ کا نام ابو ہالہ تھا اور دوسری لڑکی کے باپ کا نام عتیق بن عائذ مخزومی تھا۔ تونسوی صاحب نے کتاب منگوا کر خود دیکھی پڑھی اور چپ چاپ کھڑا ہو گیا۔ کتاب واپس، جواب ندارد، حجت تمام ہوئی۔
اس کے بعد مبلغ اعظم نے فوراً تفسیر کبیر اور قرآن مجید کی آیت سے ثابت کیا کہ وہ

لڑکیاں یتیم تھیں اور حضورؐ کے خانہ اقدس میں ان کی پرورش ہوئی۔ چنانچہ [illegible] (پ۳۰ سورۃ والضحیٰ) کہ اے میرے محبوب یتیم کو نہ جھڑکنا۔ [illegible] تفسیر کبیر جلد ۸ صفحہ ۲۲۶ مطبوعہ مصر سے یہ عبارت پڑھی۔ [illegible] صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ [illegible] کہ یہ آیت (یتیم کو نہ جھڑکنا) اس وقت نازل ہوئی جب جناب رسالتمآبؐ نے جناب خدیجہؓ کے بچے کو [illegible] تو خدا نے کہا اے میرے حبیب! ان یتیموں کو نہ جھڑکنا۔
مبلغ اعظم نے فرمایا۔ جناب تونسوی صاحب! فرمایئے۔ جناب خدیجہؓ کے وہ کون سے بچے اور بچیاں تھیں جن کو اللہ تعالیٰ نے یتیم فرمایا ہے۔ یتیم تو وہ ہوتا ہے جس کا باپ فوت ہو گیا ہو۔ اگر حضورؐ ان کے باپ تھے تو یتیم کیسے؟ [illegible] تونسوی صاحب نے یہ کتاب منگوا کر دیکھی [illegible] باپ کا نام [illegible] یتیم ثابت ہو گئیں [illegible] کیونکہ چار بیٹیوں کے [illegible] ان کا فرض ہے [illegible] جن میں نہ شک ہے نہ شبہ نہ احتمال نہ اعتراض۔
اس کے بعد مبلغ اعظم نے اہل السنت والجماعت کی مستند کتاب تفسیر نیشاپوری سے ان بیٹیوں کا ربیبہ ہونا بھی دکھلایا۔ چنانچہ نیشاپوری علیٰ حاشیہ تفسیر ابن جریر جلد [illegible] وَرَبَائِبُكُمُ اللَّاتِي کے تحت [illegible] بنات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من خدیجۃ پڑھا کہ قرآن مجید میں ربیبہ بیٹیوں کا جو ذکر آیا ہے وہ ایسی ہی ربیبہ رسول اللہ کی بیٹیاں جناب خدیجۃ الکبریٰ والی ہیں۔
دیکھئے! معاملہ صاف ہو گیا۔ قرآن مجید سے ان کا ربیبہ ہونا بھی ثابت ہو گیا۔ یتیم ہونا [illegible] باپ بھی [illegible] اور خود کتب اہل السنت سے [illegible] خدیجۃ الکبریٰ سے [illegible] بالکل بیٹیاں جناب خدیجہ کی [illegible]
مبلغ اعظم نے کہا تونسوی صاحب! [illegible] بیٹیاں چار بیٹیاں [illegible] دعویٰ [illegible] ثابت کرو [illegible] ہم تمہارے دعویٰ کو ضعیف [illegible] ثابت کرنے کے [illegible] مقابلہ میں [illegible] پیش کر [illegible]

اس کا نام ہے ... تفسیر ... سے ...
... صاحب نے ... اہل بیت ... معصوم امام کے قول سے ان
دیگر ... کو ... دکھلا دیے ... نے ... کتاب احقاق الحق
ص ۲۳۹ ... اہل ... کو ... ثابت کرنے میں سند کے ...
اسی ... [illegible]

روی اهل العلم عن آئمة اهل البیت ومانان البنات المنسوبتان
الی رسول الله ... [illegible]
... روایت ... بیٹیاں ... رسول خدا کی
... [illegible]

آیت اول

... [illegible] ... بہت قریبیوں کو ڈرا
بخاری شریف ص ۳۸۵ جلد ۱ ... آیت وانذر
عشیرتک الاقربین ... قریبیوں کے نام لے لیکر فرمایا
یا بنی ... عبد المطلب ... بنت محمد سلینی ما شئت
من مالی ... عبد المطلب
اے ... ما شئت من مالی اور اے
فاطمہ بنت محمد ... اللہ سے تم کو بے نیاز
... [illegible]
... نہیں ... بنت محمد
بنت ... ثابت ہوئی ۔ ایک
... [illegible]
... دعوی رسالت میں
... [illegible]

اس کا قائل تو نسوی ہے کچھ جواب دے ... اس سے اس آیت کا
کیا جواب ہے ؟
آیت مباہلہ ... زندہ تھیں ۔ اس کا
جواب دو ۔

آیت دوم آیۂ تطہیر

[illegible]

عن عائشة قالت خرج النبی صلی الله علیه وآله وسلم
غداة علیه مرط مرحل من شعر اسود فجاء الحسن بن علی فادخله
ثم جاء الحسین فدخل معه ثم جاءت فاطمة فادخلها ثم جاء علی
فادخله ثم قال انما یرید الله لیذهب عنکم الرجس اهل البیت
ویطهرکم تطهیرا ۔ ...
ترمذی شریف ص ۲۲۲ جلد ۲ باب مناقب اہل بیت النبی ... ترمذی شریف ... جلد ۲
کتاب التفسیر ... [illegible]

"چھ ماہ آیۂ تطہیر کی تلاوت بر دروازۂ سیدۂ فاطمۃ الزہراء"

عن انس بن مالک ان رسول الله ... کان یمر بباب فاطمة ستة اشهر
اذا خرج لصلوة الفجر یقول الصلوة یا اهل البیت انما یرید الله
لیذهب عنکم الرجس اهل البیت ویطهرکم تطهیرا ۔
ترمذی شریف ص ... [illegible]
ان کی اولاد اور ان کے شوہر ... کوئی داخل نہ تھا ۔
انس بن مالک سے روایت ہے کہ تحقیق رسول خدا ... چھ مہینے
... گذرتے تو ... دروازہ ... فاطمہ ... فرماتے
الصلوة یا اهل البیت انما یرید الله لیذهب عنکم الرجس ...
... چھ ماہ ... یہ آیت تلاوت فرماتے ... [illegible]

ومعاملہ پر تلاوت نہ ہوئی۔

آیت سوم مباہلہ

عن سعد بن ابی وقاص قال لما نزلت ھذہ الآیۃ ندع ابناءنا و ابناءکم ... دعا رسول اللہ علیا و فاطمۃ و حسنا و حسینا فقال اللھم ھؤلاء اھل بیتی۔

مسلم ص۲۷۸ جلد ۲۔ مشکوٰۃ شریف ص۵۶۸ باب مناقب اہل البیت حدیث ۸

ترجمہ: سعد بن ابی وقاص سے روایت ہے کہ جب یہ آیت مباہلہ اتری۔ ندع ابناءنا و ابناءکم … تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی علیہ السلام اور حضرت فاطمۃ الزہرا، حسن اور حسین کو بلا کر عرض کی یا اللہ یہ لوگ میرے اہل بیت ہیں۔ (مشکوٰۃ شریف ص۵۶۸ حدیث ۸)

حاشیہ میں ہے جب مطلق اہل البیت کا لفظ آئے تو فاطمہ، علی، حسن اور حسین کو مخصوص سمجھا جاتا ہے۔ یعنی ان پانچوں کے سوا کوئی اور اہل بیت میں شامل نہیں ہو سکتا۔

لیجئے حضور تفسیری صاحب! مباہلہ میں صرف فاطمہ آئی ہاں کوئی بیٹی نہ حاضر ہوئی نہ بلائی گئی، وجہ بتلایئے۔ جواب ندارد، چپ سادھ لی، آنکھیں پھر گئیں۔

عذر وفات بنات غیر معقول ہے

کیونکہ اول تو ان مشکوک بیبیوں کے سنہ ولادت اور وفات میں اختلاف ہے۔ بقول شبلی مرحوم جناب زینب کی وفات ۸ھ میں ہوئی اور حضرت رقیہ کی وفات غزوہ بدر ۲ھ میں ہی ہو چکی تھی۔ حضرت ام کلثوم کی وفات بقول شبلی ۹ھ میں ہوئی۔ دیکھو سیرت النبی جلد دوم حصہ اول ص۱۲۵ اور جناب رقیہ کی وفات بقول سیرت رحمۃ للعالمین ۲ھ

میں ہوئی۔ دیکھو رحمۃ للعالمین ص۱۲۵ جلد ۲۔ وفات ام کلثوم ۹ھ میں ہوئی۔ دیکھو رحمۃ للعالمین ص۱۲۵ جلد ۲۔ وفات ام کلثوم ۹ھ میں ہوئی۔ دیکھو رحمۃ للعالمین ص۱۲۵ جلد ۲ اور مباہلہ بھی ۹ھ میں ہوا۔ دیکھو سیرت النبی جلد دوم حصہ اول ص۔

وفد نجران کا ذکر ۹ھ ص۱۲۹ پر ہے۔ ناظرین کرام جب آنحضرت صلعم حضرت فاطمۃ الزہرا اور امام حسن و حسین علیہما السلام کو لے کر مباہلہ کے لئے نکلے تو عیسائیوں کی جماعت میں سے ایک شخص نے رائے دی کہ مباہلہ نہیں کرنا چاہیئے۔ اگر یہ سچے ہیں تو ہم ہمیشہ کے لئے تباہ ہو جائیں گے۔ غرض ان لوگوں نے جزیہ دینا قبول کر کے صلح کر لی۔

کہئے حضور! جب مباہلہ ۹ھ میں ہوا، جناب ام کلثوم بھی ۹ھ تک زندہ رہیں تو مباہلہ میں حضور نے ان کو شامل کیوں نہ کیا جب نساءنا کا لفظ جمع کے لئے تھا۔ یہ عذر بھی تو نسواں کا ختم۔ یہ شخص اہل سنت کو دعوت دیں رکھ کر ان کی دعوت کرتے جاتا ہے تو مناظرہ کر سکتا ہے نہ جواب دے سکتا ہے۔

یہ ہے خسر الدنیا والآخرۃ۔ مذہب اہل السنت بھی ہے مقابلہ میں کمزور ہے یہ کیا کرے۔

آیت چہارم خمس

وَاعْلَمُوا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِنْ شَیْءٍ فَاَنَّ لِلّٰہِ خُمُسَہٗ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِی الْقُرْبٰی۔ (پ۱۰ انفال)

اور جان لو کہ جو کچھ بطور غنیمت تم کو حاصل ہو اس کا پانچواں حصہ اللہ اور اس کے رسول کا اور آپ کے قرابت داروں کا ہے۔

عن علی قال کانت لی شارف من نصیبی من المغنم یوم بدر و کان النبی اعطانی شارفا من الخمس فلما اردت ان ابتنی بفاطمۃ بنت رسول اللہ … (بخاری شریف جلد ۱ ص۴۳۵ باب فرض الخمس)

حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں کہ رسول اللہ نے مجھے ایک اونٹنی خمس سے دیا ہے

روز بدر عطا فرمائی جب کبھی فاطمہ بنت رسولؐ کو اپنے گھر لانے کی تیاری کر رہا تھا۔ پس
فاطمہ آیت خمس میں شامل ہے عضبت فاطمة بنت رسول اللهؐ (بخاری شریف)
اسی باب فرض الخمس میں ہے کہ جناب سیدہؑ نے اپنا حق مانگا۔ ابوبکر نے انکار کیا۔ سیدہؑ
خشمناک ہو کر واپس ہوئیں۔ دیکھو سیدہ خمس میں سے اپنا حق مانگ رہی ہے لہٰذا آیت میں شامل ہے
اور مشکوٰۃ شریف ص ۳۴۹ میں ہے کہ حضرت عثمان نے خمس سے حصہ مانگا تو حضورؐ نے
منع فرمایا کہ یہ بنی ہاشم کا حق ہے لہٰذا تیرا کوئی حق نہیں۔ سبحان اللہ خمس کے گھر والے یہ
اس کو سیر والے خمس کے نہیں تھے۔ جس کے گھر ایک بیٹی ہے وہ خمس کا مستحق ہو گیا
دیکھو بخاری شریف الجزء ۱۷

قال لا تبغضه فان له في الخمس اكثر من ذالك کہ حضورؐ نے حضرت
بریدہ سے فرمایا کہ علیؑ سے بغض نہ کر۔ اس کا خمس میں اس سے بھی بہت زیادہ حصہ ہے
خطیب خوارزمی نے اپنے مناقب میں لکھا ہے تمام دریاؤں کا پانی
مہر سیدہ طاہرہ کو بطور خمس دیا گیا ہے۔ دیکھو حضرات اسی آیت میں صرف فاطمہؑ ہے۔
تونسوی کوئی دوسری کا بیٹی دکھلائے۔

آیت پنجم

وَآتِ ذَا الْقُرْبَىٰ حَقَّهُ ۔ پ ۱۵ بنی اسرائیل

عن ابی سعید قال لما نزلت وآت ذا القربی حقه دعا رسول الله
فاطمة فاعطاها فدك۔ (تفسیر ابن کثیر جلد سوم ص ۳۶)

کہ جب یہ آیت اتری تو رسول اللہؐ نے جناب سیدہؑ کو بلا کر باغ فدک عطا فرمایا۔
لیکن تونسوی صاحب کسی اور لڑکی کو کیوں نہ دیا ثابت کرو۔ یہ تمہاری کتابوں کے حوالے
پڑھ رہا ہوں۔ تم کو صرف حیوۃ القلوب جیسی غیر مستند کتاب سے روایت ضعیف کا جواب
ہے یاد ہے اور یہ بتاؤ روایات یاد ہیں۔ کتاب حیات القلوب کی تحقیق تونسوی تمام عمر نہیں کر سکا
کہ یہ کتاب صحیح ہے یا مستند ہے یا قوی ہے۔ فارسی کی معمولی غیر صحیح کتاب ہے جو صرف ہر قسم کی ضعیف
غیر مستند روایات کا مجموعہ ہے۔ مومنین حیات القلوب بالکل غیر مستند کتاب ہے۔ اس کا بغیر تحقیق

کوئی اعتبار نہیں ہے۔ روایت صحیح ہو قرآن موجود ہوں تو مانو ورنہ نہیں۔

آیت ششم

فَإِذَا نُفِخَ فِي الصُّورِ فَلَا أَنسَابَ بَيْنَهُمْ يَوْمَئِذٍ وَلَا يَتَسَاءَلُونَ
(پ ۱۸ سورۃ مومنون)

جب صور پھونکا جائے گا تو ان کے درمیان کوئی نسب نہ ہوگا اور نہ ایک دوسرے
سے نسب کی بنا پر سوال کر سکیں گے۔

عن ابن مخرمة قال قال رسول الله فاطمة بضعة مني يغيظني ما يغيظها
وينشطني ما ينشطها وان الانساب تنقطع الا نسبي وسببي وصهري وهذا
له اصل في الصحيحين (تفسیر ابن کثیر ص ۲۵۶ جلد سوم مستدرک حاکم جلد سوم ص ۱۵۸)

حضرت ابن مخرمہ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلعم نے فرمایا فاطمہ میرا ٹکڑا ہے
جو چیز فاطمہ کو رنج کرے وہ مجھ کو رنج کرتی ہے اور جو اس کو خوش کرے وہ مجھ کو خوش کرتا ہے
اور تحقیق روز قیامت سب نسب ختم ہو جائیں گے مگر میرا نسب اور سبب اور داماد باقی
رہے گا۔ فرمایئے نسب رسالتمآبؐ سوائے فاطمہؑ کے کس سے چلا اور کون باقی رہے گا۔ فاطمہ الزہراؑ کا
دیکھو اس حدیث میں حضورؐ صرف کا نام موجود ہے اور کسی لڑکی یا لڑکے کا نام بتلاؤ تو تونسوی صاحب
سینکڑوں کو تو نا چھوڑ دیجئے۔

آیت ہفتم

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ وَلَٰكِن رَّسُولَ اللَّهِ
وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ ۗ وَكَانَ اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا (پ ۲۲ سورۃ احزاب)

اور نہیں ہے محمدؐ تمہارے مردوں میں سے کسی ایک کا باپ۔ لیکن وہ اللہ کا
رسول اور خاتم النبیین ہے اور اللہ ہر شے کا عالم ہے۔

اس آیت میں اولاد محمد رسول اللہ کی پوری تعیین اور تحقیق ہے طیب طاہر

قاسم ابراہیم حضرت فاطمۃ الزہراؑ حسنؑ اور حسینؑ اولادِ رسولؐ میں کوئی داخل اور شامل نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ یہ آیت اس وقت نازل ہوئی جب رسالتمآبؐ نے زید بن حارثہ کی بیوی زینب سے بعد طلاق نکاح کر لیا تو لوگوں نے متبنّٰی بیٹے ہونے کی بنا پر یہ کہنا شروع کر دیا کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے بیٹے کی بیوی سے نکاح کر لیا۔ تو اللہ نے نفی فرمائی کہ وہ حقیقی بیٹا نہیں بلکہ متبنّٰی اور منہ بولا بیٹا ہے۔ تو معلوم ہوا کہ منہ بولے بیٹے اور ہوتے ہیں اور حقیقی بیٹے اور ہوتے ہیں۔ اور اس آیت کا ایک ایک لفظ جامع المعانی ہے کہ اپنوں کو اپنے اور بیگانوں کو بیگانے کر رہا ہے۔ چنانچہ بیضاوی شریف حاشیۃ القرآن مطبوعہ مصر ص۱۱۱ جلد ۲ میں ہے۔

ولا ینتقض عمومہ بکونہ ابا للطاہر والقاسم وابراہیم لانہم لم یبلغوا مبلغ الرجال ولو بلغوا کانوا رجالہ لا رجالکم۔

کہ اس آیت کا عموم کہ کسی ایک کا بھی باپ نہیں طیب طاہر اور قاسم کا باپ ہونے سے نہیں ٹوٹتا۔ کیونکہ اس عموم سے ان کو دو لفظ نکال رہے ہیں۔ "رجال" اور "کم"۔ کیونکہ اولاً تو وہ حد رجولیت یعنی بلوغ سے پہلے فوت ہو گئے لہٰذا "رجال" کی نفی کے نیچے نہیں آ سکتے۔ دوم لفظ "کم" کہ تمہارے مردوں میں سے۔ لہٰذا اگر وہ بالغ بھی ہو جاتے تو حضورؐ کے اپنے فرد ہوتے نہ کہ ہمارے۔ نفی تو ہمارے مردوں کے باپ ہونے کی ہے نہ کہ اپنے مردوں کے باپ ہونے کی۔ اور حضرت فاطمہؑ بھی اس نفی کے نیچے اس لئے نہیں آ سکتی کہ وہ رجال یعنی مرد نہیں بلکہ نساء یعنی عورت ہے۔ نفی ایک مرد کے باپ ہونے کی ہے ایک عورت کا باپ ہونے کی نفی نہیں۔ اور تفسیر مظہری ص۳۸۳ جلد ۷ پ۲۲ الاحزاب میں ہے لیس محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ابا زید بن حارثۃ فیحرم علیہ نکاح زوجتہ فان قیل کان لہ ابناء القاسم والطیب والطاہر وابراہیم وکذلک الحسن والحسین فان رسول اللہ قال للحسن ان ابنی ہذا سید قلنا ان ابناء الرسول کانوا صغاراً لم یبلغوا مبلغ الرجال واطلاق الابن علی الحسنین علی التجوز۔

کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زید بن حارثہ کا باپ حقیقی نہیں کہ اس کی زوجہ ان پر

حرام ہو۔ کیونکہ حرمت تو والدیت کی وجہ سے ہوتی ہے۔ پس اگر اس آیت سے یہ سمجھا جائے کہ یہ آیت حضورؐ کے باپ ہونے کی مطلق نفی کرتی ہے تو جو آپ کے بیٹے طیب طاہر قاسم ابراہیم کی نفی تو اس سے نتیجہ ہوا کہ وہ بچپن میں فوت ہو گئے اور حسنینؑ کو حضورؐ نے بیٹے فرمایا۔ کیونکہ وہ بیٹی کے واسطہ سے بیٹے ہیں جیسا کہ خدا نے قرآن میں بیٹے فرمایا۔ ابناءنا۔

اور تفسیر مجمع البیان سے [illegible]

وفی ہذا بیان انہ لیس باب لزید فتحرم علیہ زوجتہ فان تحریم زوجۃ الابن متعلق بثبوت النسب فمن لا نسب لہ لا حرمۃ لامراتہ ولہذا اشار الیہم فقال من رجالکم وقد ولد لہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اولاد ذکور ابراہیم والقاسم والطیب والطاہر فکان اباہم وقد صح انہ قال للحسن ان ابنی ہذا سید وقال ایضاً للحسن والحسین ابنای ہذان امامان قاما او قعدا وقال ان بنی بنت ینسبون الی ابیہم الا اولاد فاطمۃ فانی ابوہم۔ (تفسیر مجمع البیان جلد ۸ ص ۳۶۲)

کہ اس آیت میں اس بات کا بیان ہے کہ حضورؐ جناب زید بن حارثہ کے حقیقی باپ نہیں ہیں کہ اس کی مطلقہ بیوی حضورؐ پر حرام ہو۔ کیونکہ بیٹے کی زوجہ کا باپ پر حرام ہونا ثبوت نسب اور ولادت پر موقوف اور معلق ہے۔ جس کا نسب ثابت نہیں اس کی زوجہ حرام نہیں۔

لہٰذا اللہ تعالیٰ نے من رجالکم میں اس طرف اشارہ کیا ہے کہ یہ عموم مطلق نہیں بلکہ مقید ہے کہ تمہارے مردوں میں سے کسی ایک کا باپ نہیں اپنے بچوں کا باپ ہے کیونکہ حضورؐ کی اولاد طیب، طاہر، قاسم، ابراہیم تھے اور حضورؐ ان کے باپ تھے۔ اور یہ حدیث صحیح ہے کہ حضورؐ نے حضرت امام حسن علیہ السلام کو فرمایا کہ یہ میرا بیٹا ہے بلکہ آپ نے حسن اور حسین علیہما السلام دونوں کے لئے فرمایا کہ یہ میرے دونوں بیٹے امام ہیں۔ کھڑے ہوں یا بیٹھے یعنی تحریک کریں یا نہ کریں۔ اور حضورؐ نے فرمایا کہ ہر بیٹی کا بیٹا

اپنے باپ کے خاندان کی طرف منسوب ہوتا ہے مگر فاطمہؑ کی اولاد میری طرف منسوب ہوگی
پس ان کا باپ میں ہوں۔ کیوں حضور تونسوی صاحب! فرمائیے اسی آیت کے تحت دیگر بنات
کی نفی ہو رہی ہے یا کسی اور آیت کے تحت؟ فرمائیے! دیگر بیٹیوں کی اولاد کے حضورؐ
باپ کیوں نہیں بنتے جبکہ ان کی اولاد بھی ہوئی اور باقی بھی رہی۔

چنانچہ مبلغ اعظم نے سیرت النبیؐ مصنف شبلی نعمانی ص۲۲۳ جلد دوم حصہ اول سے
یہ عبارت پڑھی کہ "حضرت زینب نے دو اولاد چھوڑی امامہ اور علی۔ علی کی نسبت ایک
روایت ہے کہ بچپن میں وفات پائی۔ لیکن عام روایت یہ ہے کہ بلوغ کی عمر کو پہنچے۔
ابن عساکر نے لکھا ہے کہ یرموک کے معرکہ میں شہادت پائی۔ کیونکہ جنگ یرموک تو
حضرت عمرؓ کی خلافت میں ہوا تھا۔ حضرت امامہ تو حضرت علی کی وفات کے بعد بھی زندہ رہیں
لیکن امامہ یا ان کی اولاد سے تو کوئی سید بنا نہ اہل بیت میں ان کا شمار ہوا اور نہ ذکر ہوا
حالانکہ یہ امامہ حضرت کو بہت پیاری بچی بتائی جاتی ہے اور حضرت علی علیہ السلام سے بھی
اس نے نکاح کیا۔ لیکن تاہم بھی یہ اہل بیت میں شامل نہ ہو سکی۔ فرمائیے! جناب فاطمہؑ
کی اولاد کی ہی یہ تخصیص کیوں؟

اور سیرت النبیؐ جلد دوم ص۲۲۳ میں جناب رقیہؓ کی اولاد بھی لکھی ہے۔ چنانچہ
عبارت یہ ہے "حضرت رقیہ کے ایک بچہ پیدا ہوا جس کا نام عبداللہ تھا۔ لیکن
صرف چھ سال زندہ رہ سکا۔" افسوس یہ بچہ چھ سال کا ہو کر بھی اولاد رسولؐ نہ بن سکا۔
حسینؑ ماں کی گود میں بچے رہے ابناءنا کا شرف مباہلہ میں پا گئے۔

ایک لطیفہ دوران مناظرہ

تونسوی صاحب نے حسب عادت شور و غل شروع کیا کہ حضرت علی اور حضرت
فاطمہؑ کی اولاد اور شادی و داماد پر بہت فخر کرتے ہو۔ پہلے وہ چار سو درہم ہمارا
واپس کرو جو حضرت علی نے حضرت عثمان سے شادی پر لیا تھا۔ اس کے بغیر شادی علی کی ہے یہ
عثمان کا۔ دیکھو صحابہ کرام کے اتنے احسان۔ علی تو غریب تھا۔ اگر حضرت عثمان پیسہ
نہ دیتے تو شادی کیسے ہوتی۔ وہ ہمارا درہم واپس کرو۔ چنانچہ عوام اہل السنت خوش

ہو گئے۔

مبلغ اعظم نے فوراً جواب دیا کہ آپ کے حضرت عثمان مفت روپیہ دینے
والے کہاں تھے۔ وہ تو حضرت علی نے زرہ بیچ کر حضرت عثمان سے لیا تھا چنانچہ
عام زمیندار سیٹھوں، دکانداروں کے پاس اپنے زیور، زمین بیچ کر یا رہن رکھ کر شادیاں
کر لیا کرتے ہیں، اس میں حضرت عثمان کا احسان کیسا۔ بلکہ یہ معلوم ہوا کہ حضرت رسولؐ
کی بیٹی کی شادی پر بھی دکانداریاں نہیں چھوڑتے اور ایک پیسہ مفت نہیں دیتے
تونسوی نے کہا زرہ بیچنے کا ثبوت دو۔ مبلغ اعظم نے فوراً سیرت النبیؐ جلد دوم
ص۲۲۳ سے یہ عبارت پڑھی کہ "جب حضرت علیؓ نے خواہش ظاہر کی تو آپ نے یعنی رسول اللہ
نے فرمایا تمہارے پاس مہر ادا کرنے کو کچھ ہے۔ بولے ایک زرہ اور گھوڑے کے سوا
کچھ نہیں۔ آپ نے فرمایا گھوڑا تو لڑائی کے لئے ضروری ہے، زرہ کو فروخت کر ڈالو۔
حضرت عثمان نے ۴۸۰ درہم پر زرہ خریدی اور حضرت علی نے قیمت لا کر
آنحضرت صلعم کے سامنے ڈال دی۔ آنحضرت صلعم نے بلال کو حکم دیا کہ بازار سے خوشبو
لائیں۔ عقد ہوا ..." مبلغ اعظم نے فرمایا دیکھو وہ چار سو درہم کا مطالبہ ہو رہا ہے
وہ زرہ کون دے گا جو حضرت عثمان نے پہن کر تمام عمر جنگوں میں جان بچائی تھی۔

کیا یہی احسان ہے کہ تنگی اور ترشی کے وقت جبکہ سوائے گھوڑے اور زرہ کے
کچھ سامان نہ تھا۔ حضرت عثمان نے علیؑ سے ہمارا زرہ بھی خرید لی۔ رسولؐ کی بیٹی
کی شادی پر بھی دکاندار رہے۔ بس پھر کیا تھا، شور مچ گیا۔ زرہ واپس کرو دکاندارو!
زرہ واپس کرو رسولؐ کی بیٹی کی شادی پر نفع کمانے والو! زرہ واپس کرو بی بی فاطمہؑ دختر رسولؐ
سے فائدہ اٹھانے والو! زرہ واپس کرو تونسوی سے بعد میں اکثر لوگوں نے کہا حضور!
جب علیؑ نے زرہ بیچی اور عثمان نے خریدی تو احسان کیسا اور تقریر میں اس کا بیان کیسا،
یہ تو اسکی رسوائی ہے کہ یہ لوگ تو رسول اللہ سے بھی کما کھاتے تھے۔

صواعق محرقہ ص۱۸۵ عنوان خاتمہ فی فضائل و مناقب ہے کہ ہر بچہ اپنے باپ کے خاندان
کی طرف منسوب ہوتا ہے مگر اولاد فاطمہؑ رسول اللہ کی طرف منسوب ہوگی۔
[illegible]

[illegible]

آیت ہشتم

قُل لَّا أَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا إِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبَىٰ (پ۲۵ سورۃ الشوریٰ)

ترجمہ: اے میرے حبیب! ان سے کہہ دو کہ میں تم سے اس تبلیغ پر کچھ اجر مزدوری نہیں مانگتا مگر محبت میرے قریبیوں میں۔

اخرج احمد والطبرانی وابن ابی حاتم والحاکم عن ابن عباس ان هذه الآية لما نزلت قالوا يا رسول الله من قرابتك هؤلاء الذين وجبت علينا مودتهم قال علي وفاطمة وابناهما۔ (صواعق محرقہ ص۱۰۱)

امام احمد اور طبرانی اور حاکم نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو حضور سے عرض کیا گیا کہ حضور! آپ کے وہ قریبی کون ہیں جن کی محبت ہم پر واجب کی گئی ہے۔ فرمایا علی اور فاطمہ اور ان کے دو بیٹے۔ تفسیر مظہری ص۲۱۵ جلد ہشتم پ۲۵

اور صواعق محرقہ ص۱۰۱ پر ہے کہ حضرت علی نے اور امام حسن اور حضرت امام زین العابدین نے اس آیت کو اپنے خطبات و مسعدہ کئی میں اپنے حق میں پیش کیا۔

آیت نہم وسیلہ

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَابْتَغُوا إِلَيْهِ الْوَسِيلَةَ وَجَاهِدُوا فِي سَبِيلِهِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ (پ۶ المائدہ)

اے لوگو! جو ایمان لائے ہو اللہ سے ڈرو اور اس کی طرف وسیلہ تلاش کرو اور اللہ کی راہ میں جہاد کرو تاکہ تم نجات پا جاؤ۔

حدیث میں ہے کہ میرے لئے مقام وسیلہ اور مقام محمود کی دعا کرو۔ وہ سب سے اعلیٰ درجہ ہے جس نے میرے لئے اس مقام کا سوال کیا دعا مانگی اس کے لئے میری شفاعت حلال ہوگی۔ قالوا یا رسول اللہ من یسکن معك قال علی و فاطمة والحسن والحسين (تفسیر ابن کثیر جلد دوم ص۵۲)۔

صحابہ کرام نے عرض کیا حضور! اس مقام وسیلہ اور مقام محمود میں آپ کے ساتھ کون ٹھہرے گا اور ساکن ہوگا۔ فرمایا علی اور فاطمہ اور حسن اور حسین میرے ساتھ ہوں گے۔

ترمذی شریف ص۲۱۱ میں ہے۔ عن علی ابن ابی طالب ان النبی صلعم اخذ بید حسن وحسین قال من احبنی واحب هذين وأباهما وأمهما كان معي في درجتي يوم القيامة۔

حضرت علی سے روایت ہے کہ حضور نے امام حسن اور امام حسین علیہما السلام کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا۔ جس نے مجھ سے اور ان دونوں سے اور ان کے باپ اور ماں یعنی علی و فاطمہ سے محبت کی وہ میرے ساتھ قیامت میں میرے درجے میں ہوگا۔

اور مستدرک حاکم ص۱۳۷ جلد سوم کتاب معرفۃ الصحابہ۔ باب مناقب علی

عن سعید الخدری ان النبی دخل علی فاطمة فقال انی وایاك وهذا النائم یعنی علیاً وهما یعنی الحسن والحسين لفي مكان واحد يوم القيامة۔

کہ حضرت ابو سعید خدری سے روایت ہے کہ تحقیق نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جناب فاطمہ کے پاس تشریف فرما ہوئے اور فرمایا کہ میں اور تو اور یہ جو سویا ہے یعنی علی اور وہ دونوں یعنی حسن اور حسین۔ البتہ قیامت کے دن ایک مکان میں ہوں گے۔ تو سنی صاحب! فرمائیے آیت وسیلہ میں مقام وسیلہ میں مقام محمود میں سوائے ان کے کون اور بھی ہوگا۔ هاتوا برهانكم ان كنتم صادقين۔

دہم آیت نور

اللہ نور السموات والارض مثل نورہ کمشکوٰۃ فیها مصباح المصباح فی زجاجة الزجاجة كانها كوكب دري يوقد من شجرة مباركة زيتونة لا شرقية ولا غربية يكاد زيتها يضيء ولو لم تمسسه نار نور على نور يهدي الله لنوره من يشاء ويضرب الله الأمثال للناس والله بكل شيء عليم (پ۱۸ النور)

اللہ نور ہے آسمانوں کا اور زمین کا۔ مثال اس کے نور کی مانند طاق ہے کہ بیچ اس
کے چراغ ہو۔ وہ چراغ بیچ قندیل شیشہ کے ہے وہ قندیل شیشہ کا گویا کہ وہ تارہ ہے
چمکتا روشن کیا جاتا ہے وہ چراغ درخت مبارک زیتون کے سے کہ نہ مشرق کی طرف ہے اور
نہ مغرب کی طرف ہے نزدیک ہے تیل اس کا کہ روشن ہو جاوے اور اگرچہ نہ لگے اس کو
آگ روشنی اوپر روشنی کے راہ دکھاتا ہے اللہ کی طرف نور اپنے کی جس کو چاہتا ہے اور
بیان کرتا ہے اللہ مثالیں واسطے لوگوں کے اور اللہ ساتھ ہر چیز کے جاننے والا ہے
(ترجمہ شاہ رفیع الدین)

عن ابی عبد اللہ قال قال تبارک و تعالیٰ یا محمد انی خلقتک
وعلیا نوراً یعنی روحاً بلا بدن قبل ان اخلق سماواتی وارضی وعرشی
وبحری فلم تزل تهللنی وتمجدنی ثم جمعت روحیکما فجعلتهما واحدة
فکانت تمجدنی وتقدسنی وتهللنی ثم قسمتها ثنتین وقسمت
الثنتین فصارت اربعة محمد واحد وعلی واحد والحسن والحسین
ثنتان ثم خلق اللہ فاطمة من نور ابتداها روحا بلا بدن ثم مسحنا
بیمینه فافضی نوره فینا (اصول کافی ص ... جلد اول مطبوعہ تہران)

ترجمہ: حضرت امام جعفر الصادق علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے
فرمایا کہ اے محمد! میں نے تجھ کو اور علی کو پیدا کیا نور یعنی روح بغیر بدن کے
قبل اس کے کہ میں آسمانوں، زمینوں اور اپنے عرش اور دریا کو پیدا کروں
تو میری تہلیل اور تمجید کرتا رہا۔ پھر میں نے تم دونوں کی روحوں کو جمع کر کے ایک بنا دیا
پھر وہ روح میری تمجید اور تقدیس اور تہلیل کرتی رہی۔ پھر میں نے اس کو دو حصوں
میں تقسیم کر دیا اور دو کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا پس وہ چار ہو گئے۔ ایک محمد
اور ایک علی اور حسن اور حسین دو۔ پھر اللہ تعالیٰ نے فاطمہ کو ایک ایسے نور سے
پیدا کیا جس کو پہلے روح سے پیدا کیا پھر اللہ نے اپنے دست قدرت سے
مس کیا۔ پس نور کو ہم میں جاری کر دیا۔

عن صالح ابن سهل الهمدانی قال سمعت ابا عبد اللہ علیه
السلام یقول فی قول اللہ عزوجل اللہ نور السموات والارض مثل

نوره کمشکوة فیها مصباح الحسن المصباح الحسین فی زجاجة الزجاجة کانها
کوکب دری کان فاطمة علیها السلام کوکب دری بین نساء اهل
الارض توقد من شجرة مبارکة توقد من ابراهیم علیه السلام
لا شرقیة ولا غربیة لا یهودیة ولا نصرانیة یکاد زیتها یضیء
یکاد العلم ینفجر منها ولو لم تمسسه نار نور علی نور امام منها
بعد امام یهدی اللہ لنوره من یشاء یهدی الی الائمة علیهم
السلام من یشاء ان یدخله فی نور ولایتهم مخلصا یضرب اللہ
الامثال للناس واللہ بکل شیء علیم۔

(تفسیر برہان جلد سوم ص ۱۳۵ مطبوعہ تہران)

صالح بن سہل ہمدانی کہتا ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادقؑ سے سنا فرماتے تھے
اللہ نور السموات والارض مثل نورہ کمشکوة فیها مصباح کی تفسیر میں کہ
مشکوٰۃ فاطمہ ہے یعنی طاقچہ اور اس میں پہلا مصباح یعنی چراغ حسنؑ ہے اور دوسرا مصباح
حسینؑ ہے فی زجاجة الزجاجة کانها کوکب دری فاطمہ علیہا السلام
ہے جو ستارے کی طرح اہل زمین کی عورتوں میں منورہ اور زہرا ہے توقد من شجرة
مبارکة سے مراد حضرت ابراہیم علیہ السلام ہیں اور لا شرقیة ولا غربیة کا
مطلب یہ ہے کہ نہ یہودی ہیں نہ نصرانی یکاد زیتها یضیء کا مطلب یہ ہے کہ اس
درخت سے علم کا اظہار اور انفجار ہو رہا ہے نور علی نور سے مراد امام بعد امام ہے۔
یهدی اللہ لنوره من یشاء سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ آئمہ طاہرین کی طرف اس شخص
کو ہدایت کرتا ہے جس کو ان کی دوستی کے نور میں خلوص فرما کر داخل کرنا چاہتا ہے۔ الخ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مناظرہ کوٹ سمابہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی

اما بعد واضح ہو کہ ریاست بہاولپور میں غالب سنی اکثریت ہونے کے باعث سنی حضرات نے شیعوں پر عرصہ حیات تنگ کر رکھا تھا۔ شیعہ مبلغین و مناظرین بھی ایسے دور افتادہ مقامات پر ...

... خطیب اعظم استاذی المکرم مبلغ اعظم مولانا محمد اسماعیل صاحب کے جلد تر تبلیغ مذہب حقہ کی سرفرازی کے کہ انہوں نے ریاست میں متعدد مناظرے کر کے حق کو آشکار کر دیا۔ ان ایک کوٹ ... متصل ... میں مولانا محمد علی شاہ ساکن چک ... کا دعویٰ ... کیا ہے خلافت امیر المومنین حضرت علی بن ابی طالب علیہ السلام ثابت کر کے ... ابھی ... محمد عمر اچھروی بریلوی جماعت کے مایہ ناز مناظر کو جو ... عبداللہ قر ... کے ... شکست ... ریاست کے طول و عرض میں ایک تہلکہ مچ گیا۔ مذہب سنی ... کو ... اہل سنت کی مخالفت باوجود انہوں نے متعدد محاذ قائم کیے ... مناظرہ ... سادات عظام ... ضلع ... اکبر شاہ ... سید ... شاہ ... سید عطا محمد شاہ صاحبان نے ... بلی ... پر ... مبلغ اعظم کی طرف گوجرہ ضلع لائلپور میں ایک خاص نمائندہ بھیج دیا گیا۔

مورخہ ۳، جولائی ۱۹۵۵ء کو علمائے اہل سنت جن میں طے شدہ تجویز کے مطابق (۱) مولوی دوست محمد قریشی۔ (۲) مولوی اللہ ... فاروقی خان۔ (۳) مولوی عبدالستار ... (۴) مولوی محمد حسین (۵) مولوی محمد شریف بہاولپوری مبلغین تنظیم اہل سنت (۶) مولوی محمد علی جالندھری (۷) مولوی لعل حسین اختر (۸) مولوی نیاز احمد مبلغین مجلس احرار (۹) مولوی ...

ملتانی (۱۰) مولوی احمد دین گکھڑوی (۱۱) مولوی محمد صدیق ... مبلغین اہل حدیث اور گرد و نواح سے کئی سو مولوی صاحبان ہو گئے ...

شیعوں کی طرف سے مبلغ اعظم موعلہ دار التبلیغ گوجرہ دس من کتب سے کر ... اہل سنت کی جلسہ گاہ چک ... علاقہ کوٹ سمابہ ہزاروں کے اجتماع میں تشریف لے گئے۔ بس پھر کیا تھا۔ اہل سنت کی طرف سے چیلنج کا زور شور ختم ہو گیا ... ادھر ادھر کی باتیں کرنے کو مبلغ اعظم نے کوئی پیش نہ جانے دی۔ بالآخر ... مناظرہ طے ... اہل سنت کی طرف سے مناظر کا تعین نہ ہو سکا۔ باوجود کثرت علماء ... پر بخوف شکست شک ہی کرتے رہے اور ... مناظر ... دیا جائے گا۔

بہر حال ساری رات مناظرہ ہوا۔ اور دنیا نے دیکھ لیا کہ حق ... متحدہ محاذ کی یہ شکست ان کے اپنے ... باعث ... کو منانے کی خاطر ایک روئیداد مناظرہ ... اہل سنت کی طرف سے ... کی تقاریر کو بگاڑ کر اور وہ بھی صرف چار سطروں ہی میں پیش کرنے کی ناکام کوشش کی گئی ہے ...

لہٰذا ضروری سمجھا گیا کہ اس مناظرہ کی حقیقت سے نقاب کشائی کی جائے تاکہ حقیقت منظر عوام کے سامنے آ سکے۔ میں نے ... مناظر کی تقاریر ان کی اپنی ... روئیداد کے مطابق من و عن نقل کر دی ہیں ... صاحب مولوی فاضل ... کے ... دوران مناظرہ ... کی تقاریر کو مکمل نوٹ کر کے شیعہ دار التبلیغ گوجرہ کے سپرد کیں ...

اہل سنت حضرات کی طرف سے شرائط مناظرہ کی ... کے لیے مولوی لعل حسین اختر اور شیعوں کی طرف سے سید ... حسین بخاری ... مبلغ اعظم مقرر ہوئے۔

شرائط مناظرہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شرائط مناظرہ مابین اہل سنت والجماعت و شیعہ بمقام چک نمبر ۴۷ N.P.
بستی چوہدری محمد صدیق صاحب تھانہ کوٹ سمابہ تحصیل و ضلع رحیم یار خاں۔

یہ مناظرہ بالاتفاق فریقین ہو رہا ہے۔ ہر دو فریق بانیان مناظرہ اپنے اپنے فریق کے حفظ امن کے ذمہ دار ہوں گے۔ حفظ امن کے لئے جو وسائل وہ مناسب سمجھیں گے اختیار کریں گے۔ چنانچہ ایک وسیلہ یہ ہوگا کہ جانبین کے دس دس آدمی درمیان میں حفاظت کیلئے مقرر کر دیئے جائیں گے۔

موضوع اوّل:۔ خلافت اصحاب ثلاثہ پیش کردہ شیعہ صاحبان

موضوع دوم:۔ ایمان و اسلام اہل شیعہ پیش کردہ اہل سنت صاحبان

شرائط

شرط اوّل:۔ ماخذ دلائل قرآن و حدیث و مسلمات شیعہ

دوم:۔ ماخذ دلائل قرآن و حدیث و مسلمات اہل سنت

سوم:۔ مناظرہ میں اصول مناظرہ کی پابندی لازمی ہوگی۔

چہارم:۔ مناظرہ تقریری ہوگا۔

پنجم:۔ دونوں مناظرے تین تین گھنٹے ہوں گے۔ دونوں مناظروں میں فریقین کی تقریریں دس دس منٹ کی ہوں گی اور آخری تقریریں پانچ پانچ منٹ کی۔

ششم:۔ مناظر کا نام اسٹیج پر بتایا جائے گا۔

ہفتم:۔ فریقین کی طرف سے ایک ایک صدر ہوگا جس کا فرض شرائط کی

پابندی کرانا ہوگا۔

ہشتم:۔ کسی مناظر کو شرائط مرقومہ کی خلاف ورزی کرنے کا حق نہ ہوگا اگر خلاف ورزی کرے گا تو جانبین کے صدر اسے نہیں روکیں گے۔

نہم:۔ سوائے صدر اور مناظر کے اور کسی کو بولنے کا حق نہ ہوگا۔

مناظرہ بتاریخ ۳۰ جولائی ۱۹۵۵ء آٹھ بجے شب سے شروع ہو کر دونوں موضوعات پر ہو کر ختم ہو جائے گا۔

دستخط۔ چوہدری محمد صدیق بانی منجانب اہل سنت
〃 چوہدری محمد یعقوب 〃 〃 〃
〃 سید محمد علی شاہ 〃 〃 〃
〃 سید مظفر علی شاہ 〃 〃 〃
〃 سید حضور بخش شاہ صاحب سجادہ نشین ٹڈا اکبر شاہ منجانب شیعہ
〃 سید محمد حسین شاہ صاحب 〃 〃 〃
〃 سید منظور حسین شاہ صاحب 〃 〃 〃
〃 سید عطا محمد شاہ صاحب 〃 〃 〃
〃 سید جمال شاہ صاحب جیلانی سکنہ سنجر پور زمیندار موضع سونک منجانب اہل سنت

موضوعِ اوّل

خلافت خلفاءِ ثلاثہ

مناظر اہلِ سنت :- مولوی محمد صدیق صاحب تاندلیانوالہ (اہلحدیث)
معین مناظر :- (۱) مولوی دوست محمد صاحب قریشی
(۲) مولوی عبدالستار صاحب جھنگوی } مبلغین تنظیم اہل سنت
صدر مناظرہ :- مولوی لعل حسین صاحب اختر (احراری)

مناظر شیعہ :- مبلغِ اعظم مولانا محمد اسماعیل صاحب قبلہ
معین مناظر :- برادر تلمیذ مولانا سید خادم حسین بخاری و خادم حسین خان۔
صدر مناظرہ :- مولوی محمد عارف صاحب خانپوری

مناظرہ ٹھیک ۹ بجے رات شروع ہوا

تقریر مناظر اہلِ سنت

حضرات! میں نے خلفاءِ ثلاثہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کی خلافتِ حقہ کو قرآن اور اہل شیعہ کی کتابوں کی روشنی میں ثابت کرنا ہے۔ قرآن میں ہے :-

استدلال نمبر ۱ :- وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۠ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا ۭ يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَـيْـــًٔا ۭ وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۔

طرزِ استدلال :- دیکھئے اس آیت میں خدا تعالیٰ نے وعدہ فرمایا ہے کہ ایمان والوں اور نیک کام کرنے والوں کو جو تم میں سے ہیں خلیفہ بناؤں گا اور ضرور خلیفہ بناؤں گا۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدہ کے مطابق نبی کریم صلعم کے بعد صحابہ کرام میں سے خلفاء بنائے وہی ایماندار تھے اور وہی نیک کار۔ اگر یہ حضرات خلافت کے مستحق نہ ہوتے تو خدا تعالیٰ ان کو خلیفہ نہ بناتا۔

نیز یہ امر بھی قابلِ غور ہے کہ خلفاءِ حقہ کی دوسری علامت یہ بھی بیان فرمائی ہے کہ ان خلفاءِ حقہ کے مذہب کو دنیا میں غالب کر دے گا اور بفضلہ تعالیٰ ان کا مذہب آج تک غالب ہے جو کہ ان کے خلفاءِ حقہ ہونے کی دلیل ہے۔

نیز خدا تعالیٰ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ خلفاء کے خوف کو امن سے بدل دیگا چنانچہ رسولؐ کی زندگی میں ان پر تکلیفیں آئیں اور دورِ خلافت میں ان کے خوف کو امن سے بدل دیا گیا۔

استدلال نمبر ۲ :- اب میں اس کی تائید میں شیعوں کی کتاب منہاج العقول تخریج الفروع والاصول صفحہ ۱۳۶ کی عبارت پیش کرتا ہوں۔

وَلَنُوْرِثَنَّهُمْ مِنْ اَرْضِ الْكُفَّارِ | یعنی ان خلفاء کو کفار کی زمین کا عرب و
مِنَ الْعَرَبِ وَالْعَجَمِ | عجم سے وارث بنا دیں گے۔

استدلال نمبر ۳ :- دیکھئے تفسیر قمی جو شیعوں کی تفسیر صفحہ ۳۴۴ میں ہے
إِنَّ اَبَا بَكْرٍ يَلِي الْخِلَافَةَ مِنْ بَعْدِيْ ثُمَّ بَعْدَهُ اَبُوْكِ۔ جس کا ترجمہ حضور علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ میرے بعد ابوبکر صدیق خلافت کا والی بنے گا اس کے بعد حضرت عمر۔
میں نے اس وقت تک ایک آیت میں استدلال اور دو عبارتیں شیعوں کی کتابوں سے بطور دلیل پیش کی ہیں۔ دیکھوں گا کہ میرے فاضل مخاطب جواب دیں گے

نہ خنجر اٹھے گا نہ تلوار ان سے
یہ بازو مرے آزمائے ہوئے ہیں

استدلال نمبر ۴ :-
دوسری آیت میں ...

وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُورِ أَنَّ الْأَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصَّالِحُونَ	زبور میں ہم نے لکھ دیا ہے کہ (زمین) کے وارث میرے بندوں میں سے نیک ہوں گے۔

دیکھئے خلفاء ثلاثہ کی نیکی بھی مسلم ہے اور خلافت بھی مسلم۔

استدلال نمبر ۵

تیسری آیت:- والذین امنو و ہاجروا فی اللہ من بعد ما ظلموا لنبوئنہم فی الدنیا حسنة	جن لوگوں نے ایمان لایا اور ہجرت کی، خدا کی رضا میں اس کے بعد کہ ظلم کئے گئے ضرور ان کو دنیا میں اچھا مقام دیں گے۔

طرز استدلال:- اس کے مطابق خدا نے وعدہ بھی کیا اور پورا بھی کیا۔ یعنی خلفاء ثلاثہ کو غلبہ بھی نصیب ہوا اور خلافت بھی جو بہترین مقام ہے۔

تقریر مناظر شیعہ

آپ نے نہایت خوش الحانی سے مندرجہ ذیل خطبہ پڑھا:-

الحمد للہ الذی ہدانا لہذا وما کنا لنہتدی لولا ان ہدانا
اللہ لقد جاءت رسل ربنا بالحق فسلام علی المرسلین لا
سیما علی خاتم النبیین وآلہ الطیبین الطاہرین ولعنة اللہ
علی اعدائہم اجمعین - اما بعد فقد قال اللہ تبارک
وتعالیٰ فی کتابہ المبین - وعد اللہ الذین امنوا منکم وعملوا
الصٰلحٰت لیستخلفنہم فی الارض کما استخلف الذین من قبلہم
ولیمکنن لہم دینہم الذی ارتضیٰ لہم ولیبدلنہم من
بعد خوفہم امنا یعبدوننی لا یشرکون بی شیئا ومن کفر بعد
ذٰلک فاولئک ہم الفاسقون (پ سورہ نور)۔

اس کے بعد آپ نے اہل السنت کا مسلمہ ترجمہ مصنفہ شاہ رفیع الدین صاحب اٹھا کر پڑھا۔

وعدہ کیا اللہ نے اُن لوگوں سے جو کہ ایمان لائے ہیں تم میں سے اور کام کئے

اچھے۔ البتہ خلیفہ کرے گا ان کو بیچ زمین کے جیسا کہ خلیفہ کیا تھا ان لوگوں کو کہ پہلے ان کے تھے اور البتہ ثابت کر دے گا واسطے اُن کے دین ان کا جو پسند کر لیا ہے واسطے ان کے اور البتہ بدل دے گا ان کو پیچھے ڈر ان کے کے امن وہ میری عبادت کریں گے اور میرے ساتھ کسی شئے کو شریک نہیں کریں گے۔ اور جو انکار کرے بعد اس کے پس وہ فاسق ہیں۔

خلافت بلا واسطہ

اس کے بعد آپ نے فرمایا۔ حضرات! یہ اصحاب ثلاثہ کی خلافت کا ذکر نہیں بلکہ خلافتِ الٰہیہ اور خلافت نبویہ کا ذکر ہے۔ اصحاب ثلاثہ خلیفۃ اللہ ہیں نہ خلیفۃ الرسول ہیں۔ کیونکہ خلیفۃ اللہ و خلیفۃ الرسول وہ ہو سکتا ہے جس کو اللہ اور رسول بنائے۔ خود خداوند تعالیٰ نے فرمایا:- إِنِّي جَاعِلٌ فِي الْأَرْضِ خَلِيفَةً کہ میں خود خلیفہ بنانے والا ہوں، زمین میں اور یا داؤد إِنَّا جَعَلْنَاكَ خَلِيفَةً فِي الْأَرْضِ۔ یعنی اے داؤد تجھ کو ہم نے زمین میں خلیفہ بنا دیا۔

خلافت بالواسطہ

اور حضرت ہارون علیہ السلام کی خلافت کا اعلان بالواسطہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بایں الفاظ فرمایا:-

وَقَالَ مُوسَىٰ لِأَخِيهِ هَارُونَ اخْلُفْنِي فِي قَوْمِي وَأَصْلِحْ وَلَا تَتَّبِعْ سَبِيلَ الْمُفْسِدِينَ (پ سورہ اعراف) یعنی اور کہا موسیٰ علیہ السلام نے اپنے بھائی ہارون علیہ السلام سے کہ تو میرا خلیفہ ہو میری قوم میں اور اصلاح کر اور فساد کرنے والوں کے راستہ کی پیروی مت کر۔

حضرات! آپ نے سمجھ لیا کہ جو اللہ کے خلیفے ہوتے ہیں، ان کا اللہ اور رسول اعلان کرتے ہیں۔ بلا واسطہ یا بالواسطہ دیکھو شرح فصوص الحکم از ملا جامی ص[illegible] و شرح فصوص الحکم از اشرف علی تھانوی۔ چونکہ خلفاء ثلاثہ کا اعلان نہ تو اللہ نے کیا اور نہ ہی رسول نے لہٰذا یہ موعود خلیفے نہ ہوئے۔ اگر ان کے ساتھ اللہ کا وعدہ ہوتا تو گھر بیٹھے خلیفے ہو جاتے۔ جنازہ رسول کریم چھوڑ کر سقیفہ نہ جاتے اور خاتون کے گھر آگ لے جانے کی کیا ضرورت تھی؟

بس پھر کیا تھا۔ لعل حسین صاحب بیچ میں کود پڑے کہ آپ موضوع سے باہر جا رہے ہیں۔ جنازہ کا ذکر نہ کیجئے، سقیفہ کا ذکر نہ کیجئے۔ یہ خارج از موضوع ہے میں آپ کو ادھر نہ جانے دوں گا۔

مبلغ اعظم نے فرمایا کہ حضرت! ذرا موضوع کی تعریف تو کیجئے۔ چنانچہ لعل حسین صاحب کی علمی طاقت تو اتنی تھی نہیں کہ تعریف کر سکتے۔ وہ تو شور ڈال کر اپنے مناظرہ میں موجود ہونے کا ثبوت دینا چاہتے تھے۔ آخر مبلغ اعظم نے موضوع کی تعریف خود کی۔ الموضوع ما یبحث عن عوارضہ الذاتیۃ کہ موضوع وہ ہوتا ہے جس کے عوارض ذاتیہ سے بحث کی جائے یعنی جو چیزیں موضوع سے متعلق ہوں۔ ان کو پیش کیا جائے۔ بنا بریں سقیفہ اور ترک جنازۂ رسولؐ کا ذکر خلافت ثلاثہ کے عین عوارض سے ہے۔ کیونکہ سقیفہ میں یہ خلافت تیار ہوئی اور جنازۂ رسولؐ چھوڑ کر اس کو بنایا گیا۔ اگر جنازہ اور سقیفہ خارج از موضوع ہیں تو تمہاری کتابوں میں ان کو باب خلافت و امامت میں کیوں ذکر کیا گیا ہے۔ دیکھو ذکر سقیفہ صحیح بخاری باب رجم الحبلی جلد ۴ ص ۱۰۲

اِنَّہٗ قَدْ کَانَ مِنْ خَبَرِنَا حِیْنَ تَوَفَّی اللّٰہُ نَبِیَّہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّ الْاَنْصَارَ خَالَفُوْنَا وَاجْتَمَعُوْا بِاَسْرِهِمْ فِیْ سَقِیْفَۃِ بَنِیْ سَاعِدَۃَ۔	یعنی حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ ہماری خبر یہ ہے کہ جب اللہ نے اپنے نبی کو وفات دی تو انصار نے ہماری مخالفت کی اور وہ سب سقیفہ بنی ساعدہ میں جمع ہوئے۔

حضرات! یہ ہے ذکر سقیفہ جہاں آپ کے ابوبکر کی خلافت تیار ہوئی۔ آپ کو ذکر سقیفہ برا کیوں معلوم ہوتا ہے۔ یہ تو آپ کے بزرگوں کا مرکز خلافت ہے مجھے معلوم ہے جس واسطے آپ کو برا معلوم ہوتا ہے۔ بقول آپ کی کتاب "غیاث اللغات" ص ۲۲۸ مطبوعہ لاہور۔ اس کی حقیقت یہ ہے کہ:

کہ سقیفہ ایوانے بود نہاں کہ عرب برائے مشورہ باطل دراں جمع می شدند و مجازاً سقیفہ مشورہ و سخن بیہودہ را گویند	یعنی سقیفہ ایک محل تھا پوشیدہ جہاں عرب باطل مشورہ کے لئے جمع ہوا کرتے تھے اور مجازاً سقیفہ مشورہ اور سخن بیہودہ کو کہتے ہیں۔

لہٰذا حضرات گھبرانے کی ضرورت نہیں۔ مقام بھی باطل اور مشورہ ہی چاہیئے تھا۔ جیسی خلافت ویسا مقام

ابتدائے عشق ہے روتا ہے کیا
آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا

باقی رہا جنازۂ رسولؐ کو چھوڑنا اور خلافت کے لئے جانا تو وہ آپ کی کتب معتبرہ سے ثابت ہے۔ چنانچہ دیکھئے شرح مواقف از میر سید شریف ص ۴۹۸ باب المرصد الرابع فی الامامت ومباحثہا اور شرح عقائد نسفی وغیرہ۔

بکروا الی سقیفۃ بنی ساعدۃ وترکوا اہم الاشیاء وھو دفن رسول اللّٰہ۔

کہ خلافت کے لئے ابوبکر و عمر سقیفہ کو چلے گئے اور انہوں نے اس کے بدلے بہت ضروری اور اہم چیزوں کو چھوڑ دیا اور وہ ضروری اور اہم چیز تھی رسول خدا کا دفن کفن کسی نے کیا خوب کہا ہے۔

چوں صحابہ حب دنیا داشتند
مصطفےٰ را بے کفن بگذاشتند

جب یہ حوالہ جات کتب اہل السنت سے پیش ہوئے تو لعل حسین صاحب بہت ہی شرمندہ اور کھسیانے سے ہو کر خاموش ہو گئے۔ خدا بھلا کرے سید مظفر علی شاہ صاحب ثالث سنی کا جنہوں نے اہل السنت کے بانیانِ مناظرہ میں سے ہونے کے باوجود یہ فیصلہ دے دیا کہ سقیفہ اور جنازۂ رسولؐ کا ذکر خارج از بحث نہیں۔ کیونکہ خود ہماری کتابوں میں اس کا ذکر موجود ہے۔ جس کو ہماری بات میں شک ہو، سید مظفر علی صاحب ثالث کی اس بات سے تصدیق کر سکتا ہے۔ اس تفصیل کے بعد لعل حسین صاحب ٹھنڈے پڑ گئے۔ اس حقیقت کو مولوی محمد صدیق صاحب تاندلوی اور مولوی دوست محمد صاحب قریشی نے اپنے رقعہ روئیداد کے صفحہ ۲ پر ان الفاظ میں چھاپا ہے کہ "بالآخر شیعہ مناظر نے تعلق ظاہر کرنے کی کوشش کی یہ لکھا کہ شیعہ مناظر نے ہماری کتابوں کے مندرجہ بالا حوالے دیئے اور موضوع کی تردید کی اور سید مظفر علی شاہ صاحب نے ہمارے خلاف فیصلہ دے کر ہم کو مجبور کر دیا۔ تب ہم خاموش ہو گئے۔

چنانچہ یہ حتی لعل حسین صاحب کے دخل در معقولات کی حقیقت۔ جو وقت اس بحث پر صرف ہوا وہ مبلغ اعظم کے وقت میں شامل نہ کیا گیا۔

اس کے بعد قبلہ مبلغ اعظم نے پھر تقریر شروع کی۔ کہ حضورؐ یہ وعدۂ خلافت تو ایمان والوں سے ہے۔ جن کے اعمال صالح ہوں اور ان کی خلافت کا اعلان اللہ تعالیٰ بذریعہ رسول کرے جیسے پہلے خلفاء کا کر چکا ہے۔ اور اس کے واسطے سے دین محکم ثابت کرے گا اور خوف کے بعد ان کو امن آئے گا اور وہ اللہ کی عبادت کریں گے اور وہ شرک ہرگز نہ کریں گے۔ ان کی خلافت کا منکر اور مخالف فاسق ہوگا۔

اوّلاً ایمان کامل کی شرط ہے۔ مگر ایمان ثلاثہ ثابت نہیں۔ شرائط ایمان سن لیجئے اور اپنے خلفاء کا ایمان ثابت کیجئے۔ اس کے بعد آپ نے مندرجہ ذیل آیات قرآنیہ پیش کیں۔

انما المومنون امنوا باللہ ورسولہ ثم لم یرتابوا وجاھدوا باموالھم وانفسھم فی سبیل اللہ اولئک ھم الصادقون۔ (پ ۲۶ الحجرات)	یعنی سوائے اس کے نہیں۔ کہ مومن وہ ہیں جو ایمان لائے ساتھ اللہ اور رسولؐ کے۔ پھر انہوں نے شک نہ کیا اور انہوں نے اللہ کی راہ میں اپنے مالوں اور جانوں سے جہاد کیا۔ وہی سچے لوگ ہیں۔

وعد اللہ الذین امنوا

پس ثابت ہوا کہ ایمان کے لئے تصدیق اور اطمینان قلب کی ضرورت ہے۔ لیکن مشکل تو یہ ہے کہ مندرجہ صفات ایمان ثلاثہ صاحبان کو نصیب نہیں۔ پھر آپ نے اہل السنت کی کتابوں سے عمر کا شک فی النبوۃ پیش کیا تفسیر خازن صـ ۱۷۵ جلد ۱، اور درمنثور صـ ۷۷ جلد ۱ سے یہ عبارت پڑھی

قال عمر واللہ ما شککت منذ اسلمت الا یومئذٍ۔ یعنی حضرت عمرؓ نے کہا کہ میں جب سے ایمان لایا تھا مجھ کو کبھی شک واقع نہ ہوا مگر آج کے دن (یعنی صلح حدیبیہ کے دن) پھر اہل السنت کی مشہور کتاب فتح الملہم شرح صحیح مسلم جلد ۲ صـ ۲۹۱ سے یہ عبارت پیش کی:۔

فوقع فی صدر عمر شیٔ عرفہ النبی فی وجہہ فقال	پس حضرت عمر کے سینے میں کوئی ایسی چیز واقع ہوگئی جس کو حضورؐ نے اس کے چہرے

فضرب فی صدرہ وقال ابعد شیطانا۔	پہچان لیا۔ پس آپ نے اسکے سینے پر ہاتھ مارکر کہا کہ عمرؓ اپنے سینے سے شیطان کو دور کر۔

[illegible]

آپ نے لا یشرکون بی شیئا کے متعلق فرمایا کہ خلیفۃ اللہ کی ایک صفت یہ بھی ہے کہ وہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرے۔ مگر ابوبکر میں بعد اسلام بھی شرک چیونٹی کی چال سے زیادہ باریک چلنے کی گواہی خود رسالت مآبؐ نے دی ہے۔ دیکھو ادب المفرد مصنفہ امام بخاری صـ ۱۰۵ اور درمنثور جلد دوم صـ ۲۹۰

یا ابابکر الشرک فیکم اخفا من دبیب النمل فقال ابوبکر وھل الشرک الا من جعل مع اللہ الھا اخر فقال النبیؐ والذی نفسی بیدہ الشرک اخفی من دبیب النمل (ادب المفرد صـ ۱۰۵)	حضورؐ نے فرمایا اے ابوبکر تمہارے اندر شرک چیونٹی کی چال سے باریک چل رہا ہے۔ ابوبکر نے کہا حضورؐ شرک تو اللہ کے ساتھ غیر اللہ کو شریک کرنے کا نام ہے۔ حضورؐ نے قسم کھا کر فرمایا کہ شرک تمہارے اندر چیونٹی کی چال سے بھی باریک چل رہا ہے۔

آپ فرمایئے کہ جن کے اندر بعد از اسلام بھی شرک باقی ہو ان کو خلیفۃ اللہ اور خلیفۃ الرسول کہنا حماقت نہیں تو اور کیا ہے۔

[illegible]

باقی رہے اعمال صالح۔ تو خاتونِ قیامت کو ناراض کرنا اور ان کے گھر کو آگ لگانے کی کوشش کرنا اور جہادوں سے فرار کرتے رہنا اور حضورؐ کے آخری وقت میں تعمیل ارشاد کی بجائے ہذیان کی نسبت حضورؐ کی طرف کرنا اور ایک ایسی وصیت لکھنے میں مخل ہونا جو قیامت تک اُمت کی ہدایت کی ضامن تھی اگر یہی اعمال صالح ہیں تو عملوا الصالحات کی شرط بے شک آپ کے خلیفوں میں پائی گئی ہے ورنہ نہیں ......

ناراضگی بنتِ رسول اللہ

پھر آپ نے اپنے دعویٰ کی تائید میں بنت رسولؐ کا ناراض اور غضبناک
تا بخاری شریف صفحہ ۴۳۵ جلد اوّل باب الخمس سے پیش کیا کہ:-

فغضبت فاطمة بنت رسول اللہ فهجرته فلم تزل مهاجرته حتی توفیت -	یعنی بی بی پاک ابوبکر پر ناراض ہو گئیں اور قطع تعلقی اختیار کر لی - حتیٰ کہ وفات پا گئیں -

اور صحیح مسلم جلد ۲ صفحہ ۹۱ پر ہے کہ رسولؐ کی بیٹی نے ان کو اپنے جنازے کی شرکت سے بھی روک دیا تھا اور دخترِ رسولؐ کے گھر کو آگ لگانے کا قصہ عقد الفرید جلد ۲ صفحہ ۹۳، تاریخ طبری جلد ۳ صفحہ ۱۹۸، الفاروق صفحہ ۔۔ سے پیش کیا -

امر اوّل رسول خدا نے ان کو خلیفہ بنایا ہی نہیں جس کا خود ان کو اقرار ہے - دیکھو کتاب بخاری جلد ۲ صفحہ ۲۲۵ اور صحیح مسلم جلد اوّل صفحہ ۱۲۰ ترمذی صفحہ ۳۷

عن عبد اللہ بن عمر قال قيل لعمر بن الخطاب استخلف قال ان استخلف فقد استخلف ابوبكر وان لم استخلف فلم يستخلف رسول اللہ صلى اللہ عليه وسلم (ترمذی)	یعنی حضرت عمر نے کہا کہ اگر میں خلیفہ مقرر کروں تو میرا عمل سنّتِ ابوبکر پر ہوگا - اور اگر نہ کروں تو موافق رسول اللہ - کیونکہ رسول اللہ نے کسی کو خلیفہ نہیں بنایا -

حتیٰ کہ تفسیر ابن کثیر جلد ۴ صفحہ ۵۹۵ پر حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ مجھے یہ معلوم نہ ہو سکا من الخليفة بعده یعنی حضورؐ کے بعد خلیفہ کون ہے -

باقی رہا سوال غلبہ کا سو قرآن میں غلبہ کا کوئی لفظ نہیں ہے البتہ تمکین دین کا لفظ ہے جس کے معنے بقول شاہ ولی اللہ صاحب اور شاہ رفیع الدین صاحب محکم اور ثابت ہونے کے ہیں - اور محکم وہ دین ہے جس کے اصول محکم ہوں - دین ثلاثہ کہاں محکم ہوا

جس کا کوئی اصول ہی نہیں ہے - کبھی شوریٰ تو کبھی اجماع اور کبھی غلبہ - [illegible]
حضرات محکم اور ثابت مذہب اہل بیت رسولؐ کا مذہب ہے جس کے دلائل مضبوط اور اٹل ہیں - یہی وجہ ہے کہ مذہب اہل بیت کے پیرو باوجود مصائب و آلام کے ہمیشہ ثابت قدم رہے - جیسا کہ حضورؐ نے فرمایا:-

عن جابر ابن عبد اللہ يقول سمعت النبی على المنبر يقول لا تزال طائفة من امتی قائمة بامر اللہ لا يضرهم من خذلهم وخالفهم حتى ياتی امر اللہ وهم ظاهرون على الناس - (مسلم جلد ۲ صفحہ ۱۴۳)	یعنی حضورؐ نے فرمایا کہ میری امت میں سے ایک طائفہ یعنی گروہ ہمیشہ حق پر رہے گا اور امر اللہ کے ساتھ قائم رہے گا - اور جو شخص ان کی مخالفت ان کو رسوا کرنے کا ان کو نقصان نہ پہنچا سکے گا - حتیٰ کہ اللہ کا امر آ جائے گا اور وہ حق پر قائم اور غالب رہیں گے -

اب یہ گروہ ثلاثہ کا گروہ تو ہو نہیں سکتا - کیونکہ اس گروہ میں یزید و مروان جیسے بھی شامل ہیں - دیکھو شرح فقہ اکبر ملّا علی قاری صفحہ ۸۸ کہ یہ گروہ آئمہ طاہرین کا گروہ ہی ہو سکتا ہے جن کی شان میں قرآن مجید میں اللہ پاک نے فرمایا کہ:-

وممن خلقنا امة يهدون بالحق وبه يعدلون -	یعنی ہماری خلقت سے ایک امت ایسی ہوگی جو ہمیشہ حق کے ساتھ ہدایت چلے گی -

چنانچہ اسی امت کے آئمہ اور امت دونوں کو محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ یا علی انت وشيعتك فی الجنة [illegible]
باقی رہا خوف کا حزن سے بدلنا - تو تفاسیر [illegible] میں حضرت ابوبکر تو مکے میں ابن الدغنہ کا فری پناہ میں رہے جیسا کہ بخاری جلد اوّل صفحہ ۵۵۲ میں ہے کہ:-

فقال ابن الدغنة فان	یعنی ابن الدغنہ نے حضرت ابوبکر

مثلك يا ابا بكر لا يخرج ولا يخرج۔ | سے کہا کہ اے ابوبکر تیرے جیسا نہ تو نکلنے
نکل سکتا ہے اور نہ نکالا جا سکتا ہے

اور حضرت عمرؓ ابوجہل کی پناہ میں ہے۔ دیکھو مدارج النبوۃ جلد ۲ صفحہ ۱۲۰ کہ

پس ایں ... وخالی من ... ابوجہل است و بر تہور اشارت کرد باہلہ مکہ وگفت آگاہ باشید تحقیق امان دادم من ابن اخت خود را۔ | کہ حضرت عمرؓ نے فرمایا ابوجہل میرے ماموں نے پتھر کی ٹیل پر کھڑے ہو کر بلند آواز سے اہل مکہ کو کہا کہ خبردار ہو جاؤ میں نے اپنی ہمشیرہ کے بیٹے کو پناہ دے دی ہے۔

باقی رہا عثمان سو وہ بنی اُمیہ سے تھا۔ ابوسفیان وغیرہ ان کی پشت پناہ تھے اور انہی کے تو سط پر حضرت عثمان صلح حدیبیہ کے دن مکے چلے گئے تھے۔ نیز یہ بھی یہ صورت مدنیہ ہے۔ اور مدینہ میں خلفاء اور دیگر مسلمانوں پر کوئی خوف تھا ہی نہیں۔ کیونکہ مسلمانوں کی حکومت بن چکی تھی بلکہ خلفاء کو تو اُن امن کے بعد خوف آگیا تھا کہ جب حاکم بنے امن تھا، پھر عمر کی موت ابو لؤلؤ کے خنجر سے ہوئی اور حضرت عثمان کا محاصرہ ان کے دارالحکومت مدینہ میں باغیوں نے چالیس دن تک کیا، اور قتل ہو گئے اور مسلمانوں نے قبرستان میں کسی نے جنازہ بھی نہ پڑھنے دیا اور مقابر یہود میں دفن ہوئے۔ (دیکھو تاریخ طبری جلد ۵ صفحہ [illegible])

چنانچہ یہ خوف جس کا اس آیت میں ذکر ہے آئمہ طاہرین کا خوف ہے۔ جس کو خداوند عالم نے ولنبلونکم بشیء من الخوف الخ پارہ ۲۔ البقرہ کے الفاظ کے ساتھ ذکر کیا ہے۔

استدلال نمبر ۲ کا جواب سبق اعظم نے جو دیا تھا اس کو منیقی صاحب ہضم فرما گئے اور وہ یہ تھا کہ و لنبو ئنھم من ارض الکفار من العرب والعجم کا قول ضعیف ہے۔ کیونکہ ما تحت قیل ہے اور اس سے قبل "او المعنی" کا حرف "او" حرف تردید ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ آیت سے لوگوں نے دو معنے لئے ایک تو حسن لقا و حق کا وجود، دوسرا بادشاہوں اور سلاطین ارض کا وارث ہونا۔

استدلال نمبر ۲ کا جوابات

... اس کے بعد مفسر نے خود ہی ترمیم کر کے صاف ... بالذين امنوا الذين صدقوا بالله وبرسوله ... بجميع ما جاء به ... الصادق وعملوا الصالحات ... بشيعة ... الصالحة ... ليستخلفنهم في الارض ... ان يجعلهم خلفاء ...

کہ مراد اُن لوگوں سے جو ایمان لائے ہیں وہ ہیں جنہوں نے اللہ و رسول کی تصدیق ہر واجب التصدیق چیز کی ... اور انکے تمام اعمال صالح ہیں ... نے کسی چیز کو نہ چھوڑا ... خدا نے خلیفہ فی الارض بنایا ہے ... دیکھو صافی ...

كما استخلف الذين من قبلهم هو ان جعل الصالح ... مثل ادم و داؤد و سليمان ... ذلك قوله اني جاعل في الارض خليفة و يا داؤد انا جعلناك ... وقوله فقد اتينا ال ابراهيم الكتاب والحكمة واتيناهم ملكا عظيما وعلى هذا اجماع العترة الطاهرة و اجماعهم حجة لقول رسول الله اني تارك فيكم الثقلين الخ (مراۃ العقول صفحہ ۱۳۸ جلد اول)۔

کہ حضرت امام محمد باقر اور امام جعفر صادق علیہم السلام سے مروی ہے ... امنوا و عملوا الصالحات سے مراد رسول کریم اور ائمہ اہل بیت ہیں۔ اور یہ آیت ان کی خلافت کی بشارت کو متضمن اور شامل ہے اور امام آخر الزمان کے وقت میں ... ہو جائے گا اور مراد كما استخلف الذين من قبلهم سے یہ ہے کہ جس طرح خلافت کو اللہ تعالی نے خلیفہ کرے گا۔ جیسے آدم و داؤد اور سلیمان علیہم السلام کو ... اور یہ آیت اس امر پر دلالت کرتی ہے کہ ... آل ابراہیم ... ملک عظیم کی بادشاہت دی ... حضرت طاہرہ اہل بیت کا اجماع ... بقول رسالتماب انی تارک فیکم الثقلین حجت ہے۔

مبلغ اعظم نے فرمایا، حضرات! یہ ان کی کتنی خیانت ہے کہ قرآن اہل بیت جس پر کن کا اجماع ہے اس کو تو چھپاتے ہیں اور جس کی صاحب مرآۃ العقول تردید کرکے غلط ثابت کر رہا ہے اس کو پیش کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا میرے دوست شیعہ کتب تو دور کنار، اگر سنی کتب سے ہی یہ دکھا دیں کہ ثلاثہ نے اپنی خلافت کے لئے اس آیت سے کبھی استدلال کیا ہو یا کسی یہ دعویٰ کیا ہو کہ یہ آیت ہمارے حق میں نازل ہوئی ہے تو منہ مانگا انعام لیں۔ سوز و بد شکست اور گواہ چست کا کچھ مطلب نہیں۔ یہی دعوے کہتا ہوں کہ قیامت تک نہ دکھا سکیں گے۔ لیجئے میں اہل سنت کی کتابوں سے دکھاؤں کہ یہ آیت آئمہ اہل بیت کے حق میں ہے۔

عن عطیۃ وعد اللہ الذین آمنوا منکم وعملوا الصلحت لیستخلفنہم فی الارض قال اہل بیت ہہنا واشارۃ بیدہ الی القبلۃ (تفسیر در منثور جلد ۵ صفحہ ۵۵) یعنی آیت استخلاف اہل بیت کے حق میں ہے اور اہل بیت سے مراد اس قبلہ کے اہل ہیں۔

مولینا محقق اسماعیل صاحب نے اس پر بہت زور دیا کہ جس طرح میں نے خالف مخالف کی حدیثوں سے یہ ثابت کیا کہ یہ آیت اہل بیت اور آئمہ معصومین کے حق میں نازل ہوئی ہے اسی طرح مناظر کو چاہئے کہ حشر کی طرح متصل حدیث سے یا کوئی قرینہ سے کسی کے قول سے یہ ثابت کرے کہ آیت استخلاف کا نزول بحق ثلاثہ ہوا ہے۔ ورنہ قیاس اور جھوٹ تو دلیل محکم نہیں ہو سکتے۔ اسکو ذکر کریں گے۔

اس بیانگ قرآن اللہ سے شیعہ خوشی سے اچھل اچھل پڑتے تھے، اور چاہتے تھے کہ نعرہ ہائے حیدری سے اپنے جذبات کا اظہار کریں۔ لیکن مبلغ اعظم نے سختی سے روک دیا۔

استدلال نمبر ۳:- بحوالہ قمی کے جواب میں مولانا محمد اسماعیل صاحب نے فرمایا کہ حضرات یہاں بھی سنی مناظر خیانت کرتا چلا جاتا ہے۔ اگر ہمت ہے تو قمی شریف کی عبارت پڑھنے اور پیش کرے۔ کانٹ چھانٹ کرنا خیانت ہے۔ پوری عبارت پڑھو تا کہ خلافت ابوبکر و عمر کی قلعی کھل جائے۔ پھر دیکھو کہ یہ خلافت راشدہ کی پیشگوئی ہے یا خلافت شر اور تجاوز و ظلم کی۔ چونکہ سنی مناظر اپنی چوری کو جانتا تھا اس لئے وہ تو نہ سنا سکا

البتہ مبلغ اعظم نے خود تفسیر قمی بالا میں اعلان کر کے پوری عبارت سنائی۔

استدلال نمبر ۳ کا جواب:-

قال علی بن ابراہیم کان سبب نزولہا ان رسول اللہ کان فی بعض بیوت نسائہ وکانت ماریۃ القبطیۃ تکون معہ تخدمہ فکان ذات یوم بیت حفصۃ فذہبت حفصۃ فی حاجتہا فتناول رسول اللہ ماریۃ فعلمت حفصۃ بذالک فغضبت واقبلت علی رسول اللہ فقالت یا رسول اللہ ہذا فی یومی وفی داری وعلی فراشی فاستحیی رسول اللہ منہا فقال کفی فقد حرمت ماریۃ علی نفسی ولا اطأہا بعد ہذا ابداً وانا افضی الیک سراً فان انت اخبرت بہ فعلیک لعنۃ اللہ والملئکۃ والناس اجمعین فقالت نعم ما ہو قال ان ابابکر یلی الخلافۃ من بعدی ثم من بعدہ ابوک فقالت من اخبرک بہذا قال اللہ اخبرنی فاخبرت حفصۃ عائشۃ فی یومہا بذالک فاخبرت عائشۃ ابابکر فجاء ابوبکر الی عمر فقال لہ ان عائشۃ اخبرتنی عن حفصۃ بشئ ولا اثق بقولہا فاسئل انت حفصۃ فجاء عمر الی حفصۃ فقال لہا ما ہذا الذی اخبرت عنک عائشۃ فانکرت ذالک فقالت ما قلت لہا من ذالک شئ فقال عمر ان کان ذالک حقاً فاخبرینا حتی نتقدم فیہ فقالت نعم قد قال ذالک رسول اللہ فاجتمعوا اربعۃ علی ان یسموا رسول اللہ فنزل جبریل علی رسول اللہ بہذہ السورۃ الخ (تفسیر قمی طبع ایران ص ۳۵۶)

ترجمہ:- علی بن ابراہیم قمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس سورۃ تحریم کا شان نزول یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی کسی بیوی کے گھر میں رونق افروز تھے اور جناب ماریہ قبطیہ حضور کی خدمت کر رہی تھی۔ اور ایک دن حضرت حفصہ کے گھر میں تھے

حضرت حفصہ باہر گئی تو حضورؐ نے ماریہ قبطیہ سے مباشرت فرمائی۔ حضرت حفصہ کو اس کا پتہ چل گیا۔ وہ غضب ناک ہوگئی اور کہنے لگی کہ یا رسول اللہ یہ کام میرے دن اور میرے ہی بستر پر حضورؐ نے از راہِ دلجوئی اس سے کہا کہ چپ رہ۔ ایسے کلمات نہ کہو۔ میں نے ماریہ کو اپنے نفس پر حرام کر دیا اور اس کے بعد کبھی اس سے مباشرت نہ کروں گا۔ اور میں تجھ کو ایک راز بتاتا ہوں یقیناً اگر تو نے اس کو ظاہر کیا تو تجھ پر اللہ اور فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہوگی۔ حفصہ نے کہا حضورؐ بہت اچھا میں ہرگز ظاہر نہ کروں گی۔ آپ نے فرمایا کہ میرے بعد ابوبکر خلافت کا والی بن جائے گا اور اس کے بعد تیرا باپ۔ اس نے کہا حضورؐ آپ کو یہ خبر کس نے دی ہے۔ فرمایا مجھ کو اللہ نے خبر دی ہے۔ پس حفصہ نے عائشہ کو اسی روز اس کی خبر دے دی اور عائشہ نے ابوبکر کو خبر دے دی۔ پھر ابوبکر عمر کے پاس گیا کہ عائشہ نے مجھے حفصہ کی زبانی کچھ بتلایا ہے مگر میں اس کی بات پر اعتماد اور بھروسہ نہیں کرتا۔ تم خود حفصہ سے پوچھو۔ چنانچہ عمر حفصہ کے پاس آیا اور کہا وہ کیا خبر ہے جو تو نے عائشہ کو دی ہے۔ حفصہ نے انکار کیا اور کہا میں نے کچھ نہیں کہا۔ عمر نے کہا کہ بتلا اگر وہ خبر سچی ہے تو ہم اس کیلئے کوئی اقدام کریں۔

مبلغ اعظم نے فرمایا کہ حضرات! یہ تھی وہ عبارت جس کو میرا مقابل دوست قطع و برید کر کے اس کا صرف ایک ٹکڑا پیش کر کے عوام کو دھوکہ دینا چاہتا تھا۔ تاکہ آپ کے بزرگوں کے زیرِ پردہ افسانے چھپے رہیں اور جس جز کے اظہار پر خدا کی لعنت کی وعید کا ذکر ہے وہ منظرِ عام پر نہ آئے۔ یہ ابوبکر اور عمر کے خلافت کو غصب کرنے کی پیشین گوئی ہے۔ جس کے کانوں کان خبر نہ ہو ابوبکر و عمر کو ہو جائے۔ اس میں یہ ذکر کہاں ہے کہ ابوبکر میں اور میرا خدا خلیفہ چنے گا۔

آپ نے دورانِ تقریر فرمایا کہ قرآن و حدیث سے خلافت کے بارے میں چار قسم کا نص ملتا ہے۔

۱۔ انی جاعل فی الارض خلیفۃ (پ البقرہ)	نصوص از قرآن برائے خلافت
۲۔ یا داؤد انا جعلناک خلیفۃ فی الارض	
۳۔ یا ہارون اخلفنی فی قومی (اعراف)	

۴۔ انت خلیفتی من بعدی (خصائص نسائی مطبوعہ لاہور)۔

مگر ابوبکر اور عمر کے بیٹا ہونے کی کوئی بات نہیں ملتی۔ اور یہ تو کلام اللہ کی خلافت کی خبر ہے۔ بلکہ اظہار پر لعنت کیوں؟ اور اگر یہ خلیفے برحق تھے تو حضورؐ کو زہر دینے کے ارادے کیوں کرتے۔ اگر یہ روایت غلط ہے تو آپ نے پیش کیوں کی اور اگر ایک ٹکڑا صحیح ہے تو باقی کیوں صحیح نہیں۔ اگر نقل کرتا ہے تو پوری پیش کرو۔ تیری کیا چال ہے تاکہ تمہارے ابوبکر اور عمر کی حقیقت چھپی رہ جائے۔

آپ نے فرمایا کہ یہی خلافت تحقیق شدہ ہے۔ [illegible]

ملا۔ یہ روایت ملاحظہ فرمائیں اور واضح ہو جائے گا کہ جس حدیث میں ہے:
ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال سیلی امورکم بعدی رجال یطفئون السنۃ ویعملون بالبدعۃ (کنز العمال ج ۶ ص [illegible])

یعنی عنقریب میرے بعد مسلمانوں کے امور کے والی خلیفے ایسے لوگ ہوں گے جو میری سنتوں کو مٹائیں گے اور بدعات پر عمل کریں گے۔ آپ نے یہاں الامر من بعدی فرمایا یعنی اس بعدی قدرے مختصر کہاں۔ فرق صرف اتنا ہے کہ یہاں ابہام ہے اور وہاں بالتصریح ابوبکر اور عمر کے نام لے کر پیش گوئی فرمائی ہے۔ آئندہ حالات کے لئے ایسی پیشین گوئی بیان کی ہے جیسے بنی امیہ کے متعلق پیش گوئی فرمائی ہے:
عن الحسن بن علی رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ اری فی منامہ بنی امیۃ یعلون منبرہ خلیفۃ فشق ذالک علیہ فانزل اللہ انا اعطیناک الکوثر۔ وانزل انا انزلناہ فی لیلۃ القدر۔ یعنی حضرت حسن علیہ السلام سے مروی ہے کہ حضورؐ نے دیکھا کہ بنی امیہ یکے بعد دیگرے خلیفہ ہو کر آپ کے منبر پر چڑھ رہے ہیں۔ آپ کو یہ بات شاق گزری اور بہت رنج ہوا۔ پس اللہ نے فرمایا کہ ہم نے تجھ کو کوثر عطا کی ہے اور انا انزلناہ فی لیلۃ القدر نازل کی ہے۔ (تفسیر ابن جریر جلد ۳۰ صفحہ [illegible])۔

اب یزید کے متعلق بھی پیش گوئی ہے۔ صواعق المحرقہ میں ہے کہ قال النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اول من یبدل سنتی رجل من بنی امیۃ یقال لہ یزید۔ حضورؐ نے فرمایا کہ جو پہلے میرے طریقوں کو بدل دے گا وہ بنی امیہ میں سے ایک آدمی ہوگا جس کا نام یزید ہوگا۔ (صواعق صفحہ [illegible])

بلکہ ایسی پیشین گوئیاں تو قرآن مجید میں بھی موجود ہیں۔ فھل عسیتم ان تولیتم ان تفسدوا فی الارض و تقطعوا ارحامکم اولئک الذین لعنھم اللہ فاصمھم واعمی ابصارھم (پ ۲۶ سورہ محمد)

ترجمہ:۔ پس کیا ہو تم نزدیک اس بات کے کہ اگر والی ہو تم حکم کے یہ کہ فساد کرو بیچ زمین کے اور کاٹو قرابتیں اپنی یہ لوگ ہیں جن کو لعنت کی اللہ نے۔ پس بہرہ کر دیا اور اندھا کر دیا آنکھوں ان کی کو۔

استدلال نمبر ۴ کی حقیقت:۔

استدلال نمبر ۴۔ ولقد کتبنا فی الزبور من بعد الذکر ان الارض یرثھا عبادی الصالحون کے جواب میں مبلغ اعظم نے فرمایا کہ شاید میرے مقابل دوست تفسیر جلالین بھی نہیں پڑھے ہوئے۔ ان کی اپنی تفسیر جلالین ص ۲۷۵ میں ہے کہ ان الارض ارض الجنۃ یعنی قول یہی ہے کہ اس ارض سے مراد ارض جنت ہے یعنی جنت کی زمین۔ اور تفسیر بیضاوی جلد ۲ ص ۳۶ حاشیہ القرآن میں بھی ہے کہ ان الارض ارض الجنۃ کہ اس سے جنت کی زمین مراد ہے اور یہی تفسیر ابن کثیر جلد ۳ ص ۱۹۲ میں ابن عباس سے مروی ہے۔

اور اگر اس سے ارض دنیا بھی مراد لی جائے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ وارث تو صالحین ہیں غیر صالح نہیں۔ یہ شرط صالحیت ثلاثہ میں مفقود ہے۔ لہذا مخالفین کا قبضہ غاصبانہ اور ناجائز ہے جو کبھی ختم کر دیا جائے گا۔ اور اس کی مدت ظہور مہدی آخر الزمان ہے جیسا کہ مشکوٰۃ شریف کے ص ۴۶۹ پر بایں الفاظ مرقوم ہے کہ قال رسول اللہ یکون فی آخر الزمان خلیفۃ یقسم المال ولا یعدہ۔ کہ حضورؐ نے فرمایا کہ آخر زمانے میں ایک خلیفہ ہوگا جو مال کو بغیر گننے کے تقسیم کرے گا۔

پھر آپ نے اس سچے وارث زمین خلیفے کا خاندان ان لفظوں میں فرمایا کہ یقول المھدی من عترتی من اولاد فاطمۃ یعنی مہدی میری عترت میں سے ہوگا۔ یعنی اولاد فاطمہ سے ہوگا۔ (مشکوٰۃ ص ۴۷۰)

مبلغ اعظم نے فرمایا کہ حضرات! جن صالحین کو خدا نے وارث زمین کہا وہ یہ نہیں ہیں کہ کوئی تو رسولؐ کی بیٹی کو حق پدر سے محروم کر دے اور کوئی یہ مفسرہ علاقہ

مروان جیسے راندۂ بارگاہ رسولؐ کو دے کر ظلم و جبر کی مثال قائم کر دی۔ اصل میں اس وارث ارض کی شان مشکوٰۃ ص ۴۷۱ نے یوں ظاہر فرمائی کہ لیبعث اللہ رجلا من عترتی و اھل بیتی فیملاء بہ الارض قسطا وعدلا کما ملئت ظلما وجورا۔

یعنی حضورؐ نے فرمایا کہ خداوند عالم میرے اہل بیتؑ سے ایک آدمی کو مبعوث کرے گا۔ جو ظلم اور ستم سے بھری ہوئی زمین کو عدل و انصاف سے بھر دے گا۔

اور ظاہر ہے کہ [illegible] وارث نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ [illegible] قبضہ ہے۔ اللہ و رسولؐ نے ان کو وارث نہیں بتایا تو ان کے حق میں کوئی نص آئی۔ لیکن جو اہل بیت عظام اور امام آخر الزمان کے حق میں نصوص ہیں [illegible] کے وارث ہیں [illegible] ظہور ہی وراثت ارض کی دلیل مان لی جائے تو معاویہ اور یزید بھی وارث ارض حضورؐ ماننے پڑیں گے۔ کیونکہ ان کو بھی [illegible] ظہور و غلبہ حاصل تھا۔

اور ہماری تفسیر صافی اور قمی میں بھی اس سے مراد حضرت قائم آل محمد امام مہدی علیہ السلام ہیں۔

مبلغ اعظم نے زور دار آواز سے مطالبہ کیا کہ جس طرح کی نصوص میں نے اہل بیتؑ کے لئے پیش کی ہیں۔ اگر تم ایک ہی بہ بارہ رسولؐ یا ثلاثہ کے کسی قول سے ثابت کر دو تو انعام لو۔ لیکن [illegible] کے [illegible] والوں کی حالت میدان مناظرہ میں قابل دید تھی۔ نہ جائے ماندن نہ پائے رفتن۔ سنیوں کے تمام بزرگوں کے علماء ثلاثہ کے لئے ایک نص بھی پیش نہ کر سکے۔

استدلال نمبر ۵ کی حقیقت:۔

استدلال نمبر ۵۔ والذین امنوا وھاجروا فی سبیل اللہ من بعد ما ظلموا لنبوئنھم فی الدنیا حسنۃ (پ ۱۴ سورۃ النحل) کے جواب میں فرمایا کہ جناب مناظر صاحب! یہ تو ان صحابہ کے حق میں ہے جن پر ظلم کیا گیا ہجرت کی [illegible] محسن اور [illegible] ہے۔ [illegible] کے [illegible] پھر فرمایئے! آپ کے ثلاثہ کہاں [illegible] ہے بلکہ [illegible]

بھی مراد ہیں حضرت بلال حبشی وغیرہ جیسا کہ آپ کی تفسیر بیضاوی میں لکھا ہے۔

الغرض یہ سب غلام صحابہ تھے جو مکہ میں قید و بند کی مصیبتیں سہتے رہے

بعد میں مدینہ کو ہجرت کی۔ آپ کے شیخ الہند بھی مظلوم ہو گئے۔ اور بیضاوی میں ان صحابہ

کرام کا نام بھی آ گیا ہے جن کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی وھم بلال و صہیب و

جندب و عمار و عابس و ابو جندل و سہیل رضی اللہ عنہم۔

(بیضاوی جلد ۲ صفحہ ۱۵۷)

مبلغ اعظم زور دار روانی کے ساتھ تقریر فرما رہے تھے اور سنی علماء

بات کے خلاف ... میں اپنی مجالت چھپائے بیٹھے تھے۔ ...

...

...

... کا انتخاب ...

روسھم التقلیہ بیل ہو بے بیٹھے تھے

تقریر مناظر اہل السنت

حضرات! مولوی محمد اسماعیل صاحب بہت ہی گھبرا گئے ہیں

ابتدائے عشق ہے روتا ہے کیا

آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا

جب مولوی صاحب کو دلائل نہیں ملتے تو خلاف موضوع باتیں بیان کرتے ہیں

مگر میں آپ کو نہ چھوڑوں گا۔ آپ مجھ سے بھاگ کر کہاں جا سکتے ہیں لیکن مجھے افسوس

ہے کہ آیت تمبر کا مفہوم غلط بیان کیا اور باقی آیتوں کو ہاتھ بھی نہیں لگایا۔ اصل

میں مولوی صاحب کی یہی عادت ہے کہ ... ہیں۔ مولانا جو چاہیں موضوع پر لائیں

میں آپ کی ہر دلیل کا جواب دوں گا۔

دیکھئے تیرے اعتراض ... کا ... ہے ...

اللہ صلعم صلت علیہ ... والانصار ...

دیکھئے آپ کی اس کتاب ... میں ... کہ ... حضور علیہ السلام

کی وفات کے بعد مہاجرین و انصار کے گروہ گروہ ... مولوی صاحب

نے جنازہ رسول پڑھنے کا ثبوت دے دیا۔ ... ہو گئے ...

... ہو گئے

دوسرا حوالہ دیکھئے ... آیت ... سے ...

جنازہ پڑھنا چاہتے تھے

شیعہ مناظر کے اعتراضات کے جوابات

بالکل یہ جیسی مناظر نے ... کی حدیث ...

رہا آپ کا خلافت علمی کہنا وہ بھی غلط۔ کیونکہ اگر خلافت علمی مراد ہے تو پھر غصب کیا کیا خلافت علمی کو بھی کوئی چھین سکتا ہے؟

آمدم برسر مطلب!

استدلال نمبر ۱۰۔ نہج البلاغہ صفحہ میں ہے انما الشوریٰ للمہاجرین والانصار۔ کہ خلافت میں شورہ کرنا مہاجرین و انصار کا حق ہے۔ فرمایئے آپ کے پاس اس کا کیا جواب ہے۔ آپ پر مرآۃ العقول والی عبارت قرض ہے اس کا جواب آپ نے مزید دینا ہے۔

تقریر مناظر شیعہ

آپ نے آیت استخلاف کو مکرر پڑھا اور سنی مناظر سے ثلاثہ کے مصداق آیت استخلاف ہونے کا ثبوت طلب کیا۔ اور پھر فرمایا کہ جنازہ رسول صلعم اور ذکر سقیفہ کو جس قابلیت پر خلاف موضوع قرار دیا تھا اس کی حقیقت اچھی طرح کھل چکی ہے اور خلاف موضوع تو آپ جا رہے ہیں اور طعن مجھے دے رہے ہیں کہ بجائے ثبوت خلافت کے اثبات جنازہ خوانی کر رہے ہیں جو شاید قیامت تک نہ ہو سکے۔ جیسا کہ میں (۱) بخاری شریف (۲) شرح عقائد نسفی (۳) نبراس (۴) ردّ مختار، (۵) شرح مواقف وغیرہ کتب اہل السنت سے ثلاثہ کا ترک دفن رسولؐ ثابت کر کے سقیفہ کو جانا ثابت کر چکا ہوں۔

اور روایت جو آپ نے اصول کافی ص۲۸۹ سے صلت علیہ المہاجرون والانصار پیش کی ہے۔ اولاً تو یہ ضعیف ہے۔ دیکھو مرآۃ العقول شرح اصول کافی جلد اول ص۳۷۵۔ ثانیاً اس سے مراد ابوبکر اور عمر اور ان کے رفقاء سقیفہ نہیں بلکہ دیگر صحابہ مراد ہیں ورنہ اثبات جنازہ کیلئے ابوبکر و عمر کا نام دکھلاؤ۔

اور یہ جو آپ نے جلاء العیون ص۱۵۰ اردو سے روایت پیش کی ہے کہ ابوبکر آگے کھڑے ہو کر نماز پڑھنا چاہتے تھے بالکل تحریف ہے جلاء العیون میں کہیں یہ الفاظ نہیں ہیں بلکہ بعض منافقین کی صلاح و مشورہ کا ذکر ہے جو سقیفہ سے واپس آ گئے تھے۔ ابوبکر تو

ابھی آیا ہی نہیں تھا۔ یہ تو ان کے چیلوں چانٹوں کی شورش تھی ورنہ ابوبکر کا وہاں موجود ہونا صریحاً دکھلا دیجئے۔ میرے مقابل دوست جلاء العیون سے آپ کو دھوکہ دینا چاہتے ہیں۔ اس میں تو صاف تصریح ہے کہ شیخ مفید و شیخ طوسی و شیخ طبرسی و دیگر محدثین فریقین نے روایت کی ہے کہ جب حضرتؐ نے رحلت فرمائی تو منافقین، مہاجرین و انصار مثل عبدالرحمٰن بن عوف و ابوبکر و عمر وغیرہم نے اہل بیت رسالتؐ کو اسی حالت میں چھوڑ دیا اور ان کی تعزیت کو نہ آئے اور نہ تجہیز و تکفین حضرتؐ میں شریک ہوئے۔ بلکہ سقیفہ بنی ساعدہ میں غصب خلافت کے لئے گئے اسی وجہ سے ان لوگوں کو نماز جنازہ حضرتؐ نصیب نہ ہوئی۔ جناب امیرؑ نے بریدہ کو ان کے پاس بھیجا کہ حضرتؐ پر نماز پڑھنے کیلئے حاضر ہوں لیکن نہ آئے۔ یہاں تک کہ ان کی بیعت اس وقت تمام ہوئی جبکہ حضرتؐ دفن ہو چکے تھے۔

اسی طرح اہل السنت کی مشہور و مستند کتاب کنز العمال جلد ۳ صفحہ ۱۴۰ میں حضرت عروہ سے روایت ہے کہ عن عروۃ ان ابا بکر و عمر لم یشھدا دفن النبی وکانا فی الانصار فدفن قبل ان یرجعا۔ یعنی عروہ بن زبیر سے روایت ہے کہ جو حضرت ابوبکر کے خاص لوگ اور صاحبزادیت ابوبکرؓ کے نواسہ ہیں۔ کہ ابوبکر اور عمر دونوں جنازہ اور دفن پیغمبر خدا میں حاضر نہیں ہوئے اور وہ دونوں انصار میں تھے۔ اور حضورؐ ان دونوں کے واپس از سقیفہ ہونے سے پہلے دفن کر دیئے گئے۔

لیجئے حضرات! یہ ہے آپ کے ثلاثہ کے جنازہ پڑھنے کی حقیقت جسے آپ سننے کے لئے مدت سے تڑپ رہے تھے۔ لہٰذا ان روایات کا جواب دیکر ابوبکر کا بالتصریح جنازہ پڑھنا ثابت تو کیجئے اور انعام لیجئے۔ اگر آپ کو ابوبکر کا نام کسی کتاب سے نہیں ملتا تو دیگر علماء کی امداد حاصل کریں اور ابوبکر کا بالتصریح جنازہ پڑھنا دکھا دیں۔ روایوں کا نام سن کر آپ کی رال تو ٹپک پڑی مگر بغیر نام دکھانے کے آپ کو کون دے۔ اب بھی پھر کہیں اگر دکھا دیں تو آپ انعام کے حقدار ہیں۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔اور ان اکرم والو حضرات ہم عرض نہیں جانتے شبلی نعمانی کی الفاروق سے ثلاثہ کا ترک دفن رسولؐ دکھلا

… فرماتے ہیں …

… چنانچہ مبلغ اعظم نے فرمایا کہ حضرات دیکھ لیجئے ابھی ابھی آپ کا مولوی
… کہہ رہا تھا کہ … خدا نے خلیفہ بنایا ہے اور تفسیر قمی کی پیشین گوئی
… منصب افضل کو پیش کرکے ابوبکر اور عمر کے متعلق نص پیش کر رہا تھا اور ابھی
… تفسیر … نے مسلم … اور تفسیر ابن کثیر … ہے
… کے خلاف نہیں ہے۔ اس نے کہا ہم نبی کی طرف سے
منتخب شدہ خلیفے ہی کو مانتے ہیں بلکہ ہم تو مہاجرین و انصار کے مشورہ سے
منتخب شدہ خلیفے تسلیم کرتے ہیں۔

(مندرجہ الفاظ … ہیں …)

… آپ نے فرمایا کہ … سے یہ کہہ رہا تھا کہ خلفاء خدا و رسول کے
منتخب کردہ خلیفے ثابت کر رہا ہوں … اب جب دیکھا کہ … خیال …
… کہ ہم تو خدا و نبی کی طرف سے منتخب کردہ خلیفے مانتے ہی نہیں
… کہ خدا و رسول کے منتخب کردہ خلیفے نہیں وہ …
… کو مانتے ہیں۔ کیونکہ واجب الاطاعت وہی ہو سکتے ہیں جن کو اللہ
… اس لئے کہ اللہ و رسول کے سوا کسی کو یہ حق نہیں کہ خلیفۃ الرسول
مقرر کرے۔ اب آپ کی تمام سابقہ … عبارت … سے … گئی۔ میرا دعویٰ
ثابت ہو گیا … کو خدا و رسول کے منتخب کردہ
خلیفے ثابت کر سکتے …

… حضرات … کا …
… تمہارے خلیفے خدا و رسول کے بنائے
… کیا آپ مان گئے ہیں کہ
منتخب اللہ و رسول نہیں … عوام کا …
کیا … آپ … کرتے رہے۔ عجیب!

… مبلغ اعظم نے فرمایا کہ حضرات! اب کس بات کی تردید کروں جبکہ
یہ خود ہی مان گئے کہ ہمارے خلفاء خدا اور رسول کے مقرر کردہ نہیں۔ اس …

… خدا اور رسول کے منتخب کردہ خلیفہ … ہے۔

سنی علماء بہت نادم ہوئے۔ شیعہ … آنکھیں …
کہ ہمارے خلفاء خدا اور رسول کی طرف سے …

چنانچہ مبلغ اعظم نے … حضرت …
… خلیفہ … عدم اطاعت …
کھڑے کرنے کا نام غضب ہے … خلافت عثمان …
… خلافت آدم … آدم الاسماء …
…
منطق الطیر … سلیمان …
آپ کی تفسیر میں مذکور ہے اور وقال موسیٰ لاخیہ هارون اخلفنی فی قومی …
سند خلافت … انا مدینۃ العلم و
علی بابہا … خلافت علی علیہ السلام …
… الراسخون فی العلم اور اولی الامر …
کے … وارث علم نبی کے مقابلے میں … کھڑے ہو گئے … مہاجرین و انصار
کے …
…

استدلال مبلغ

انما الشوریٰ للمهاجرین والانصار …

کے جواب میں مبلغ اعظم نے …
…
… دنیا میں یادگار رہ جائے۔

آپ نے فرمایا تھا کہ حضرات! … جناب امیر علیہ السلام کا …
بطور الزام … امیر المؤمنین علیہ السلام نے …
کردہ ہے کیونکہ … مذہب اہل السنت … اول اصحاب … دوم اصحاب جمل
جیسا حضرت عائشہ وغیرہ۔ سوم اصحاب جنگ صفین معاویہ وغیرہ …
… الزام …

اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ جناب امیر المومنینؑ نے معاویہ کے سامنے نہ تو کوئی آیت پیش کی ہے نہ حدیث بلکہ قیاس جدلی سے کام لیا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ معاویہ آپؑ کا منکر اور معاند تھا۔ منکر کے سامنے برہان پیش کرنا خلاف عقل ونقل ہے۔ کیونکہ دلیل سے مقصود دو ہوتے ہیں۔ اولاً اثبات مذہب خود۔ ثانیاً افہام الزام خصم۔ یعنی مخالف کو عاجز کرنا اس پر مبلغ اعظم نے مناظر اہل السنت کو مخاطب کر کے کہا کہ فرمایئے آیا یہ خط بطور الزام ہے یا برہان۔ اگر برہان ہے تو فرمایئے کہ برہان کیسے مقدمات سے مرکب ہوتا ہے اور اس خط میں مقدمات برہان دکھلایئے اور یہ بھی فرمایئے کہ معاند کے سامنے برہان پیش کرنا جناب امیر المومنینؑ جیسے عالم کی شان ہے؟ یا برہان کا یہ محل ہے؟

اور اگر الزام ہے تو فرمایئے کہ جدل مقدمات مشہورہ یا مسلمات خصم سے مرکب ہوتا ہے یا نہیں؟ اگر ہوتا ہے تو شیعوں پر حجت کیسی۔ بلکہ جناب امیر المومنینؑ نے اس مکتوب شریف میں معاویہ کو اس کے مسلمات سے ہی مع اگلے پچھلے بزرگوں کے جھوٹا کر دیا ہے۔

اس کے بعد مبلغ اعظم نے تفسیر کبیر جلد ۵ صفحہ ۔۔۔ اور مقاصد الفلاسفہ امام غزالی سے حقیقت جدل پیش کی جس کو سُنّی اپنی مرتبہ رو تیرا دیں کہتے ہیں پھر آپ نے پورا خط پڑھا اور اس کی حقیقت یوں بیان کی۔ کہ حضرات! اس کی عبارت یہ ہے کہ

انه بايعنى القوم الذين بايعوا ابابكر وعمر وعثمان على ما بايعوهم عليه فلم يكن للشاهد ان يختار ولا للغائب ان يرد ۔ یہ مسلمات معاویہ سے اس کو الزام دیا گیا ہے۔ کیونکہ وہ ثلاثہ کی خلافت کو حق سمجھتا تھا۔ اور الزام کی صورت یہ ہے کہ اگر ایک قوم کی بیعت کر لینے سے خلافت ثلاثہ حق تھی تو میری خلافت کیوں حق نہیں؟ نیز نص کے علاوہ تمہارے مسلمات کی بنا پر بھی خلیفہ ہوں۔ جس کا معاویہ کوئی جواب نہ دے سکا اور الزاماً خلافت ثلاثہ بھی باطل ہو گئی۔ کیونکہ معاویہ نے خلافت ثلاثہ کی دلیل کو باطل سمجھا۔ اگر باطل نہ سمجھتا تو جناب امیرؑ کو خلیفہ برحق مانتا۔ تو گویا معاویہ کے منہ سے ہی خلافت ثلاثہ باطل کروا دی اور جناب امیرؑ کی خلافت حقیقیہ اس دلیل جدلی کی محتاج نہیں۔ کیونکہ وہ عند المحققین برہان سے

ثابت ہے۔ اور باقی رہا انما الشورى للمهاجرين والانصار یہ مخالف کے اعتراض کا جواب ہے۔ اور وہ اعتراض یہ تھا۔ کہ معاویہ کہتا تھا کہ علیؑ اس لئے خلیفہ نہیں کہ میں اور اہل شام انتخاب علیؑ کے وقت حاضر نہ تھے۔ آپ نے جواباً ارشاد فرمایا کہ آپ کے مسلمات سے ہے کہ شوریٰ مہاجرین اور انصار کا حق ہے اور اہل شام نہ مہاجرین نہ انصار۔ جس کا معاویہ کوئی جواب نہ دے سکا۔ بلکہ آج تک معاویہ کے مریدوں سے بھی اس کا جواب نہ بن پڑا۔ اور اس فقرہ کی تشریح اہل السنت کی مستند کتاب عقد الفرید جلد ۳ صفحہ ۔۔۔ اس خط کے متن میں موجود ہے واعلم انك من الطلقاء الذين لا تحل لهم الخلافة ولا يدخلون فى الشورى کہ اے معاویہ تو آزاد شدہ اسیروں میں سے ہے جن کیلئے عند المهاجرين والانصار نہ تو خلافت کا حق ہے نہ شوریٰ کا۔

اور فان اجتمعوا على رجل وسموه اماما كان ذالك لله رضا یہ کیفیت شوریٰ کا بیان ہے کہ مہاجرین اور انصار کے نزدیک شوریٰ کا یہ مطلب ہے کہ اگر وہ کسی آدمی پر جمع ہو جائیں اور اس کا نام امام رکھ لیں تو وہ اللہ کے نزدیک بھی پسندیدہ ہے۔ مگر جب معاویہ نے علیؑ کو امام نہ مانا تو اپنے مسلمہ قاعدے کی بنا پر بھی خلاف ورزی کی فان خرج عن امرهم خارج بطعن او بدعة ردوه الى ما خرج منه فان ابى قاتلوه ۔ یہ شوریٰ کمیٹی کے مرتبہ آئین کی اس دفعہ کا بیان ہے جس کی بنا پر آپ نے معاویہ اور اس کے اصحاب اور عائشہ اور اس کے حواریوں کو خارج عن الملة سمجھا اور واجب القتال قرار دے دیا۔

الغرض اس الزامی خط سے ثلاثہ کی خلافت اور معاویہ کی بغاوت اور عائشہ وغیرہ کے خروج کی قلعی کھول دی۔ اب اگر سُنّی خلافت علیؑ کو حق کہیں تو معاویہ اور عائشہ کو باغی خارجی اگر نہ کہیں تو خلافت ثلاثہ کی بیخ کنی ہوتی ہے۔ یہ تھا جناب امیرؑ کا الزام۔ اور اس خط کو الزامی ثابت کرنے کے لئے مبلغ اعظم نے اہل السنت کی مستند کتاب عقد الفرید جلد ۳ صفحہ ۔۔۔ مطبوعہ مصر سے اس مکتوب کی ابتداء میں یہ تصریح الفاظ دکھلائے "وكتب الى معاويه بعد وقعة الجمل سلام عليك اما بعد فان بيعتى بالمدينة لزمتك وانت بالشام لانه بايعنى الذين الخ"

کہ یہ خط جناب امیر نے معاویہ کو واقعہ جمل کے بعد لکھا کہ اما بعد پس میری بیعت کا مدینہ میں ہونا تجھ کو لازم ہے خواہ تو شام میں ہو۔ کیونکہ قانون تمہارے بزرگوں کا یہی ہے۔

مبلغ اعظم نے فرمایا کہ جب اس خط کے شروع میں تمہاری اپنی کتاب میں لفظ لزمتک موجود ہے تو ایسے الزامی ہونے میں کیا شبہ ہے اور اگر شیعہ کتب سے ثبوت الزام مطلوب ہے تو دیکھئے ابن میثم شرح نہج مطبوعہ ایران۔

آپ نے دوران تقریر فرمایا کہ الزامی دلائل تو قرآن مجید میں موجود ہیں، جیسے قل ان کان للرحمٰن ولد فانا اول العابدین یہ الزام ہے یا تحقیق۔

مناظر اہل السنت

یزید اور مروان مہاجرین نہیں ہیں۔ لہذا ان کی بادشاہت کو خلافت حقہ کہنا غلط ہے۔ کیونکہ لفظ منکم میں وعدہ مہاجرین سے ہے۔ لو دیکھ لیا آپ نے مولوی اسماعیل صاحب نے میری عبارتوں کا کوئی جواب نہیں دیا۔ بہت اچھا اور عبارت پیش کرتا ہوں سنیے

استدلال نمبر ۵: نہج البلاغہ جلد ۲ ص ۱۰۵ میں ہے الا وانی اقاتل رجلین رجلا ادعی ما لیس لہ۔

ترجمہ: حضرت علی المرتضیٰ فرماتے ہیں۔ میں دو شخصوں سے جنگ کرنے کا عادی ہوں۔ ایک وہ شخص جو ایسے رتبے کا دعویٰ کرے جس کا وہ اہل نہ ہو۔ فرمائیے اگر خلفاء ثلاثہ خلفاء برحق نہ تھے تو آپ نے ان سے جہاد کیوں نہ کیا؟

اصول کافی ص ۱۲۷ میں ہے کہ امام وہ ہوتا ہے جس کے پاس آئیس چیزیں ہوں

ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ عصائے موسیٰ بھی ہو۔ اگر حضرت علی کے پاس عصائے موسیٰ بھی تھا تو جب موسیٰ علیہ السلام نے اپنے عصا سے فرعون کا کچومر نکال دیا تھا تو حضرت علی المرتضیٰ سے خلافت کیسے چھین گئی؟

تقریر مناظر شیعہ

مبلغ اعظم نے پھر یہ آیۂ استخلاف تلاوت کی اور فرمایا کہ اپنے خلفاء کی موعود من اللہ ثابت کرو۔ یا ان کے حق میں اللہ و رسول کی کوئی نص دکھاؤ۔ جیسا کہ ہم اہل بیت کے حق میں دکھا رہے ہیں۔ پھر آپ نے متعدد آیات اور احادیث تلاوت فرما کر کہا، خلافت اللہ بن میں کما استخلف کی تشبیہ ہے۔ لہذا طریق نصب خلافت وہی ہونا چاہیئے جو سابق خلفاء کا تھا۔ یعنی نص بلا واسطہ یا بالواسطہ جیسا کہ میں پہلی تقریروں میں کہہ چکا ہوں۔ اور مولوی محمد اسمٰعیل نے کوئی جواب نہیں دیا۔

اور چونکہ سابقہ خلفاء آل انبیاء سے ہوتے رہے ہیں۔ لہذا خلافت اب بھی آل رسول کا ہی حق ہے۔ جس کے ثبوت میں آپ نے مندرجہ ذیل آیات پڑھیں فقد اتینا آل ابراہیم الکتاب والحکمۃ واتیناھم ملکا عظیما (پ ۵ س ۷) آپ نے فرمایا کہ یہ ملک عظیم آل ابراہیم کا حق ہے۔

وکذالک یجتبیک ربک ویعلمک من تاویل الاحادیث ویتم نعمتہ علیک وعلی آل یعقوب سے اتمام نعمت آل یعقوب ہو رہی ہے۔ اعملوا آل داؤد شکرا سے آل داؤد پر شکر خلافت ثابت ہو رہا ہے۔ واجعل لی وزیرا من اھلی سے خلافت ہارون برادر موسیٰ اور ان کا داخل اہل بیت ہونا ثابت ہو رہا ہے تو انت منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ کا مصداق کیوں خلیفۂ محمد اور داخل اہل بیت نہیں۔ اس کے بعد آپ نے آیۂ تطہیر پڑھ کر کہا۔ یہ اصطفاء اہل بیت محمد کی دلیل ہے اور آیۂ مودۃ پڑھ کر فرمایا کہ یہ آل محمد کے واجب الاطاعت ہونے کی دلیل بین ہے۔ کیونکہ محبت بلا اطاعت اپنے کچھ معنی ندارد۔

کما اصطفیٰ الذین من قبلہم ... ملک عظیم

اس کے بعد مبلغ اعظم نے فرمایا کہ ثلاثہ کے حق میں ایسے دلائل پیش کرو جیسے میں علیؑ اور اہل بیتؑ کے حق میں پیش کر رہا ہوں۔ پھر آپ نے کتب اہل سنت سے مندرجہ ذیل احادیث پیش کیں :-

انی تارک فیکم خلیفتین کتاب اللہ وعلی (در منثور جلد ۲ صفحہ) و جامع الصغیر صفحہ

انّ رسول اللہ خرج الی تبوک فاستخلف علیاً (بخاری صفحہ ۱۳۳ جلد دوم) قال ھذا اخی و وصی و وارثی وخلیفتی فیکم فاسمعوا لہ واطیعوا (تفسیر خازن جلد ۵ صفحہ)۔

یا علی انت خلیفتی فی کل مومن بعدی (خصائص نسائی صفحہ جلد دوم)

اور بارہ خلفاء کے حق میں آپ نے یہ حدیث پڑھی۔ خلفائی کنقباء بنی اسرائیل (تفسیر ابن کثیر)۔

جب یہ احادیث مبلغ اعظم نے مجمع عام میں پڑھیں تو فضائے مناظرہ آفرین و تحسین کے نعروں سے گونج اٹھی اور سنیوں کے چہرے اتر جاتے۔

دوست محمد قریشی اور محمد صدیق مناظر اہل السنت بمعہ دیگر علمائے اہل السنت و دہاں عرق ندامت سے تر ہو گئے۔ کیونکہ ثلاثہ کے لئے قرآن و احادیث میں کچھ تھا ہی نہیں جسے وہ پیش کرتے ۔ چنانچہ جب مولوی محمد صدیق نے میدان کا رنگ بگڑتے دیکھا تو کھسیانی بلی کھمبا نوچے لگا کر کسی طرح سے عزت بچے۔ مگر کہاں مبلغ اعظم دریا کی روانی کی طرح آیات و احادیث پڑھ پڑھ کر خلافت علیؑ اور اہل بیتؑ ثابت کر رہے تھے اور سنی علماء مبہوت و ششدر اور انگشت بدنداں تھے۔ آپ نے فرمایا کہ کوئی ایسی نص پیش کرو۔ غلبہ تو یزید اور مروان کو بھی حاصل تھا۔ اور یہ جو آپ نے کہا کہ خلافت کا وعدہ صرف مہاجرین سے ہے یہ غلط ہے۔ کیونکہ وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْکُمْ قیامت تک ہے۔ جیسا کہ آپ کی تفسیر فتح القدیر جلد ۳ صفحہ میں ہے کہ یعنی یہ وعدہ تمام امت کے ساتھ خاص ہے وقد ابعد من قال انھا مختصۃ بالخلفاء الاربعۃ او بالمہاجرین یعنی اور بعید از حقیقت ہے وہ شخص جو کہتا ہے کہ یہ آیت خلفاء اربعہ کے ساتھ مختص ہے۔ یا مہاجرین کے ساتھ خاص ہے اور للنبو کتھم میں

وعدہ خلافت نہیں۔ مظلوم صحابہ کو مکان دینے کا وعدہ ہے جیسا کہ حضرت بلال ... مدینہ میں پناہ مل گئی۔ یہی بات میں پہلی تقریر میں بخاری شریف سے عرض کر چکا ہوں۔ یہ وعدہ ان بزرگوں سے نہیں جو کئی سال تک چاہ ... میں رہتے تھے۔ مولوی صاحب کی تقریر کا جواب مع جرأت و صداقت ہے کہ۔

استدلال نمبر ۳ :-

الا ان اقاتل رجلین رجل ادعی ما لیس لہ (نہج البلاغہ) کا جواب آپ نے یہ فرمایا کہ اس سے مراد اصحاب جمل ... اور ... ہیں فرماتے جب ان سے علی لڑے تو ... مکرر ... من شذ فی الناس کے متعلق ہونے یا نہیں ... ہے۔ اور ... جو میرے مقابل ... نے ترجمہ کیا کہ میں ایسے دو شخصوں سے جنگ کرنے کا عادی ہوں۔ یہ ترجمہ غلط ہے بلکہ اقاتل ... باب مفاعلہ ہے جس میں دو زمانے شامل ہیں حال اور مستقبل ... کے کہ میں اب لڑتا ہوں یا لڑوں گا۔ کیونکہ اب میرے پاس ... لئے ظاہری استطاعت شرط ہے ورنہ روحانی استطاعت تو ہر وقت ... جیسے حضور نبی اکرم کو روحانی طاقت تو مکہ میں بھی تھی۔ ... ظاہری بھی تھی۔ مگر جہاد کا حکم اسی وقت نازل ہوا جب ظاہری استطاعت ... حاصل ہو گئی۔ عہد ثلاثہ میں وہ ظاہری استطاعت اور ... اس لئے وہاں صبر کا حکم تھا۔ اور عہد جناب امیر المومنین ... لہٰذا لڑنے کا حکم تھا۔ لیجئے میں آپ کی کتابوں سے صبر و جنگ کے ... دیکھئے حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی اہل السنت ... اپنی کتاب مدارج النبوۃ جلد ۲ صفحہ ۵۵۵ پر فرماتے ہیں کہ ... حضرت علیؑ کو وصیت کی کہ۔

" بعد از من ... مکروہات ... باید کہ ... کنی ... اختیار کنند ... اختیار کنی "

یعنی اے علیؑ! میرے بعد تجھ کو مصیبتیں درپیش آئیں گی۔ لیکن چاہیے کہ دل تنگ نہ ہونا اور صبر کرنا۔ اور جب تو دیکھے کہ لوگ دنیا اختیار کر رہے ہیں تو تو آخرت کو اختیار کرنا۔

عن علیؑ قال ان مما عهد الی رسول اللہ ان الامة ستغدر بک بعدی۔ دیکھو تاریخ طبری ص۳۲۵ جلد ۶۔ یعنی حضورؐ نے مجھے وصیت کی کہ اے علیؑ میری اُمت تجھ سے غداری کرے گی بعد میرے۔ پھر آپ نے صحیح مسلم جلد ۲ ص۱۲۸ پیش کر کے ائمہ شر کے مقابلہ میں صبر کا حکم پڑھا کہ۔

عن عوف بن مالک عن رسول اللہ صلی اللہ علیه وآلہ وسلم قال خیار ائمتکم الذین تحبونھم و یحبونکم و یصلون علیکم وتصلون علیھم وشرار ائمتکم الذین تبغضونھم و یبغضونکم و تلعنونھم ویلعنونکم قیل یارسول اللہ افلا ننابذھم فقال لا ما اقاموا فیکم الصلوٰة الخ۔

آپؐ نے فرمایا میرے بعد دو قسم کے امام ہوں گے، ائمہ خیر اور ائمہ شر۔ ائمہ خیر پر مومنین صلوات پڑھیں گے اور ائمہ شر پر مومنین لعنت کریں گے۔ اور ان سے بغض رکھیں گے۔ عرض کیا گیا حضورؐ! کیا ہم اُن سے تلوار سے لڑائی نہ کریں۔ فرمایا نہ جب تک تمہارے اندر نماز کو قائم کریں۔ مراد ظاہری شریعت کی پابندی ہے۔ اس کے بعد مبلغ اعظم نے فرمایا کہ۔ بتلاؤ یہ کون سے امام ہیں جن کے مقابلہ میں تلوار اٹھانی ناجائز اور لعنت جائز ہے۔ اگر ان سے مراد معاویہ اور یزید ہیں تو حضرت علیؑ اور امام حسینؑ نے ان سے جنگ کیوں کی اور اس تمہاری حدیث پر عمل کیوں نہ کیا۔

آ الجھا ہے پاؤں یار کا زلف دراز میں
لو آپ اپنے دام میں صیاد آ گیا

اس کے بعد آپ نے معاویہ اور یزید سے لڑنے کے حکم کی حدیثیں پڑھیں کہ عن ابی سعید الخدری ان رسول قال لعلی انک تقاتل علی تاویل القرآن کما قاتلت علی تنزیلہ۔ (صواعق محرقہ ص۱۲۴ طبع مصر)
یعنی حضورؐ نے فرمایا کہ اے علیؑ! تو تاویل قرآن پر لڑے گا جیسا کہ میں تنزیل

قرآن پر لڑا ہوں۔
اس کے بعد مبلغ اعظم نے معاویہ کا باغی ہونا مشکوٰۃ شریف ص۵۲۳ باب المعجزات سے پیش کیا عن ابی قتادہ ان رسول اللہ قال لعمار حین یحفر الخندق فجعل یمسح راسه و یقول بوس ابن سمیة تقتلک الفئة الباغیة کہ حضورؐ نے حضرت عمار کو فرمایا۔ جب خندق کھودی جا رہی تھی اور ان کے سر پر ہاتھ پھیر کر پیار کیا اور فرمایا کہ ہائے ابن سمیہ کی مشکلیں۔ اے عمار تجھ کو گروہ باغی قتل کرے گا۔ آپ نے حاشیہ مشکوٰۃ پڑھتے ہوئے کہا کہ اس گروہ سے مراد آپ کے علماء نے معاویہ اور اس کا گروہ لکھا ہے۔ پھر آپ نے یہ عبارت پڑھی۔ فکانوا طاغین باغین بھذا الحدیث لان عمار کان فی عسکر علی وھو مستحق للامامة فامتنعوا عن بیعتہ (مشکوٰۃ حاشیہ ص۵۲۳) کہ عمار کا قاتل معاویہ اور اس کا گروہ ہے۔ پس اس حدیث سے وہ باغی اور سرکش ثابت ہوئے کیونکہ عمار فوج علیؑ میں تھا اور علیؑ مستحق امامت ہے اور معاویہ اور اس کے گروہ نے علیؑ کی بیعت نہ کی۔ لہٰذا وہ باغی ٹھہرے۔

اور یزید نے امام حسینؑ کے لڑنے کی وجہ آن کا کفر ظاہر ہے جیسا کہ خود ظاہر جیسا کہ آپ کی بخاری میں ہے کہ الا ان تروا کفرا بواحا ص۱۰۳ ب آ باب ۔ الاب
اس کے بعد مبلغ اعظم نے فرمایا کہ علیؑ کو دو حکم تھے۔ خلفاء ثلاثہ کے مقابلے میں صبر کرنے کا اور گروہ باغی سے لڑنے کا اور علیؑ نے علم دو زمانے پائے ہیں دونوں پر عمل کیا اور اب مولوی صاحب فرمائیے صبر کا زمانہ کونسا تھا اور گروہ باغی سے لڑائی کا ظاہر ہے اور اگر صبر کا زمانہ ثلاثہ ہے تو فرمائیے کہ وہ خلفاء شر ہوئے یا نہیں۔

اصول کافی ص۱۲۳ کا جواب آپ نے یہ دیا کہ بیشک امام کے پاس آئمہ کی چیزیں تھیں اور عصائے موسیٰ بھی تھا۔ اور حضرت علیؑ چونکہ مثیل ہارون تھے اس لئے فرعون کا کو سر نہ دیا اور سامری کے مقابلہ میں بنا بر مصلحت صبر کیا۔
چونکہ انا ارسلنا الیکم رسولا شاھدا علیکم کما ارسلنا الی فرعون رسولا (پ۲۹ سورۃ مزمل) کے مطابق عمر فرعون اور اصحاب ابوسفیان اور دیگر صنادید عرب، فراعنہ مکہ تھے۔ اور امیر شام بروایت اصول کافی

اس اُمت کا فرعون تھا۔ لہٰذا اُن کو تو جناب امیرؑ نے ذوالفقار سے دو حال کیا۔ اور
سامری کے مقابلہ میں سنتِ ہارونؑ پر عمل کیا۔ اس کے بعد آپ نے سورہ طٰہٰ سے متعلق
سامری کے متعلق یہ آیت پڑھی کہ انی خشیت ان تقول فرقت بین بنی اسرائیل
ولم ترقب قولی کہ حضرت ہارونؑ نے بجواب موسیٰؑ یہ کہا کہ میں اس سے ڈر گیا کہ آپ یہ کہیں
گے کہ تو نے بنی اسرائیل میں تفرقہ پیدا کر دیا اور میرے قول کا لحاظ نہ کیا۔ اور اس پر آپ نے کہا
[illegible] حدیث کے مطابق آپ مثل ہارونؑ تھے اس لئے آپ نے تفرقہ بین المسلمین کے خوف
سے صبر کیا اور رسولِ خداؐ کے تلقین بالصبر والے قول کا لحاظ کیا۔ جیسا کہ اہل سنت والجماعت
کی مستند کتاب "عقد الفرید" جلد ۴ صفحہ [illegible] پر صاف تصریح موجود ہے کہ فکنت انا الذی
ابیت علیہ مخافۃ الفرقۃ بین المسلمین لقرب عہد الناس بالکفر۔
یعنی جناب امیرؑ نے فرمایا کہ ابوسفیان نے جب مجھے ثلاثہ کے مقابلے میں
جنگ کرنے کا مشورہ دیا تھا تو میں نے تفرقہ بین المسلمین کے خوف سے انکار کر دیا۔ کیونکہ
زمانہ کفر قریب تھا اور لوگ نئے نئے مسلمان ہو رہے تھے۔
مولانا کی یہ تقریر علم کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر تھی جس کا احاطہ تحریر میں لانا طاقت
سے باہر ہے۔ البتہ جو کچھ میرے حافظے میں یاد رہا، قارئین کی خدمت میں پیش کر دیا ہے۔
[illegible] انشاء اللہ سامعین کو وہ منظر بھی نہیں
بھولے گا۔ جب کہ آپ ڈھائی تین ہزار سُنی علماء کے سامنے اہل سنت کی کتابوں سے
[illegible] آپ کو مذہب اہل بیتؑ کی صداقت
ثابت کرنے کیلئے ہی تخلیق کیا تھا۔

تقریر مناظر اہل السنت

بیضاوی شریف میں خلفاء ثلاثہ کی نفی موجود نہیں ہے۔ صحیح مسلم میں آثم کاذب
[illegible] کا لفظ امام کے قول کے طور پر ہے جبکہ حضرت عباسؓ نے حضرت علیؓ پر یہ الفاظ
استعمال کئے تھے۔

مولوی اسماعیل صاحب اگر ہم [illegible] کے ساتھ جنگ کرنا ضروری ہے تو فرمائیے حضرت علیؑ
نے امیر معاویہ اور حضرت عائشہ کے ساتھ جنگ کیوں کی؟

الجھا ہے پاؤں یار کا زلفِ دراز میں
لو آپ اپنے دام میں صیاد آ گیا

اصل میں مولوی اسماعیل کو اعتراض کرنا آتا ہے جواب دینا نہیں آتا۔ [illegible]
اور استدلال کا جواب دیجئے۔

استدلال نمبر ۸ — قد مضت اصول من فروعها

(نہج البلاغہ صفحہ [illegible] جلد ۲)۔
دیکھئے اس میں حضرت علیؑ نے خلفاء ثلاثہ کو اصول اور اپنی ذات کو فروع تسلیم کیا
ہے۔ اب اگر ان کی خلافت کو برحق نہ مانا جائے تو ان کی خلافت کا بطلان لازم آئے گا۔
معلوم ہوا کہ خلفاء ثلاثہ کی خلافت برحق تھی۔

استدلال نمبر ۹ — نیز نہج البلاغہ میں ہے حمد الله الذی

اظہرہ مطلب [illegible] موجود ہے وہ [illegible] کیا اب
بھی انکار کی گنجائش ہے۔

تقریر مناظر شیعہ

مبلغ اعظم نے پرجوش تقریر شروع کرتے وقت آیۃ [illegible]
عنوان کرنے کے بعد فرمایا کہ میرے [illegible] کے تمام [illegible]
ہو چکے ہیں [illegible]
کی نفی بیضاوی شریف میں موجود ہے۔ کیونکہ آیت میں من بعد ما ظلموا [illegible]
کے آگے [illegible] وغیرہ کا نام بتصریح موجود ہے۔ اس لئے [illegible]
منکم ثابت کریں یا فہرست میں ان کا نام دکھائیں یا ان کا نام [illegible]

بتائیں۔

اس کے بعد آپ نے آیہ استخلاف کے آخری حصہ ومن کفر بعد ذالک فاولئک هم الفاسقون کی تشریح کرتے ہوئے کہا کہ اس آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ منکرِ خلافت فاسق ہے۔ اگر یہ خلفاء برحق ہوتے تو اہل بیت رسولؐ کبھی ان کا انکار نہ کرتے اور ان کو بھی اہل بیت رسولؐ پر سختی کرنے کی ضرورت نہ ہوتی اور جناب امیرؑ کبھی بھی ان کو آثم، غادر، خائن اور کاذب نہ سمجھتے۔ میرے دوست کا الزام کا دعوےٰ بے بنیاد ہے۔ اگر یہ قول الزامی ہوتا تو جناب امیر اس کی تردید کرتے اور حضرت عباسؓ کے قول سے معارضہ غلط ہے کیونکہ صحیح مسلم اہل سنت کے مسلمات سے ہے۔ شیعہ پر حجت نہیں، اگر حجت ہے تو کسی شیعہ کتاب سے حضرت عباسؓ کا یہ قول پیش کیجئے اور اسی صحیح مسلم کی شرح نووی منقہ میں اس قول کو حضرت عباسؓ کی طرف منسوب کرنے کی تردید موجود ہے۔ چنانچہ مبلغ اعظم نے شرح نووی پیش کرتے ہوئے فرمایا کہ:

قال المازری هذااللفظ الذی وقع لایلیق ظاهره بالعباس وحاشا لعلی ان یکون فیه بعض هذه الاوصاف فضلا عن کلها۔

یعنی قاضی عیاض فرماتے ہیں کہ مازری کا یہ قول ہے کہ یہ الفاظ جو واقع ہوئے ہیں ان کا ظاہر شانِ عباسؓ کے لائق نہیں۔ اور پناہ بخدا علیؑ میں تو ان چیزوں میں سے ایک بھی نہیں۔

چہ جائیکہ سب ہوں۔ فسبنا الکذب الی رواتها یہ سب راویوں کے جھوٹ ہیں۔ لیجئے! آپ کی اس کتاب سے حضرت عباسؓ کی تو اس قول کی نسبت نفی ثابت ہو گئی لیکن خلفاء کے حق میں ان الفاظ کا ضعف یا نفی ثابت کیجئے۔

اس کے بعد آپ نے حضرت علیؑ اور خاتونِ قیامت اور حسنین علیہم السلام کا خلافت ثلاثہ سے انکار، ناراضگی اور اختلاف ثابت کیا۔ چنانچہ بخاری جلد ۱ صفحہ ۵۶ سے خالف عنا علی والزبیر پڑھ کر علیؑ کی خلافت ثلاثہ سے اختلاف ثابت کیا اور بخاری صفحہ ۵۲۶ جلد اول سے غضبت فاطمة کی مکمل روایت پڑھ کر خاتونِ قیامت بنتِ رسولؐ کا غضبناک ہونا اور ابوبکر سے تا وفات قطع تعلق کرنا ثابت کیا اور صواعق

محرقہ صفحہ ۱۳۳ سے حسنین شریفین کا انزل عن منبر جدی یا کہہ کر ابوبکر کو منبر رسولؐ سے اترنے کا حکم دینا پیش کیا اور ابوبکر و عمر کا اہل بیتؑ پر تشدد کرنا اور سیدۃ النساء کے گھر پر آگ اور لکڑیاں لے کر بقصد احراق بیت فاطمہؑ جانا ظاہر کیا۔ چنانچہ انہوں نے عقد الفرید جلد ۲ صفحہ ۱۳۳ سے

ومن کفر بعد ذالک فاولئک هم الفاسقون

الذین تخلفوا عن بیعة ابی بکر علی والعباس والزبیر وسعد بن عبادة فاما علی والعباس والزبیر فقعدوا فی بیت فاطمة حتی بعث الیهم ابوبکر عمر بن الخطاب لیخرجهم من بیت فاطمة وقال له ان ابوا فقاتلهم فاقبل بقبس من نار علی ان یضرم علیهم الدار فلقیته فاطمة فقالت یا ابن الخطاب اجئت لتحرق دارنا قال نعم او تدخلوا فیما دخلت فیه الامة۔

کہ بیان ان لوگوں کا جنہوں نے ابوبکر کی بیعت سے انحراف کیا، وہ علیؑ اور عباس اور زبیر اور سعد بن عبادہ ہیں۔ پس علیؑ اور عباس اور زبیر تو جناب سیدہ کے گھر میں بیٹھ گئے۔ حتیٰ کہ ان کی طرف ابوبکر نے عمر بن خطاب کو بھیجا تاکہ ان کو خانہ فاطمہ سے نکالے اور یہ بھی کہہ دیا کہ اگر وہ انکار کریں تو ان سے لڑائی کرو۔ چنانچہ عمر شعلۂ آگ لیکر اس قصد سے آیا کہ وہ گھر ان پر جلا دیا جائے۔ جناب سیدہ نے دروازہ پر آ کر عمر بن الخطاب سے کہا کہ اے خطاب کے بیٹے کیا تو ہمارا گھر جلانے کے لئے آیا ہے۔ کہا ہاں۔ یا تم بھی اس امر میں داخل ہو جاؤ جس میں امت داخل ہو چکی ہے۔ اس مضمون کے شواہد آپ نے اہل السنت کی بہت سی کتابوں سے بھی پیش کئے۔ مثلاً غرۃ العینین صفحہ ۲۹ جلد ۲۔ ازالۃ الخلفاء مترجم اردو صفحہ ۱۲۹ جلد ۲۔ تاریخ طبری جلد ۳ صفحہ ۱۹۸۔ الفاروق جلد اول صفحہ ۔۔۔

اس کے بعد آپ نے کہا کہ انہوں نے صرف نماز ہی کے ساتھ حج کو بھی اپنی مرضی پر نہیں رکھا بلکہ میں نے تو آپ کی کتاب حدیث صحیح مسلم جلد ۱ صفحہ ۱۷۹ سے آپ حضرات کی فصیحت کو بھی دیکھا کہ جب تک وہ ظاہری شریعت کی پابندی کریں ان کے ۔۔۔ اور عمل ۔۔۔ اور تقرر نہ امام جمہور تھے نہ امام شیعہ بلکہ ہاشمی اور مرتبہ میں ۔۔۔ کے ساتھ ۔۔۔ کا حکم ہمارا التماس ہے فرمایا تھا۔ معلوم ہے ۔۔۔ کا ثبوت تو آپ ۔۔۔

سن چکے ہیں البتہ جو اثر سے پڑھنے کا جواز بھی ان کتابوں سے سن لیجئے۔ عن علی قال أمرنی رسول اللہ بقتال الناکثین والمارقین والقاسطین۔ (البدایہ والنہایہ جلد ۷ ص۳۰۵)

حضرت علیؓ نے فرمایا کہ مجھ کو رسول خدا نے حکم دیا تھا لڑنے کا مارقین اور ناکثین اور قاسطین سے۔ یعنی خوارج اور معاویہ اور اصحاب جنگ جمل سے۔ پھر آپ نے صواعق محرقہ ص۔۔۔ سے یہ روایت پیش کی۔

اخرج البزاز وابو نعیم عن ابن عباس مرفوعاً ایتکن صاحبۃ الجمل الاحمر تخرج حتی تنبحھا کلاب الحواب فیقتل حولھا قتلی کثیرۃ کہ ابن عباس سے مرفوع روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جمل احمر کی صاحبہ تم میں سے کون سی ہے یعنی سرخ اونٹ والی کون ہے کہ وہ امام وقت پر خروج کر رہی ہے۔ اور اس پر حواب کے کتے بھونک رہے ہیں۔ اور اس کے گرد ہزاروں مقتول پڑے ہوئے ہیں اور اہل سنت کی کتاب عقد الفرید جلد ۳ ص۔۔ فلذ قال النبی لھا یا حمیرا کانی بک تنبحک کلاب الحواب تقاتلین علیاً وانت لہ ظالمۃ۔ کہ حضورؐ نے فرمایا کہ اے حمیرا گویا میں تجھ کو دیکھ رہا ہوں کہ تجھ کو مقام حواب کے کتے بھونک رہے ہیں اور تو علیؓ سے لڑ رہی ہے۔ درآں حالیکہ تو اس پر ظلم کرنے والی ہے۔

تو حضرات! حضرت علیؓ کی لڑائی یہاں نمازیوں سے نہیں بلکہ باغیوں سے تھی اور حسب حکم رسولؐ تھی۔

خوشی ہے۔ اصل حقیقت یہ ہے کہ سنی ملاں مبلغ اعظم کے سوالوں کا جواب دینے کی کوشش تو کرتے ہیں مگر جواب ان سے بن نہیں سکتے۔ صرف عوام کو دھوکہ دینا جانتے ہیں۔ کہیں عبارات کو کم زیادہ کر دیا، کہیں ترجمے میں گڑبڑ ڈال دی، کہیں جنس اور فصل کی بحث چھوڑ دی۔ الغرض یہ باب مناظرے سے باہر جاتا اور حقیقت پیش کرتا نہیں جانتے جیسا اعتراض ابتدائے دور ان مناظرہ مولانا یوسف محمد قریشی پر کیا تھا جس پر وہ بہت اچھلے کودے تھے لیکن جب ان کا رد نقل در نقل کے سلسلے میں اخبارات کا قول اور ان کے مطبوعہ رسائل کی طرف کرائی گئی تو خاموش ہو گئے۔

شیعوں نے اپنی روئیداد میں لکھا ہے کہ مبلغ اعظم نے اپنے الفاظ واپس لے لئے۔ حالانکہ مبلغ اعظم نے تو یہ کہا تھا کہ میں ان کی اس عادت مستمرہ کا ثبوت ان کے رسائل وغیرہ سے ابھی دیتا ہوں۔ مگر قریشی صاحب ہی اپنی بد دیانتی کا بھانڈا پھوٹتے دیکھ کر خاموش ہو گئے۔

استدلال نمبر ۸

قد مضت اصول عن فروعھا (نہج البلاغہ جلد ۲ ص۳۵) کے جواب میں مبلغ نے فرمایا کتاب توجیہ مولوی صدیق کے استدلال پر بے اختیار ہنسی آتی ہے اور ان کے دلائل کی غربت قابل رحم ہے۔ ایسی عبارتیں پیش کر رہے ہیں جن کا مولانا سے دور کا بھی تعلق نہیں۔ یہ عبارت نہج البلاغہ کے خطبہ نمبر ۔۔۔ سے لی گئی ہے۔ جس میں جناب امیر المومنینؑ نے دنیا کی بے ثباتی اور بے وفائی بیان فرمائی کہ دنیا کا سلسلہ ہی ایسا ہے کہ اس کی اگلی کڑی کو پچھلی کڑی کے لئے فنا کا حکم دیتی ہے ہمارے دنیا میں آنے سے پہلے لوگوں کو فنا ہے۔ وہ ہمارے اصول یعنی ہماری جڑیں تھے اور ہم ان کی فرع یعنی شاخیں ہیں۔ جب وہی نہ رہے تو ہم کیسے رہیں گے۔ چنانچہ آگے صاف لکھا ہے کہ۔

فما بقاء فرع بعد ذھاب اصلہ۔ کہ جب جڑ ہی نہ رہی تو شاخ کیسے باقی رہ سکتی ہے۔ یعنی جب ہمارے آباؤ اجداد ہی نہ رہے تو ہم کیسے باقی رہ سکتے ہیں۔ مگر مولوی محمد صدیق کو ہر جگہ خلفائے ثلاثہ ہی نظر آتے ہیں۔ یہ سب ہیں جھگڑوں کے خواب۔

استدلال نمبر ۹

ھو ورب اللہ الذی ۔۔۔ کے جواب میں آپ نے فرمایا کہ یہ فقرہ نہج البلاغہ کے خطبہ ۲۲۲ سے لیا گیا ہے اور اس کا سیاق و سباق محمد صدیق صاحب نے کتمان حق کی خاطر چھپایا ہے۔ میں حقیقت کو منکشف کرتا ہوں۔ یہ فقرہ جناب امیر علیہ السلام نے اس وقت فرمایا جب حضرت عمرؓ نے فارس میں جانے سے مشورہ طلب کیا اور بعض صحابہ نے کہا کہ جب تک عمرؓ نہ جائیں گے فتح نہیں ہو سکتی اور دین قائم نہ رہے گا۔ اس پر آپ نے فرمایا یہ غلط ہے

ان ھذا الامر لم یکن نصرہ ولا خذلانہ بکثرۃ ولا قلۃ و ھو دین اللہ الذی اظھرہ وجندہ الذی اعدہ و امدہ حتی بلغ ما بلغ وطلع حیثما طلع ونحن علی موعود من اللہ واللہ منجز وعدہ وناصر جندہ۔

یعنی یہ امر اسلام اس کی عزت اور ذلت، کثرت اور قلت پر موقوف نہیں اور وہ دین الٰہی ہے جس کو اس نے خود غالب کیا ہے اور اس کا وہ لشکر ہے جس کو اس نے خود تیار کیا اور خود امداد فرمائی ہے۔ حتیٰ کہ پہنچ گیا جہاں تک پہنچا اور طلوع ہوگیا اور ہم اللہ کے وعدے کے منتظر ہیں۔ اللہ اپنے وعدے کا پورا کرنے والا ہے اور اپنے لشکر کا مددگار رہنے والا ہے۔ اور یہ غلط ہے کہ اگر عمر نہ جائے تو دین مٹ جائے گا۔ خدا کا دین عمر کے سہارے نہیں بلکہ دین خدا کا ہے اور ہم اہل بیت موعود من اللہ کے منتظر ہیں۔

یہ بیچ اعظم نے فرمایا کہ جس طرح پیغمبر قرآن اور اسلام کو دونوں کا ہی محتاج ٹھہراتے ہیں اور خدا اور اہل بیت ان کی تردید کرتے ہیں۔ جیسا کہ یہ کہتے ہیں کہ قرآن کی حفاظت عثمان نے کی اور خدا کہتا ہے کہ انا نحن نزلنا الذکر و انا لہ لحافظون۔ ہم قرآن کی حفاظت کرنے والے ہیں خود ہی۔ اور اسی طرح یہ بھی کہتے ہیں کہ اسلام کو عمر نے بچایا حالانکہ خدا کہتا ہے ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ و دین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ (پ سورۃ فتح)۔

اسی آیت کی جناب امیر نے تفسیر فرمائی ہے کہ دین اللہ کا ہے اور وہی اس کا حافظ و ناصر ہے۔ وہ اپنے دین کی مدد جس طرح چاہے کرتا ہے۔ وہ موسیٰ کو فرعون کے گھر پال سکتا ہے۔ موسیٰ کی ماں کو فرعون سے تنخواہ دلا سکتا ہے اور یوسف علیہ السلام کو شاہ مصر کے خزائن شاہی کا حفیظ و امین بنا سکتا ہے۔ جیسا کہ بخاری شریف جلد ۲ صفحہ ۱۰۴۳ میں حضورؐ کی زبان غیب ترجمان سے خود عمر کی زبانی یہ کہلوا چکے ہیں کہ قم یا فلان فاذن انہ لا یدخل الجنۃ الا مومن ان اللہ یؤید الدین بالرجل الفاجر۔

کہ حضورؐ نے فرمایا۔ اٹھ اے فلاں میں منادی کر کہ تمام لشکر میں کہ جنت میں تو مومن ہی داخل ہوں گے۔ مگر اللہ اپنے دین کی مدد مرد فاجر سے بھی کرا لیتا ہے۔ بخاری

کے حاشیہ ۱۱ صفحہ پر ہے کہ بروایت بیہقی حضورؐ نے عمر سے منادی کروائی۔ اب تو مطلع صاف ہوگیا کہ فاجر فاجر ہی رہیں گے خواہ ان کے ہاتھ سے کتنی ہی تائید دین کیوں نہ ہوجائے۔ چنانچہ بخاری شریف جلد ۱ صفحہ ۴۱۹ کے حاشیہ نمبر ۵ پر لکھا ہے کہ الرجل الفاجر کا الف لام جنسی ہے یعنی ہر فاجر کو شامل ہے۔ یہ ہے جناب امیر المومنین کے خطبہ کے اس فقرے کا مطلب کہ دین کی مدد اللہ کی طرف سے ہوتی ہے تو یہ جملہ خواہ نیک ہو یا بد عہد فاروقی کی بات نہیں، دین قیامت تک رہے گا۔

اور خدا کے نیک بندے بھی حق پہ قائم رہیں گے خواہ کتنے انقلاب کیوں نہ آئیں۔ جیسا کہ صحیح مسلم جلد ۲ صفحہ ۱۴۳ میں ہے کہ عن جابر بن عبداللہ یقول سمعت رسول اللہ یقول لا تزال طائفۃ من امتی یقاتلون علی الحق ظاھرین الی یوم القیامۃ۔

کہ حضورؐ نے فرمایا کہ ایک گروہ ہمیشہ میری امت سے حق پر رہے گا اور قیامت تک رہے گا۔ اس تقریر کے بعد تو شیعہ کی رہی سہی جان بھی ختم ہوگئی۔ اگر انہیں حکام کے برگشتہ ہوجانے کا خطرہ نہ ہوتا تو شاید بستر اٹھا کر چل دیتے۔ مگر جان بچی کروڑوں پائے پائی والا دہرائے رکھی۔ مگر خدا دے فائز ہو! خدا خدا کر کے وہ ایسے جان چھڑا کر ... گھر آتے ہیں ... کا رسالہ جواب دیا اور کراچی کے رسالہ صحیفہ اہل حدیث ... ڈھونڈ ڈھونڈ کر پڑھا۔ اگر اسی کا نام فتح ہے تو معلوم نہیں آپ کی لغت میں شکست کسے کہتے ہیں۔

ان هذا الامر لم یکن نصرہ ولا خذلانہ بکثرۃ ولا قلۃ وھو دین اللہ الذی اظھرہ وجندہ الذی اعدہ وامدہ حتی بلغ ما بلغ وطلع حیثما طلع ونحن علی موعود من اللہ واللہ منجز وعدہ وناصر جندہ۔

یعنی یہ امر اسلام اس کی عزت اور ذلت، کثرت اور قلت پر موقوف نہیں اور وہ دین الٰہی ہے جس کو اس نے خود غالب کیا ہے اور اس کا وہ لشکر ہے جس کو اس نے خود تیار کیا اور خود امداد فرمائی ہے۔ حتیٰ کہ پہنچ گیا جہاں تک پہنچا اور طلوع ہو گیا، اور ہم اللہ کے وعدے کے منتظر ہیں۔ اللہ اپنے وعدے کا پورا کرنے والا ہے اور اپنے لشکر کی مدد دینے والا ہے۔ اور یہ غلط ہے کہ اگر عمر نہ جائے تو دین مٹ جائے گا۔ خدا کا دین عمر کے سہارے نہیں بلکہ دین خدا کا ہے اور ہم اہل بیت موعود من اللہ کے منتظر ہیں۔

مبلغ اعظم نے فرمایا کہ سنی ہمیشہ قرآن اور اسلام کو ثلاثہ کا ہی محتاج ٹھیراتے رہے اور خدا اور اہل بیت ان کی تردید کرتے رہے۔ جیسا کہ یہ کہتے ہیں کہ قرآن کی حفاظت عثمان نے کی اور خدا کہتا ہے کہ انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون۔ یعنی کہ قرآن کی حفاظت کرنے والے ہم خود ہیں۔ اور اسی طرح یہ بھی کہتے ہیں کہ اسلام کو عمر نے بچایا حالانکہ خدا کہتا ہے ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ (پ سورۃ فتح)۔

اس آیت کی جناب امیر نے تفسیر فرمائی ہے کہ دین اللہ کا ہے اور وہی اس کا حافظ و ناصر ہے۔ وہ اپنے دین کی مدد جس طرح چاہے کرتا ہے۔ وہ موسیٰ کو فرعون کے گھر پال سکتا ہے۔ موسیٰ کی ماں کو فرعون سے تنخواہ دلوا سکتا ہے اور یوسف علیہ السلام کو مصر کے خزانوں شاہی کا حفیظ و امین بنا سکتا ہے۔ جیسا کہ بخاری شریف جلد ۱ صفحہ ۴۰۲ میں حضور کی زبان غیب ترجمان سے خود عمر کی زبانی یہ کہلوا چکے ہیں کہ قم یا فلان فاذن انہ لا یدخل الجنۃ الا مومن ان اللہ یؤید ھذا الدین بالرجل الفاجر۔

کہ حضور نے فرمایا۔ اٹھو اے فلاں اور منادی کر دو کہ تمام لشکر میں کہ جنت میں تو مومن ہی داخل ہوں گے۔ مگر اللہ اپنے دین کی مدد مرد فاجر سے بھی کروا لیتا ہے۔ بخاری

کے حاشیہ میں صفحہ ۴۰۲ پر ہے کہ بروایت بیہقی حضور نے عمر سے منادی کروائی۔ اب تو مطلب صاف ہو گیا کہ فاجر فاجر ہی رہیں گے خواہ اللہ کے ہاتھ سے کتنی ہی تائید دین کیوں نہ ہو جائے۔ چنانچہ بخاری شریف جلد ۱ صفحہ ۴۰۲ کے حاشیہ نمبر ۸ پر لکھا ہے کہ الرجل الفاجر کا الف لام جنسی ہے یعنی ہر فاجر کو شامل ہے۔ یہ ہے جناب امیر المومنین کے خطبہ کے اس فقرے کا مطلب کہ دین کی مدد اللہ کی طرف سے ہوتی ہے تو پھر خواہ نیک ہو یا بد عہد فاروقی کی بات نہیں، دین قیامت تک رہے گا [illegible]
آج خدا کے نیک بندے بھی حق پر قائم رہیں گے خواہ کتنے انقلاب کیوں نہ آئیں۔
جیسا کہ صحیح مسلم جلد ۲ صفحہ ۱۴۳ میں ہے کہ عن جابر ابن عبد اللہ یقول سمعت رسول اللہ یقول لا تزال طائفۃ من امتی یقاتلون علی الحق ظاھرین الی یوم القیامۃ۔

کہ حضور نے فرمایا کہ ایک گروہ ہمیشہ میری امت سے (قائم) رہے گا اور قیامت تک نہ مٹے گا۔ اس تقریر کے بعد تو سنی شیعہ کی رہی سہی جان بھی ختم ہو گئی۔ اگر انہیں عوام کے برگشتہ ہو جانے کا خطرہ نہ ہوتا تو شاید بستر اٹھا کر چل دیتے۔ مگر حالات یہی کہہ رہے تھے [illegible] مناظرہ [illegible] خدا خدا کر کے وہاں سے جان چھڑائی [illegible] گھر آتے ہی فتح کا رسالہ چھاپ دیا۔ اور کئی ایک رسالہ [illegible] اہل حدیث [illegible] ڈھنڈورا پیٹا۔ اگر اسی کا نام فتح ہے تو معلوم نہیں آپ کی لغت میں شکست کسے کہتے ہیں [illegible]

[illegible]

تقریر مناظر اہل سُنّت

افسوس تو یہ ہے کہ مولوی اسماعیل کو جھوٹ بولنے کی عادت ہے۔ مولوی صاحب سے ذرا یہ تو پوچھ لیا جائے کہ وہاں خلفاء کا لفظ ہے یا آئمہ کا۔

نیز وہاں یہ بھی تحریر نہیں ہے کہ یہ اہل سُنّت کے امام تھے۔ بلکہ وہاں تو اُن بادشاہوں کا ذکر ہے جن پر لوگ کثیر التعداد میں جمع ہوئے ہیں۔

تقریر مناظر شیعہ

حضرات! مبلغ اعظم کی پانچویں تقریر کو نقل کرتے ہیں تو سُنی حضرات نے دیانت کا دیوالیہ نکال دیا ہے مثلاً تین سطروں میں پورے بیس منٹ (کیونکہ دس منٹ کی تقریر کی دس ٹرنیں تھیں جن کا خلاصہ سُنی مؤلف نے پانچ منٹ میں لکھا ہے) کی تقریر کو ختم کر دیا ہے۔ حالانکہ مبلغ اعظم نے فرمایا تھا کہ حضرات اہل سُنّت کے نزدیک نص وغیرہ تو معیار خلافت ہے نہیں البتہ جھگڑے کے قائل ہیں یعنی جس کی لاٹھی اس کی بھینس۔ اگر یہی معیار ہے تو یزید وغیرہ بھی ان کے خلیفے ہیں۔ کیونکہ انہیں بھی قہر و غلبہ حاصل تھا جیسا کہ ان کی کتابوں میں لکھا ہوا ہے۔ یہ کہہ کر آپ نے شرح فقہ اکبر ص۸۰ سے یہ عبارت پڑھی کہ ان الاثنا عشر ھم الخلفاء الراشدون من الاربعة و معاویة و ابنہ یزید و عبدالملک بن مروان و اولادہ الاربعة و بینھم عمر بن عبد العزیز۔

کہ وہ خلفاء اثناء عشر جن کا ذکر رسول اللہؐ نے فرمایا ہے اور صحیحین میں آیا ہے وہ خلفاء اربعہ اور معاویہ اور اس کا بیٹا یزید اور عبدالملک بن مروان اور اس کے چاروں بیٹے (یزید ثانی، سلیمان، ہشام اور ولید) اور ان کے درمیان عمر بن عبدالعزیز ہے لہٰذا یہ ان کے وہ بارہ خلفاء ہیں جن کا ذکر حضورؐ نے فرمایا تھا۔ اس کے بعد آپ نے صواعق محرقہ ص۱۲ سے یہ عبارت پیش کی۔

والذی اجتمعوا علیہ للخلفاء الثلاثة ثم علی الی

ان وقع امر الحکمین فی صفین فتسمی معاویة یومئذ بالخلافة ثم اجتمعوا علیہ عند صلح الحسن ثم علی ولدہ یزید ولم ینتظم للحسین امر بل قتل۔

کہ وہ بارہ جن پر اجماع امت ہوا وہ خلفاء ثلاثہ ہیں۔ پھر علیؑ ہیں مگر امر حکمین کے واقع ہونے تک پھر علیؑ پر اجماع امت نہ رہا۔ اور معاویہ خلیفہ نامزد ہو گیا پھر صلح حسنؑ کے وقت تو معاویہ پر پورا اجماع ہو گیا۔ پھر اس کے بیٹے یزید پر اجماع ہو گیا اور حسینؑ کیلئے امر خلافت منتظم نہ ہوا بلکہ وہ اس سے قبل قتل ہو گئے۔

حضرات! یہ ہے اہل سُنّت کی خلافت کہ علیؑ کو حکمین میں معزول کیا گیا اور حسنؑ کو خلع بیعت پر مجبور کر دیا گیا۔ حسینؑ قتل کر دیئے گئے اور ثلاثہ، معاویہ اور یزید پہ پورا اجماع ہو گیا۔

اس کے بعد مبلغ اعظم نے بخاری شریف ص۱۰۵۳ سے عبداللہ بن عمر بن الخطاب کی زبانی یزید کی بیعت کو اللہ و رسولؐ کی بیعت ماننا ثابت کیا۔ اور یہ روایت پیش کی عن نافع لما خلع اھل المدینة یزید بن معاویة جمع ابن عمر حشمہ و ولدہ فقال انی سمعت النبی یقول ینصب لکل غادر لواء یوم القیامة و انا قد بایعنا ھذا الرجل علی بیع اللہ و رسولہ و انی لا اعلم غدرا اعظم من ان یبایع رجل علی بیع اللہ و رسولہ ثم ینصب لہ القتال و انی لا اعلم منکم خلعہ ولا تابع فی ھذا الامر الا کانت الفیصل بینی و بینہ۔

نافع سے روایت ہے کہ جب اہل مدینہ نے یزید کی بیعت توڑنی چاہی تو عبداللہ بن عمر نے اپنے خواص اور عزیز و اقارب کو جمع کیا اور کہا کہ یزید کی بیعت نہ توڑو کیونکہ میں نے نبی کریمؐ سے سنا ہے کہ بیعت کر کے توڑنے والوں کی پشتوں پر قیامت کے دن جھنڈا گاڑا جائیگا۔ ہم نے اس شخص یعنی یزید کی بیعت اللہ و رسولؐ کی بیعت پر کی ہے۔ اس سے بڑی غداری اور کیا ہوگی کہ پہلے تو ایک شخص کی بیعت اللہ و رسولؐ کی بیعت پر کی جائے پھر اس کے مقابلہ میں جنگ کھڑا کر دیا جائے۔ اگر میرے علم میں آیا کہ تم میں سے کسی نے اس کی

بیعت توڑتی ہے اور اس امیر خلافت میں اس کی تابعداری نہیں کرتا، تو میرا اور اس کا باتیں کاٹ ہوگا۔

پھر اس کے بعد آپ نے کتاب صحیح مسلم ص۱۲۸ عبداللہ بن عمر کا یہ فتویٰ بھی پیش کیا کہ یزید کی بیعت توڑنے والے جہالت اور کفر کی موت مریں گے

عن نافع قال جاء عبد الله بن عمر الى عبد الله بن مطيع حين كان من امر الحرة ما كان زمن يزيد بن معاوية فقال سمعت رسول الله يقول من خلع يدًا من طاعة لقى الله يوم القيامة لا حجة له ومن مات وليس فى عنقه بيعة مات ميتة جاهلية۔

نافع سے روایت ہے عبداللہ بن عمر عبداللہ بن مطیع کی طرف آئے۔ ایام حرۃ میں یزید بن معاویہ کے زمانے میں لوگ یزید کی بیعت توڑ رہے تھے۔ عبداللہ بن مطیع نے کہا۔ کہ ابو عبدالرحمن (عبداللہ بن عمر کی کنیت ہے) کے لئے تکیہ لاؤ۔ عبداللہ بن عمر نے کہا میں تمہارے پاس بیٹھنے کے لئے نہیں آیا بلکہ میں تو تمہیں ایک حدیث سنانے آیا ہوں کہ میں نے رسول خدا سے خود سنا ہے کہ جو شخص اطاعت امیر سے ہاتھ کھینچے گا یعنی اس کی بیعت توڑے گا، قیامت کے دن جب اللہ کے سامنے جائے گا تو ان کے پاس حجت اور بیان نہ ہوگی۔ اور جو شخص مرگیا درآں حالیکہ اس کی گردن میں امیر کی بیعت نہیں وہ جہالت کی موت مرگیا۔

گویا اہل سنت کے نزدیک بقول عبداللہ بن عمر بن الخطاب بروایت صحیح مسلم شریف یزید کی بیعت کے بغیر مرنا جہالت اور کفر کی موت مرنا ہے (اللهم نعوذ بك من هذه العقيدة الباطلة)۔

پھر آپ نے موطا امام مالک مترجم وحید الزمان ص۲۲ مطبوعہ اصح المطابع کراچی سے یہ عبارت پیش کی کہ محققین اہل سنت والجماعت یزید کی بخشش کے بھی قائل ہیں اور صواعق محرقہ ص۲۲ سے قول غزالی پیش کیا۔ کہ یزید پر لعنت نہ کرنی چاہیئے کیونکہ وہ عند اہل سنت مومن ہے۔ جب مولوی دوست محمد قریشی اور مولوی محمد صدیق نے شور مچایا کہ یہاں لفظ خلیفہ ہے امام نہیں۔ تو مبلغ اعظم نے فرمایا کہ اولاً تو شرح فقہ اکبر کے اس ص

پر دیکھو امام کا لفظ موجود ہے۔ اس بارہ والی روایت کی تمہید کی یہ عبارت موجود ہے والروافض تو الى ببدل لعشرة المبشرة بالجنة اثنا عشر اماما وقد يأتى ذكر الائمة الاثنى عشر الا على صفة فرد قولهم وبطلانه۔ ـــــ کہ روافض نے عشرہ مبشرہ کے بارہ اماموں کی محبت شروع کردی ہے۔ حالانکہ ذکر ائمہ اثنا عشر نہیں کیا۔ مگر ایسی صفت پر جو ان کے قول کی رد کرتا ہے اور اس کو باطل کرتی ہے۔

اس پر آپ نے فرمایا۔ بتاؤ کیا ذکر الائمة الاثنى عشر کے بعد الا استثناء کا ہے یا نہیں۔ اگر ہے تو یہ حدیث بقول ملا علی قاری شیعوں کے بارہ اماموں کی صفت ہوگی نہ شیعوں کے۔ اگر یہاں ذکر نہیں ہوتا تو بھی آپ کے نزدیک خلیفہ اور امام میں کوئی فرق نہیں۔ کیونکہ ابوبکر کا قول الائمة من القريش شرح عقائد نسفی ص۱۱۰ یعنی امام قریش سے ہوں گے اور بارہ خلفاء والی حدیث میں بھی لفظ قریش موجود ہے اثنا عشر قریش ذکر میں کتاب صحیح مسلم ص۱۲۹ سے پیش کرچکا ہوں اور وہاں بھی لفظ امیر ہے۔ معلوم ہوا کہ آپ کے نزدیک لفظ امیر اور خلیفہ میں کوئی فرق نہیں۔ جو آپ کے امام ہیں وہی آپ کے خلیفہ ہیں اور جو خلیفہ ہیں وہی امام۔

آپ کا یہ کہنا۔ وہاں یہ بھی تحریر نہیں ہے کہ یہ اہل السنت کے امام تھے۔ بلکہ وہاں تو ان بادشاہوں کا ذکر ہے جن پر لوگ کثیر تعداد میں جمع ہوتے ہوں۔ تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ یہ بارہ آپ کے امام نہیں ہیں تو کیا ہے۔

الحق ما شهدت به الاعداء۔ مجھے یہی آپ کو سنانا چاہتا تھا کہ یہ امام نہیں بلکہ بادشاہ ہیں۔ پھر ان بارہ میں پہلے تین ابوبکر، عمر اور عثمان ہیں۔ معلوم ہوا کہ یہی بادشاہ اجماعی ہیں امام اور خلیفہ نہیں۔ اور ان کے بعد چونکہ یزید اور معاویہ کا ذکر ہے اور بارہ کے ایک سلک میں منسلک ہیں۔ معلوم ہوا کہ جیسے معاویہ اور یزید بادشاہ ہیں ویسے ہی یہ بادشاہ تھے اگر آپ یہی کہہ دیتا تھا کہ یہ امام حق نہیں بلکہ بادشاہ ہیں تو اتنا وقت کیوں ضائع کیا۔ مجھے بھی اقرار کرتا ہوں کہ یہ معاویہ اور یزید جو وہاں درج ہیں بادشاہ ہیں۔

اس کے بعد مبلغ اعظم نے فرمایا کہ حضرات! یہ تو ان کے خلیفہ ہیں مگر ہمارے تو وہ ہیں جن کی شان میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ ولنبلونكم بشىء من الخوف

والجوع ونقص من الاموال والانفس والثمرات وبشر الصابرین الذین اذا اصابتہم مصیبۃ قالوا انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اولئک علیہم صلوٰۃ من ربہم ورحمۃ واولئک ہم المہتدون۔ پ ۲

جن کو خوف اور بھوک و پیاس سے آزمایا گیا۔ اور مالوں اور جانوں اور پھلوں سے ان کی آزمائش ہوئی۔ مگر وہ نہ گھبرائے نہ پہاڑوں پر چڑھے لاتحزن کی تسلی کے محتاج ہوئے بلکہ ہر چیز قربان کر کے صلوٰۃ و درود کے مصداق ہوئے۔ ان پر خدا کی رحمت برسی وہ ہادی و ہدایت یافتہ ہوئے۔ علم و حکمت، زہد و تقویٰ، عبادت و طہارت، شجاعت، سخاوت ان سے لوگوں نے سیکھی۔ ان کی نعشیں گھوڑوں کی ٹاپوں سے پامال ہوئیں۔ راہ حق میں شہید ہوئے۔ ان کا خوف ظہور مہدیؑ کے وقت امن سے بدل جائے گا۔ خلافت کے دونوں زمانے ان کو نصیب ہوئے اول خوف کا دوسرا من بعد خوفہم امنا کا۔ اہل السنت کا یزید خلیفہ ہے اور ہمارا حسینؑ خلیفہ ہے جس کی لاش اطہر پر اس کی بہن نے فرمایا انت خلیفۃ الماضین وثمال الباقین۔

آخری تقریر مولوی محمد صدیق نے پانچ منٹ کی جس میں وہ کوئی نئی بات پیش نہ کر سکا وہی پرانے دلائل دہراتا رہا جیسا کہ ان کی روئیداد کے صفحہ پر ذکر ہے کہ "آخری تقریر میں کوئی نئی دلیل پیش نہ ہو سکی"۔ سنیوں کے چہرے فق ہو گئے۔ شیعہ باوجود روکنے کے خوشی کے نعرے لگا رہے تھے۔ پبلک نے اندازہ لگا لیا کہ دو تو خلافت کے پلے حقائق تھے اور نہ ان کے مریدوں کے اگر ان لوگوں کو حقائق سے دور کا بھی واسطہ ہوتا تو اس قسم کے کھوکھلے دلائل دیکر سنیوں کی مٹی پلید نہ کرتے۔ محمد یعقوب ہاشمی نے اور مولوی دوست محمد نے خفت مٹانے کے لئے مولوی محمد صدیق کو پانچ پانچ روپے دیئے اور چند آنے اور دو قیاں اور بھی لوگوں نے محمد صدیق کو دیں جن کا شمار نہیں ہو سکا۔ موٹی رقمیں یہی تھیں۔

اسلام کے دامن میں بس دو ہی تو چیزیں ہیں
اک ضرب ید اللہی اک سجدۂ شبیری

مناظرہ نمبر ۲

موضوع مناظرہ

اسلام و ایمان شیعہ

مسئلہ ہے

مبلغ اعظم مولانا محمد اسماعیل صاحب آف گوجرہ

معترض

مولوی محمد صدیق صاحب آف تاندلیانوالہ

تقریر مناظر شیعہ مبلغ اعظم مولانا محمد اسماعیل صاحب

خطبہ کے بعد مبلغ اعظم نے آیۂ مبارکہ اِنَّ مِنْ شِیْعَتِہٖ لَاِبْرَاهِیْمَ پڑھا۔ واقعتاً کہ تحقیق اُسی کے تابعداروں سے ابراہیم ہے" تلاوت کی۔ اس کے بعد فرمایا کہ حضرات! اس موضوع کا مطلب یہ دیکھنا ہے کہ شیعہ مومن اور مسلم ہیں کہ نہیں؟ سو یہ آسان بات ہے، ایمان اور اسلام کی تعریف کر کے دیکھ لیجئے کہ وہ کون کون سی چیزیں ہیں جن پر ایمان فرض ہے اور وہ کون سے ارکان ہیں جن کا نام اسلام ہے۔ وہ چیزیں اگر شیعوں میں پائی جائیں تو شیعہ مومن اور مسلم ہیں اور اگر نہ پائی جائیں تو نہیں۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ شیعوں کے نزدیک واجب الایمان تین چیزیں ہیں توحید، نبوت، اور قیامت، سو بفضلہ تعالیٰ شیعوں کا ان تینوں پر کامل ایمان ہے۔

مبلغ اعظم نے کتب شیعہ سے توحید، نبوت اور قیامت کے متعلق عبارتیں پڑھ کر اپنا عقیدہ ظاہر کیا اور فرمایا کہ مولوی عبد الشکور صاحب کو چاہیئے کہ وہ ہمیں ایمان اور اسلام سے خارج کرنے کے لئے ہماری کتابوں سے توحید، نبوت اور قیامت کا انکار دکھائیں۔ ہم اللہ کو وحدہ لاشریک، انبیاء علیہم السلام کو معصوم مبعوث من اللہ اور قیامت کو یعنی حشر اجساد مانتے ہیں یعنی قیامت کو انہی جسموں کے ساتھ اٹھنے کے قائل ہیں۔ چنانچہ آپ نے اعتقادیہ شیخ صدوق صفحہ ۱ سے اپنے دعویٰ کی تائید میں یہ عبارت پڑھی۔

اعلم ان اعتقادنا فی التوحید ان اللہ واحدٌ احدٌ لیس کمثلہ شیءٌ قدیمٌ لم یزل ولا یزال سمیعاً بصیراً علیماً حکیماً حیاً قیوماً عزیزاً قدوساً عالماً قادراً غنیاً لا یوصف بجوهر ولا حرکة ولا سکون ولا زمان وانہ تعالیٰ متعال عن جمیع صفات خلقہ خارج عن الحدین حد الابطال وحد التشبیہ و

شیءٌ لا کالاشیاء احدٌ صمدٌ لم یلد فیورث ولم یولد فیشارک ولم یکن لہ کفواً احد ... ومن نسب الی الامامیة غیر ما وصف فی التوحید فهو کاذب۔

ترجمہ:- واضح ہو کہ ہمارا عقیدہ توحید میں یہ ہے کہ اللہ ایک ہے یکتا ہے۔ کوئی چیز اس کی مثال نہیں۔ وہ قدیم ہے ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا۔ وہ سننے والا دیکھنے والا [illegible] ہے۔ وہ زندہ ہے اسے زوال نہیں۔ وہ غالب ہے [illegible] ہے۔ وہ عالم ہے۔ وہ قادر ہے۔ وہ محتاج نہیں۔ نہ وہ جوہر ہے اور نہ عرض۔ نہ وہ جسم ہے اور نہ صورت۔ نہ وہ خط ہے اور نہ وہ سطح۔ نہ وہ ثقل ہے اور نہ خفت۔ نہ وہ حرکت ہے اور نہ سکون۔ نہ وہ مکان ہے نہ زمان۔ وہ اپنی مخلوق کی صفتوں سے برتر ہے۔ اللہ دونوں حدوں سے خارج ہے۔ حد ابطال یعنی یہ کہ اس کے کمال (وجود) سے انکار اور حد تشبیہ یعنی یہ کہ اس کا کمال مخلوق کے مشابہ ہو۔ وہ شئے ہے مگر اشیاء کے مانند نہیں۔ وہ یکتا بے نیاز ہے۔ نہ اس سے کوئی پیدا ہوا کہ اسے اپنا وارث بنائے۔ اور نہ وہ کسی شئے سے پیدا ہوا کہ اس کا شریک کہلائے۔ کوئی اس کا ہمسر اور ہم برابر نہیں۔ جو شخص مذہب امامیہ کی طرف ان کے ماسوا کو نسبت دے جو توحید میں مذکور ہوئے وہ جھوٹا ہے۔

اس کے بعد آپ نے نہج البلاغۃ اور صحیفہ سجادیہ سے توحید اور حمد کے خطبوں کی طرف توجہ دلائی اور فرمایا کہ جو شخص اللہ کی توحید کی معرفت حاصل کرنا چاہے وہ آئمہ علیہم السلام کے کلام میں توحید اور معرفت کے [illegible] دریا [illegible] کا بجائے حضرت کے انوار [illegible]

[illegible]

عقیدۂ نبوت

آپ نے فرمایا کہ ہم انبیاء علیہم السلام کو مبعوث معصوم [illegible] اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کافۃ للناس رحمۃ للعالمین۔ خاتم النبیین مانتے ہیں۔ اس کے بعد آپ نے نہج البلاغۃ جلد اول صـ ۱۸۵

سے جناب امیر المومنین علیہ السلام کا یہ کلام فاستودعھم فی افضل مستودع واقرھم فی خیر مستقر تناسختھم کرائم الاصلاب الی مطھرات الارحام کلما مضی منھم سلف قام منھم بدین اللہ خلف حتی افضت کرامۃ اللہ سبحانہ الی محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم فاخرجہ من افضل المعادن منبتاً واعز الارومات مغرسا من الشجرۃ التی صدع منھا انبیاءہ وانتخب منھا امناءہ۔

ترجمہ:- انبیاء علیہم السلام کو امین بنایا۔ بہترین امانت میں اور بہترین مقام میں ان کو قرار بخشا۔ ان کو شریف پشتوں، پاک رحموں کی طرف منتقل کیا، ان میں سے جب کوئی بزرگ گذرا تو دین خدا کے قیام کے لئے دوسرا ان میں سے خلیفہ ہو گیا۔ حتیٰ کہ خدا کی کرامت نے ان تمام شرافتوں کو محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم تک پہنچا دیا۔ پس آپ کو خدا نے بلحاظ منبع و مولد بہترین معادن یعنی خاندان اور بلحاظ پیدائش عزیز ترین خاندان میں پیدا کیا۔ وہ ایسا شجرہ طیبہ ہے جس سے آپ نے اپنے انبیاء کو منصوص کیا اور اپنے امینوں کو چنا۔

ختم نبوت

مبلغ اعظم نے اس کے بعد فرمایا۔ ہم حضور کو خاتم النبیین مانتے ہیں۔ جیسا کہ ہمارے مولا جناب امیر علیہ السلام نے فرمایا کہ بابی انت وامی یا رسول اللہ لقد انقطع بموتک ما لم ینقطع بموت غیرک من النبوۃ والانباء واخبار السماء۔

ترجمہ:- یعنی یا رسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔ آپ کی موت سے وہ چیز قطع ہو گئی جو آپ کے غیر کی موت سے قطع نہیں ہوئی تھی یعنی اخبار وحی اور اخبار آسمانی۔ دیکھئے نہج البلاغت جلد ۱ ص۲۵۵ مطبوعہ مصر۔ پھر آپ نے اصول کافی مطبوعہ ایران ص[illegible] سے بقول صادق آل محمد و باقر علوم انبیاء

[illegible]

علیہم السلام سے یہ حدیث پڑھی لقد ختم اللہ بکتابکم الکتب و ختم بنبیکم الانبیاء۔ کہ اے اہل شیعہ کے بندو! [illegible] تمہاری کتاب کے ساتھ تمام کتابوں کو ختم کر دیا اور تمہارے نبی کے ساتھ تمام نبیوں کو ختم کر دیا۔ پھر آپ نے اعتقادیہ شیخ صدوق ص۵ سے اعتقاد [illegible] بعد الموت [illegible] الاعتقاد فی الحوض الکوثر اور اعتقاد فی الشفاعت پیش کیا۔

اس کے بعد مبلغ اعظم نے فرمایا کہ حضرات اب

مولوی محمد صدیق اور اس کے مذہب کا عقیدہ

بھی سن لیجئے۔ ارشاد فرمایا کہ شیعوں کا تو عقیدہ [illegible] ہے [illegible] معصوم ہیں اور [illegible] یہ لوگ آ [illegible] کا ختم نبوت کیا [illegible] قیامت [illegible] عدل خدا [illegible] کے قائل ہیں [illegible] کا یہ حال ہے کہ روز قیامت خدا [illegible] اپنا قدم جہنم میں ڈال دے گا۔ جیسا کہ صحیح بخاری جلد ۲ [illegible] اور کتاب الاسماء والصفات بیہقی کے ص۲۵۳ مطبوعہ الہ آباد ہند، اور اس کی پنڈلی [illegible] اور اس کا بازو و بالشت، انگلیاں اور ہتھیلی سب موجود ہیں [illegible] کتاب الاسماء والصفات ص۲۳۰ اور عدل خداوندی کا یہ حال ہے کہ [illegible] ضرب کر دیتے ہیں۔ باقی رہا عصمت انبیاء کا عقیدہ تو اہل سنت کی تفسیر کبیر [illegible] ہیں یہ اس کے ص[illegible] کی عبارت سنئے کہ

فاعلم ان بعض الناس ذھب الی انہ کان کافرا فی اول الامر ثم ھداہ اللہ وجعلہ نبیا قال الکلبی وجدک ضالا یعنی کافرا فی قوم ضلال فھداک للتوحید وقال السدی کان علی دین قومہ اربعین سنۃ وقال مجاھد وجدک ضالا عن الھدی فھداک لدینہ۔

یعنی علمائے اہل السنت سے بعض لوگ اس طرف گئے ہیں کہ حضور ابتدائے امر میں کافر تھے (معاذ اللہ) پھر اللہ نے آپ کو ہدایت کی اور نبی بنایا۔ اور کلبی نے کہا ہے کہ

تو وجدک ضالاً [illegible] کا یہ مطلب ہے کہ خدا نے حضور کو قوم گمراہوں کا فرمایا۔ یعنی توحید کی [illegible] سال تک اپنی قوم کے [illegible] اور [illegible] کا یہ مطلب ہے کہ خدا نے آپ کو ہدایت سے گمراہ پایا [illegible] ہدایت کی۔

[illegible] اعظم نے پوچھا حضور یہ سند کی [illegible] مجاہد وغیرہم کس مذہب کے ہیں اور تفسیر کبیر کس مذہب والوں کی کتاب ہے؟ اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ اگر حضور اصلاب طاہرہ سے ارحام طاہرہ کی طرف ہوتے آئے ہیں تو پھر تم حضور کے آباؤ اجداد کو کافر و مشرک [illegible] انما المشرکون نجس کو [illegible] مشرک نجس ہیں [illegible] نجس ہوگا وہ طاہر کیسا؟ اگر کافر و مشرک نہیں کہتے ہو تو تمہاری ان کتابوں کا کیا مطلب ہوا؟ اگر [illegible] کی تسلی نہ ہو تو دیکھئے یہ فقہ اکبر ہے [illegible] کی عبارت سنیئے و والدا رسول اللہ ماتا علی الکفر [illegible] امام اعظم ابو حنیفہ حضور کے والدین [illegible]

[illegible] سے [illegible] آباؤ اجداد رسالتمآب شیعہ سنی کے اعتقاد [illegible]

قالت الشیعۃ ان اجماعاً من اٰباء الرسول علیہ الصلوٰۃ والسلام و اجدادہ [illegible]

[illegible] کے آباؤ اجداد میں سے کوئی بھی کافر نہ تھا [illegible] دلیل دیتے ہیں [illegible] فقد [illegible] ان قال رسول اللہ [illegible] اہل سنت کے اصحاب کا یہ زعم ہے کہ حضور کا والد [illegible]

[illegible] اعظم نے [illegible] ہے مذہب سنی کا [illegible]

[illegible]

ختم نبوت

[illegible]

[illegible] مرزا قادیانی جیسے [illegible]

کیا [illegible] سے [illegible]

[illegible] آپ نے [illegible]

[illegible] خاتم النبیین [illegible]

[illegible]

یعنی حضور کے بعد کسی نبی کا آنا خدا کے قول خاتم النبیین کے خلاف ہے

[illegible]

[illegible]

[illegible] علماء کے [illegible] آپ نے فرمایا [illegible] اور الاعتقاد کے عالم [illegible] ختم نبوت کے [illegible] مرزا قادیانی کے [illegible]

اگر مرزا قادیانی کافر ہے تو ملا علی قاری کیوں نہیں؟

یہ ہے تمہاری ختم نبوت جس کے بیچ [illegible] ایمان ثابت ہو رہا ہے [illegible] شیعہ [illegible] اسلام [illegible] بنی الاسلام علی خمس شہادۃ ان لا الہ الا اللہ وان محمداً رسول اللہ واقام الصلوٰۃ وایتاء الزکوٰۃ والحج وصوم رمضان [illegible]

[illegible] حضور نے فرمایا [illegible] نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ [illegible]

آپ نے پوچھا کہ اگر شیعہ خارج از اسلام ہیں [illegible] اسلام میں [illegible]

[illegible] ارشاد ہے شرع لکم من الدین ما وصی بہ نوحاً [illegible] اور مذہب شیعہ کا [illegible] حضرت ابراہیم [illegible]

چونکہ ان من شیعتہ لابراھیم یعنی باقی شریعت حضرت نوحؑ ہیں اور ان کے شیعہ حضرت ابراہیمؑ اور ہم ساری امتیں ملت ابراہیمؑ پر چلنے والے لوگ ہیں۔ پھر آپ نے فرمایا کہ مذہب شیعہ جب محمدؐ و آل محمد علیہم السلام کا مذہب ہے تو ان لوگوں کے مومن و مسلمان ہونے میں کیا کلام ہے۔ کیا محمدؐ و آل محمد علیہم السلام کے متبع بھی کافر ہو سکتے ہیں؟ چنانچہ آپ نے اپنے دعویٰ کے اثبات میں مندرجہ ذیل ثبوت اہل سنت کی کتابوں سے پیش کئے۔

۱۔ شرح مواقف ص۶۲۵ الفرقۃ الثانیۃ فی کبار الفرق الاسلامیۃ الشیعۃ الذین شایعوا علیا وقالوا انہ الامام بعد رسول اللہ بالنص اما جلیا واما خفیا واعتقدوا ان الامامۃ لا تخرج عنہ وعن اولادہ۔

یعنی اسلام کے بڑے فرقوں سے دوسرا فرقہ شیعہ ہے اور شیعہ وہ لوگ ہوتے ہیں جنہوں نے علی علیہ السلام کی پیروی کی ہے اور وہ اس امر کے قائل ہیں کہ بعد رسولؐ علیؑ امام حق ہے ساتھ نص کے۔ خواہ نص جلی ہو یا خفی۔ اور ان کا یہ اعتقاد ہے کہ امامت علیؑ اور اولاد علیؑ سے باہر نہیں جا سکتی۔

۲۔ الملل والنحل مطبوعہ بمبئی ص۴۷ میں بھی شیعہ کی یہی تعریف ہے۔

۳۔ تاریخ طبری جلد ۶ ص۳۴ مطبوعہ مصر ثبت علیہ الشیعۃ فقالوا فی اعناقنا بیعۃ ثانیۃ نحن اولیاء من والیت واعداء من عادیت۔

کہ جب علی علیہ السلام کو اصحاب جمل اور اصحاب جنگ صفین اور قوم خوارج نے چھوڑ دیا تو شیعہ حضرات علیؑ کے ساتھ ثابت قدم رہے اور کہا کہ اے امیر المومنینؑ! ہماری گردن میں دوبارہ بھی آپ ہی کی بیعت ہے۔ ہم اُن کے دوست ہیں جن کے آپ دوست ہیں اور اس کے دشمن ہیں جس کے آپ دشمن ہیں۔

۴۔ قاموس جلد ۳ ص[illegible] اور

۵۔ تفسیر مدارک مطبوعہ ہند ص[illegible] حاشیہ [illegible] سے بھی شیعہ کی یہی تعریف پیش کی۔

جناب [illegible] نے فرمایا حضرات! اگر شیعہ اسلام و ایمان سے خارج ہوتے تو حضورؐ [illegible] بعد علیؑ و اولاد [illegible]

شیعہ کے حق میں پیشین گوئی

کیوں فرماتے کہ عن جابرؓ بن عبد اللہ قال کنا عند النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فاقبل علی فقال النبی والذی نفسی بیدہ ان ھذا و شیعتہ لھم الفائزون یوم القیامۃ۔

کہ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تحقیق ہم حضورؐ کے پاس بیٹھے تھے۔ پس حضرت علیؑ آئے پس نبی کریمؐ نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے تحقیق یہ علیؑ اور اس کے شیعہ روز قیامت فوز کامیاب اور نجات پانے والے ہوں گے۔

دیکھئے تفسیر فتح القدیر جلد ۵ ص۴۶۴ اور [illegible] تفسیر در منثور جلد ۶ ص۳۷۹ اور تفسیر ابن جریر جلد ۳ [illegible] میں بھی یہی روایت موجود ہے۔ کیا اب بھی شیعوں کے اسلام اور ایمان میں شک ہے؟ [illegible] صواعق محرقہ ص۹۶ کی عبارت بھی [illegible] عبارت فتح القدیر میں بھی ہے۔

عن ابن عباس رضی اللہ عنہ قال لما نزلت ھذہ الآیۃ ان الذین امنوا وعملوا الصلحت اولئک ھم خیر البریۃ قال رسول اللہ [illegible] ھو انت وشیعتک یوم القیامۃ راضین مرضیین الآیۃ

کہ حضرت عبد اللہ بن عباس سے روایت ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی کہ تحقیق وہ لوگ جو ایمان لائے اور انہوں نے اچھے اعمال کئے وہ ساری دنیا سے بہتر ہیں۔ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امیر المومنینؑ کو فرمایا کہ وہ آپ اور آپ کے شیعہ ہیں۔ روز قیامت خدا ان سے راضی ہوگا اور وہ خدا سے راضی ہوں گے۔

حضرات! یہ حق [illegible]

سطور [illegible] اپنی دیانت کا ثبوت دیا ہے [illegible] مناظر مولوی محمد صدیق صاحب نے جو تقریر کی یا بعد میں [illegible] مطبوعہ [illegible] ص۱۹ سے نقل کرتے ہیں۔

مناظر اہل سنت کی تقریر

حضرات! مولوی محمد اسماعیل صاحب نے ان من شیعتہ لابراہیم پڑھ کر لوگوں کو مغالطے میں مبتلا کر دیا ہے۔ کیونکہ بات موجودہ شیعوں کے ایمان اور اسلام کی ہو رہی ہے۔ حضرت ابراہیم شیعہ تھے یا سنی اس میں گفتگو نہیں ہے۔ مولوی صاحب نے خواہ مخواہ غلط بحث کر دی ہے۔

نیز حضرات! ابراہیم علیہ السلام بھی کسی کے تابعدار ہوں۔ نیز حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کبھی بھی اپنے کو شیعہ نہیں کہا بلکہ کان حنیفا مسلما یعنی وہ پاک مسلمان تھا اور اگر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے متعلق وارد شدہ لفظ شیعہ سے شیعہ مذہب کی حقانیت کو تسلیم کر لیا جائیگا تو مولوی صاحب جواب دیں۔

آیت ان الذین فرقوا دینہم وکانوا شیعا لست منہم فی شیء۔

ترجمہ: جن لوگوں نے دین کو ٹکڑے ٹکڑے کیا اور ہو گئے شیعہ۔ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم تو ان سے نہیں ہے۔

(ترجمہ مولوی محمد صاحب نے بھی اس آیت کا ترجمہ غلط کیا تھا مگر قرآن صاحب نے تو آیت ہی سے پڑھ کر دیکھا آیت اور ترجمہ ہماری جوابی تقریر میں ملاحظہ فرمایئے)

آیت ان فرعون علا فی الارض وجعل اہلہا شیعا۔

ترجمہ: بیشک فرعون نے زمین میں تکبر کیا تھا اور اپنے اہل وعیال کو شیعہ بنا دیا تھا۔

آیت فوربک لنحشرنہم والشیاطین ثم لنحضرنہم حول جہنم جثیا ثم لننزعن من کل شیعۃ ایہم اشد علی الرحمن عتیا۔

ترجمہ: پس تیرے رب کی قسم ہم ان کو اور شیطانوں کو قیامت کے دن اکٹھا کر دیں گے۔ اس کے بعد حاضر کریں گے دوزخ کے ارد گرد ان کو زانو کے بل۔ پھر ضرور نکالیں گے تمام شیعوں سے اس شیعہ کو جو کہ رب کا سب سے بڑا نافرمان ہے۔

مولوی محمد صدیق مناظر اہل سنت نے اس قسم کی متعدد آیتیں پڑھ کر ثابت فرمایا کہ شیعہ سے مراد اگر مذہب شیعہ ہے تو پھر مولوی صاحب فرمائیں کہ ان آیات کا جواب دے۔

نہج البلاغہ میں مطبوعہ مصر ہے۔ قال علی علیہ السلام سیہلک فی صنفان محب مفرط یذہب بہ الحب الی غیر الحق۔

حضرت علی نے فرمایا۔ میرے متعلق دو گروہ ہلاک ہوں گے۔ ایک وہ جو حد سے زیادہ محبت کی وجہ سے حق کو چھوڑ دیں گے۔ ظاہر ہے کہ اس سے مراد اہل تشیع کے سوا اور کوئی نہیں معلوم ہوا کہ تم اس سے مطابق ارشاد حضرت علی مرتضیٰ ہلاک ہونے والے ہو اور ناحق مذہب سے وابستہ ہو۔

شیعہ مناظر کی تقریر

مبلغ اعظم نے اپنے پیش کردہ دلائل کا سنی مناظر سے جواب نہ پاتے ہوئے اپنی دوسری تقریر میں بھی دوبارہ ان من شیعتہ لابراہیم کی آیت تلاوت کرنے کے بعد فرمایا کہ حضرات! مولوی محمد صدیق صاحب نے میری پیش کردہ عبارتوں کا کوئی جواب نہیں دیا۔ مگر بجائے ان کی ہر بات اور ہر اعتراض کا جواب عرض کرتا ہوں۔

نوٹ از مؤلف:۔ حضرات یہاں پر مولوی محمد صدیق صاحب کی اصل تقریر اور رودادِ نقل کردہ تقریر کا اختلاف ہو گیا ہے۔ دوران تقریر مولوی محمد صدیق صاحب نے ان من شیعتہ لابراہیم کے جواب میں کہا تھا کہ حضرت ابراہیم آذر کی پارٹی سے ہیں اور ان من شیعتہ کی ضمیر کا مرجع آذر ہے۔ مطلب یہ کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام گروہ آذر سے تھے۔ اس پر مبلغ اعظم نے سنی تفاسیر کا انبار میز پر لگا دیا کہ دیکھو من شیعتہ کی ضمیر حضرت نوح علیہ السلام کی طرف جاتی ہے۔ مطلب یہ کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نوح علیہ السلام کے شیعہ تھے۔ چونکہ مولوی محمد صدیق صاحب مناظر کو حضرت کیلیانوالہ کی تفصیل ...

کے جواب سے عاجز آ گئے ہوئے تھے اور اب اس مناظرہ میں بھی ان کا حیدر کے بجائے کی بجائے دم بخود ہو کر رہ گئے اور ان کے اپنے ہم مسلک احراری تبلیغی اور دیوبندی علماء نے بھی ان کی ملامت کی۔ لہٰذا اپنا مرتب کردہ روئیداد میں اصل تقریر کو چھپا گئے۔ تاکہ حلقہ علماء میں آپ کی رسوائی نہ ہو۔ مگر ؎

بہر رنگے کہ خواہی جامہ مے پوش
من انداز قدت را می شناسم

یہ ہے ان حضرات کی دیانت لعنۃ اللہ علی الکاذبین۔

یہ جو لکھا ہے کہ بات موجودہ شیعوں کے ایمان دار ہونے میں چل رہی ہے لہٰذا ابراہیمؑ شیعہ تھے یا سنی اس میں گفتگو نہیں۔

یہ میرے دوستوں کی چالاکی ہے۔ بات اسی میں ہے کہ حضرت ابراہیمؑ شیعہ تھے یا سنی۔ کیونکہ وہ ہمارے امام ہیں اور ہمیں حکم خداوندی بھی ہے کہ فاتبع ملۃ ابراهیم حنیفا۔ یعنی دیگر مذاہب سے بیزار ہو کر ملت ابراہیمؑ کا اتباع اور پیروی کرو۔ سو ہمارا دعویٰ ہے کہ ہم شیعیان حیدر کرار حضرت ابراہیمؑ کی اصل ملت پر ہیں۔ اور ملت ابراہیمی میں صلوٰۃ درود؛ محمد و آل محمد اور ابراہیمؑ و آل ابراہیمؑ پر ہوتا ہے جس کا معنی یہ ہے کہ امامت و خلافت حضرت ابراہیمؑ سے لے کر محمد مصطفیٰ تک آل ابراہیم کا حق ہے اور محمد مصطفیٰ سے لے کر قیامت تک آل محمد کا حق اور یہی عقیدہ شیعہ ہے۔

اصول و فروع میں کون سی بات موجودہ شیعوں کی ملت ابراہیمی کے خلاف ہے؟ اور جو ارشاد فرمایا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نبی تھے اور شیعہ تبیع کے معنی کے ساتھ مستعمل ہوتا ہے۔ ورنہ لازم آئے گا کہ حضرت ابراہیمؑ بھی کسی کے تابعدار ہوں۔ تو یہ مولوی محمد صدیق اور ان کے رفقاء کی بے عقلی پر دال ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ حضرت ابراہیمؑ نبی بھی تھے اور تابعدار بھی۔ نبوت اور اتباع میں کوئی تضاد نہیں۔ فبهداهم اقتده حضورؐ کو حکم ہے کہ آپ سابقہ انبیاء کی اقتداء کرو۔ اور فاتبع ملۃ ابراهیم میں بھی حضورؐ کو یہی حکم ہے کہ آپ ملت ابراہیمؑ کی تابعداری کرو۔ نبی ہونا اس کے منافی نہیں کہ دوسرے کا اتباع کیا جائے۔ حضرت ابراہیمؑ

اپنی جگہ پر مستقل نبی بھی تھے اور حضرت نوح علیہ السلام کے تابعدار بھی تھے۔ یہی ترجمہ شاہ عبدالقادر اور شاہ رفیع الدین نے کیا ہے اور یہی سنی تفاسیر میں لکھا ہے دیکھو درس تفسیر جلالین ص۲۷۹ وان من شیعتہ ای ممن تابعہ فی اصل الدین لابراهیم وان طال الزمان بینهما وهو الفان وستمائۃ واربعون سنۃ وکان بینهما هود وصالح کہ ان من شیعتہ کا ترجمہ ہے کہ حضرت ابراہیمؑ ان لوگوں سے تھے جنہوں نے حضرت نوح علیہ السلام کی اصول دین میں تابعداری کی۔ اگرچہ ان دونوں کے درمیان بہت دراز عرصہ گزر چکا تھا یعنی دو ہزار چھ سو چالیس سال اور دو نبی ہودؑ اور صالح علیہ السلام بھی ان دونوں کے درمیان گزر چکے تھے۔ اور یہی دیگر اہل سنت کی تفاسیر میں بھی ہے۔ باقی رہے مولوی محمد صدیق صاحب کی پیش کردہ آیات۔ سو ان میں بھی ان کی دیانت و خیانت اور جہالت کا نمونہ دیکھ لیجئے۔

آیت ۱۔ ان الذین فرقوا دینهم وکانوا شیعا لست منهم فی شیء۔ اس کا مولوی صاحب نے ترجمہ کیا ہے۔ کہ جن لوگوں نے دین کے ٹکڑے ٹکڑے کیا اور بن گئے شیعہ۔ اسے محمد تو ان میں سے نہیں ہے۔

حضرات! اس میں مولوی محمد صدیق صاحب کی خیانت یہ ہے کہ لفظ شیعا جمع ہے۔ اور اس کا ترجمہ بن گئے شیعہ بصورت واحد کر دیا ہے۔ جمع کا ترجمہ واحد کرنا جہالت نہیں تو اور کیا ہے؟ بسا اوقات کسی شے کا واحد اچھا ہوتا ہے اور جمع بری جیسے ارباب متفرقون خیر ام اللہ الواحد القهار کی آیت صاف بتا رہی ہے کہ لفظ رب جو واحد ہے بہتر اور اس کی جمع ارباب بری ہے۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ ارباب نہ بناؤ۔ تو رب بھی نہ بناؤ۔ لفظ رب واحد توحید پر دال ہے۔ اور ارباب شرک پر۔ اسی طرح لفظ شیعہ جس کے معنی ایک مذہب، ایک ملت، ایک فرقہ اور ایک گروہ کے ہیں بہتر ہے، وحدت اسلامی پر دال ہے اور لفظ شیعا اس کی جمع جس کے معنی مختلف گروہ مختلف فرقے ہیں تشتت اور تفرق پر دال ہے۔ ان الذین فرقوا میں باب تفعیل خود فرقوں کی کثرت پر دلالت کرتا ہے۔ یہ وحدت اسلامی اور اتحاد بین المسلمین کے خلاف ہے۔ چنانچہ یہی ترجمہ اس آیت کا اہلحدیث اور اہلسنت

کی مستند کتاب اعلام الموقعین جلد ۲ صفحہ ۲۳۲ مطبوعہ مصر پر علامہ ابن قیم فرماتے ہیں کہ:
لا۔ فقد الذین فرقوا دینهم وکانوا شیعا وهولاءهم اهل التقلید بتبیا لهم بخلاف اهل العلم فانهم و ان اختلفوا لم یفرقوا دینهم ولم یکونوا شیعا بل شیعة واحدة متفقة علی طلب الحق وایثارہ عند ظهورہ و تقدیمه علی کل ما سواہ فهم طائفة واحدة قد اتفقت مقاصدهم وطریقتهم فالطریق واحد والقصد واحد والمقلدون بالعکس مقاصدهم شتی و طرقهم مختلفة فلیسوا مع الائمة فی القصد ولا فی الطریق۔

ترجمہ: علامہ ابن قیم فرماتے ہیں کہ الذین فرقوا دینهم وکانوا شیعا سے مراد اہل تقلید ہیں جو جدا جدا اپنے اماموں کی تقلید کرتے ہیں یعنی حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی وغیرہ برخلاف اہل علم کے۔ پس وہ باوجود اختلاف فی المسائل کے اپنے دین میں تفرق نہیں پیدا کرتے اور نہ ہی وہ مختلف فرقے بنتے ہیں بلکہ ایک شیعہ ہو کر طلب حق پر متفق رہتے ہیں اور حق کو ہر چیز پر مقدم سمجھتے ہیں۔ فهم طائفة واحدة وہ ایک ہی مذہب اور گروہ کے پیروکار ہوتے ہیں۔ ان کا طریق، طریق واحد ہوتا ہے اور اس کے برخلاف مقلدوں کے مقاصد بھی مختلف ہوتے ہیں اور راستے بھی مختلف۔ لیکن وہ آئمہ حق کے ساتھ نہ قصد میں اور نہ ہی راستے میں حق ہوتے ہیں۔

حضرات! یہ ہے مطلب اس آیت کا کہ شیعہ واحد ہو نہ کہ متعدد مذاہب میں بٹ جاؤ۔ اور یہی مطلب ہے فرمان خداوندی واعتصموا بحبل الله جمیعا ولا تفرقوا کا۔ خدا نے اختلاف کرنے سے روکا ہے۔ مگر مولوی محمد صدیق صاحب ازراہ جہالت یا خیانت عوام کو مذہب شیعہ خیر البریہ کی ضد میں یہ آیت سنا دیتے ہیں۔

آیت ۵ ان فرعون علا فی الارض وجعل اهلها شیعا کا ترجمہ

مولوی صاحب نے یہ فرمایا ہے کہ بیشک فرعون نے زمین پر تکبر کیا تھا۔ اور اپنے اہل وعیال کو شیعہ بنا دیا تھا۔

واہ! عالم اہل حدیث اور پڑھے لکھے علماء میں منتخب شدہ مناظر کی یہ حالت
ناطقہ سر بگریباں ہے اسے کیا کہیے

حضرات! یہاں تو مولوی صاحب محمد صدیق اینڈ کمپنی نے تو کمال ہی کر دیا۔ مجھے تو ان کی علمیت اور عربی دانی میں بھی شک ہو رہا ہے اور حیرت کا مقام ہے کہ ابن قیم احراری، دیوبندی اور تنظیم اہل سنت کے علماء ان کے اردگرد بیٹھے رہے لیکن وہ انہیں نہیں سمجھا سکتے۔ اور اگر یہ سب کچھ عمداً ہی کیا یا کرایا جا رہا ہے تو جو قرآن مجید کے ساتھ ایسا عمداً کرے اس کا ٹھکانہ جہنم ہے۔ اب ذرا سنیے اهلها کی ضمیر مؤنث ہے اور فرعون مذکر اور ترجمہ فرمایا ہے کہ اپنے اہل وعیال اور ضمیر کو فرعون کی طرف پھیر دیا۔ حالانکہ وہ ارض یعنی زمین کی طرف پھر رہی ہے۔ حاصل مطلب یہ کہ فرعون نے زمین کے لوگوں کو مختلف مذاہب میں تقسیم کر دیا تاکہ باہم لڑتے رہیں اور اس کی شاہی کو کوئی خطرہ نہ ہو۔ چنانچہ شاہ عبدالقادر صاحب اس آیت کا یہ ترجمہ کرتے ہیں کہ فرعون چڑھ رہا تھا ملک میں، اور کر رکھے تھے وہاں کے لوگ کئی جتھے۔ اور شاہ رفیع الدین صاحب یہ ترجمہ کرتے ہیں کہ تحقیق فرعون نے تکبر کیا بیچ زمین کے اور کیا تھا لوگوں کو اس کے فرقے مختلف۔ اور تفسیر حسینی میں ہے کہ وجعل اهلها اہل مصر را از قبطیاں وسبطیان شیعا گروہ گروہ ہر گروہے را بکارے نامزد کردہ۔ اور تفسیر خازن صفحہ ۵۸ جلد ۲ میں ہے کہ او اختلفا بانا اعزو بینهم العداوة کی لا یتفقوا علیه یعنی فرعون نے اہل مصر کے کئی گروہ اور حزب بنا دیئے تاکہ ان میں عداوت رہے اور وہ اس کے برخلاف اتفاق کر کے اس کی حکومت کو نقصان نہ پہنچا سکیں۔

حضرات! یہاں بھی حق تعالیٰ نے مختلف فرقے بنے اور بنانے کی مذمت کی ہے نہ کہ شیعہ واحدہ، فرقہ واحدہ اور مذہب واحد کی اور ہمیشہ جب مختلف فرقے بنتے ہیں تو ایک فرقہ حق پر ہوتا ہے اور باقی مسعی لغو اور کاذب ہوتے ہیں۔ چنانچہ اہل مصر کے گروہوں میں بھی ایک گروہ حق پر تھا اور وہ حضرت موسیٰ کا گروہ تھا۔ جیسا کہ خداوند عالم نے اس آیت کے آگے یوں فرمایا ہے جسے ہم پوری آیت پیش کرتے ہیں۔ ان

فرعون علا فی الارض وجعل اھلھا شیعا یستضعف طائفۃ منھم یذبح ابناءھم ویستحیی نساءھم انہ کان من المفسدین۔

یعنی تحقیق فرعون نے تکبر کیا بیچ زمین کے، اور کیا تھا اس نے لوگوں کو مختلف فرقے۔ ضعیف جانتا تھا ایک فرقے کو ان میں سے اور ذبح کرتا تھا ان کے بیٹوں کو تحقیق تھا وہ مفسدوں سے۔

جناب اعظم نے فرمایا کہ حضرات! مولوی محمد صدیق صاحب سے پوچھو کہ طائفہ کی تفسیر شیعہ کی طرف جاتی ہے یا نہیں۔ اگر جاتی ہے تو شیعہ واحدہ اور طائفہ واحدہ جو بیچا یا نہیں اور وہ فرقہ بنی اسرائیل کا تھا یا نہیں و اور اسی فرقہ کی شان میں یہ آیت نازل ہوئی ہے یا نہیں کہ ودخل المدینۃ علی حین غفلۃ من اھلھا فوجد فیھا رجلین یقتتلان ھذا من شیعتہ وھذا من عدوہ فاستغاثہ الذی من شیعتہ علی الذی من عدوہ۔ پ سورہ قصص۔

یعنی موسیٰ علیہ السلام شہر میں لوگوں کی غفلت کے وقت داخل ہوئے پس اس میں آپ نے دو آدمی لڑتے ہوئے پائے۔ یہ آپ کے شیعوں میں سے تھا۔ اور یہ آپ کے دشمنوں میں سے۔ پس فریاد کی اس نے جو آپ کے شیعہ سے تھا۔ اوپر اس شخص کے جو آپ کے دشمنوں سے تھا۔ دیکھئے اس آیت نے صاف فیصلہ کر دیا کہ فرعون نے اگرچہ زمین میں بے شمار گروہ بنا دیئے تھے مگر سچا گروہ بنی اسرائیل کا تھا اور انہی کا نام شیعہ موسیٰ ہے۔ باقی خدا و رسول کے عدو یعنی دشمن تھے۔ اور یہی مطلب ہے حضور رسالتمآب صلعم کی اس حدیث کا ستفترق امتی علی ثلاثۃ وسبعین فرقۃ کلھم فی النار الا ملۃ واحدۃ (اللالی باب افتراق الامت)۔ یعنی میری امت کے تہتر فرقے ہو جائیں گے، تمام دوزخ میں جائیں گے۔ مگر ایک مذہب جنت میں جائے گا۔ اور دوسری حدیث میں حضورؐ نے فرمایا کہ جنت میں جانے والے علی اور ان کے شیعہ ہیں۔ جیسا کہ پہلی تقریر میں بیان کر چکا ہوں کہ وہ شیعہ ہیں بموجب اس حدیث کے یا علی انت وشیعتک فی الجنۃ (صواعق محرقہ ص)

آیت ۱۱ جو مولوی محمد صدیق صاحب نے پیش کی ہے کہ ثم لننزعن من کل

شیعۃ ایھم اشد علی الرحمٰن عتیا۔ (پ۱۶ سورۃ مریم)۔

اس آیت میں مولوی محمد صدیق صاحب نے پوری خیانت کا مظاہرہ کرتے ہوئے خوف خدا ملحوظ نہیں کیا اور عوام کو دھوکہ دینے کی پوری پوری کوشش کی ہے یا پھر ایمانداری سے علمی کا ڈھنڈورہ پیٹا ہے۔ حالانکہ اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ روز قیامت ہر امت میں سے ان لوگوں کو علیحدہ کر دیا جائے گا جو جاہل اور دوزخی ہیں۔ اور یہ کل مجموعی نہیں بلکہ انفرادی ہے اور من کل شیعۃ کا ترجمہ من کل امۃ ہے جیسا کہ بیضاوی شریف جلد ۲ صفحہ پر مذکور ہے۔ جسکے یہ بیضاوی میرے ہاتھ میں ہے خود دیکھ لیجئے من کل امۃ شایعت دینا ایھم اشد علی الرحمٰن عتیا من کان اعصیٰ و اعتیٰ منھم فنطرحھم فیھا وفی ذکر الاشد تنبیہ علی انہ تعالیٰ یعفو کثیرا من اھل العصیان۔

یعنی ہر امت میں سے جس نے کسی دین کی بھی پیروی کی ہے ہم نکالیں گے ان لوگوں کو جو رحمان کے بہت ہی نافرمان ہیں، اور ان کو جہنم میں ڈال دیں گے۔ اور بہت ہی نافرمان کی قید لگانے سے یہ ہے کہ خداوند تعالیٰ بہت سے گنہگاروں کو بخش دے گا۔ مگر جن کے گناہ ناقابل معافی ہوں گے ان کو داخل جہنم کرے گا۔

حضرات! اس آیت کا مطلب تو یہ بھی نہ نکلا کہ کل شیعہ یعنی ہر امت جہنم میں جائے گی۔ اور نہ ہی یہ نکلا کہ ہر گنہگار جہنم میں جائے گا۔ بلکہ یہ ثابت ہوا کہ از آدم تا خاتم علیہم السلام ہر امت کا نام باصطلاح قرآن پاک شیعہ ہے اور ہر امت داخل جنت ہوگی۔ مگر ان میں سے جن کے گناہ ناقابل معافی ہوں گے وہ علیحدہ کر دیئے جائیں گے۔ اور یہی مطلب ہے سورۃ یٰسین کی آیت کا کہ وامتازوا الیوم ایھا المجرمون۔ رہا یہ سوال کہ جہنم کے گرد تمام امتیں جمع ہوں گی تو کوئی حرج نہیں۔ اس کی تفسیر تو ساتھ ہی لکھی ہوئی ہے مگر مولوی محمد صدیق صاحب کو نظر نہیں آئی۔ سنئے میں دکھا دیتا ہوں۔ ارشاد ہے وان منکم الا واردھا کان علی ربک حتما مقضیا ثم ننجی الذین اتقوا ونذر الظالمین فیھا (پ۱۶ سورۃ مریم) کہ اور نہیں کوئی تم میں سے مگر وارد جہنم ہوگا۔ یہ تیرے رب کا حتمی فیصلہ ہے۔ مگر ہم نجات دیں گے ان کو جو پرہیزگاری کرتے رہے۔ اور

چھوڑ دیں گے گنہگاروں کو اسی میں گرے ہوئے اور یہی مطلب تھا من کل شیعۃ کا کہ روز قیامت شیعہ اور عقیل نافرمان علیحدہ علیحدہ کر دیئے جائیں گے۔

رہا نہج البلاغہ سے مولوی محمد صدیق کا یہ عبارت پیش کرنا قال علی علیہ السلام سیھلك فی صنفان محب مفرط یذھب بہ الحب الی غیر الحق۔ تو اس عبارت سے امیر المؤمنین علیہ السلام نے اس حدیث کا خلاصہ ارشاد فرمایا ہے جو مشکوٰۃ کے صفحہ ۵۶۵ پر بھی موجود ہے کہ:

عن علی قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم فیك مثل من عیسٰی ابغضتہ الیھود حتی بھتوا امہ واحبہ النصارٰی حتی انزلوہ بالمنزلۃ التی لیست لہ ثم قال یھلك فی رجلان محب مفرط یقرظنی بما لیس فی ومبغض یحملہ شنآنی علی ان یبھتنی (رواہ احمد)۔

یعنی حضرت علیؑ سے روایت ہے کہ رسول کریمؐ نے فرمایا کہ اے علیؑ تیرے اندر عیسٰیؑ کی صفات ہیں۔ اُن سے یہودیوں نے بغض کیا۔ حتّٰی کہ اس کی ماں پر بہتان لگا دیا۔ اور نصاریٰ نے اُس سے محبت کر کے اُسے اُس مقام تک پہنچا دیا جو اس کی منزلت نہیں۔ پھر امیر علیہ السلام نے فرمایا کہ میرے باب میں دو آدمی گمراہ ہوں گے ایک محب مفرط جو میری ایسی مدح کرے گا جو میری نہیں اور دوسرا مجھ سے بغض کرنے والا جس کو میری دشمنی میرے بہتان پر برانگیختہ کرے گی۔

اس کی تشریح کرتے ہوئے مبلغ اعظم نے فرمایا کہ حضرات! بیشک علیؑ کے بارے میں تین گروہ ہیں جیسا کہ حضرت عیسٰیؑ کے بارے میں ہیں۔ ایک وہ جو حضرت عیسٰیؑ کو گالیاں دینے والا ہے اور دوسرا ان کو ابن اللہ کہنے والا، تیسرا آپ کے اصلی منصب یعنی رسول اللہ، روح اللہ کو باذن اللہ ماننے والا۔ اور اسی طرح جناب امیر المومنینؑ کے باب میں بھی تین گروہ ہیں۔ دو اہل سنت کے اور ایک شیعہ کا۔ اہل سنت کے دو میں سے ایک صوفیاء ہیں جو حضرت علیؑ کو خدا تک کہہ جاتے ہیں۔ اور دوسرے ناصبی ہیں جن کے پیر و مرشد حضرت معاویہ ہیں وہ حضرت علیؑ کو گالیاں دیتے ہیں اور تیسرے شیعہ ہیں جو آپ کو امام معصوم منجانب اللہ، خلیفۂ رسولؐ اور صاحب معجزات باذن اللہ مانتے ہیں۔

وہی ان کو خدا کہتے ہیں اور نہ ہی آپ کے منصب حقہ سے نیچے گراتے ہیں۔

اس پر مبلغ اعظم نے اول اس بات کا ثبوت دیا کہ صوفیاء حضرت علیؑ کو خدا کہتے ہیں چنانچہ آپ نے تحفہ اثنا عشریہ اہل فارسی کے صفحہ سے یہ عبارت پیش کی کہ:

بعض کلمات مرتضوی راکہ در حالت سکر و غلبہ حال گر اولیاء اللہ راہی باشد مثل انا حی ولا یموت انا باعث من فی القبور انا مقیم القیامۃ۔

یعنی شاہ عبد العزیز صاحب محدث دہلوی فرماتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حالت مستی اور غلبہ حال میں جو اولیاء اللہ کا خاصہ ہے یہ فرمایا کہ میں زندہ ہوں مجھے کبھی موت نہیں۔ اور میں اٹھانے والا ہوں قبر والوں سے مُردوں کو اور میں ہی قیامت قائم کرنے والا ہوں۔

مبلغ اعظم نے فرمایا کہ حضرات! کیا یہ صفات خداوندی ہیں یا نہیں۔ اگر ہیں تو حضرت علیؑ کی طرف ان کو کس نے منسوب کیا؟ شاہ عبد العزیز صاحب نے یا شیعوں نے؟ اگر شاہ عبد العزیز نے تو بتا کہ غالی کون ہوئے؟ سنی یا شیعہ؟ اور مولوی جامی صاحب وغیرہ کا شعر:

زمیں آسماں عرش کرسی بحکمش
علی واں جی کل شیٔ ھتی بنٔا

کیا مشہور ہے اور کلیات میں موجود ہے عام صوفیاء کا تو کیا ذکر ہے۔

وہابیوں کے پیر و مرشد اسماعیل شہید

جب ان کی زبان صوفیاء سے انا الحق کے آوازے لگا رہے ہیں۔ ۔۔۔ صفحہ پر زمزمۂ انا الحق ولیس فی جبتی سوا اللّٰہ۔ تا حضرت علیؑ کو گالیاں دینا اور بہتان لگانا سو وہ بھی وہابیوں اور ناصبیوں کے پیر و مرشد معاویہ کی سنت ہے۔

مبلغ اعظم نے صحیح مسلم جلد ۲ صفحہ ۲۸۷ خصائص نسائی، طبرانی شریف وغیرہ متعدد ۔۔۔

جلد ۳ صفحہ ۳۱ سے یہ عبارت پیش کرو۔

قال امیر معاویہ بن ابی سفیان سعد فقال ما منعک ان تسب ابا التراب۔

کہ معاویہ بن ابی سفیان نے سعد بن ابی وقاص کو حکم دیا کہ حضرت علیؑ کو سبّ کیوں نہیں کرتا اور گالیاں کیوں نہیں دیتا اور۔

فامرہ ان یشتم علیاً قال فابی سہل فقال اما اذا ابیت فقل لعن اللہ ابا التراب۔ (مسلم شریف جلد ۲ صفحہ ۲۷۸)۔

کہ معاویہ کے گورنر نے سہل بن سعد کو بلا کر حکم دیا کہ حضرت علیؑ کو سبّ و شتم کرو اور گالیاں دے۔ تو گورنر نے کہا کہ اگر فقط علیؑ کہہ کر تجھے گالیاں دینے سے انکار ہے تو لعن ابو تراب کرو۔ (معاذ اللہ) خاکم بدہن۔ نقل کفر کفر نباشد۔ حضرات یہ ہیں وہابیوں اور ناصبیوں کے پیر و مرشد کے کارنامے۔ لہٰذا بہتان لگانے والے جھوٹے ہیں اور خدا کہہ کر گمراہ ہونے والے بھی یہی ہیں جناب۔

شیعہ کا عقیدہ

در باب امیر المومنین علیہ السلام

یہ ہے کہ اشہد انک اخو رسول اللہ و وصیہ و وارث علمہ و امینہ علی شرعہ و خلیفتہ فی امتہ۔

یعنی میں گواہی دیتا ہوں کہ اے اللہ! امیر المومنین آپ کے رسول اللہ کے بھائی اور آپ کے وصی۔ آپ کے علم کے وارث اور آپ کی شریعت پر امین اور آپ کی امت میں آپ کے خلیفہ ہیں (مفاتیح الجنان صفحہ ۳۲۶ مطبوعہ ایران)۔

حضرت مبلغ اعظم نے فرمایا۔ اہل انصاف غور فرمائیں کہ کیا ایسے متوسط اور صحیح عقیدے کو افراط و تفریط سے تعبیر کیا جا سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ بلکہ یہی وہ عقیدہ ہے جو آپ کے منصب حقیقی کا آئینہ دار ہے۔

نوٹ از مؤلف:۔ کتاب عقد الفرید جب درباب سب و شتم پیش کی گئی

تو علمائے اہل سنت نے انکار کر دیا کہ یہ ہماری کتاب نہیں ہے۔ اس پر تاریخ ابن خلقان مشمولہ بی۔ اے کورس عربی صفحہ ۲۲ سے اور خاتمہ عقد الفرید جلد ۴ صفحہ ۳۶۹ سے اس کی توثیق میں ابن عبد البر اندلسی کا مالکی المذہب ہونا پیش ہوا تو سنی علماء کی سٹیج پر سکوت طاری ہو گیا اور مبہوت ہو کر آپس میں ایک دوسرے کا منہ تکنے لگے۔

تقریر مناظر اہل سنت

نماز روزہ کا ذکر کر کے مولوی صاحب اپنے عیب چھپانا چاہتے ہیں۔ کیا امیر معاویہ اور یزید نماز نہیں پڑھتا تھا۔ اگر اس پر اسلام کی مدار ہے تو تم ان کو بے ایمان کیوں کہتے ہو۔

شیعہ کے بے ایمان ہونے میں کیا شک ہے جبکہ شیعہ تحریف قرآن کے قائل ہیں۔ میرے پاس معتبر شیعی کتب کی عبارتیں موجود ہیں۔

عبارت نمبر ۱۔ الصافی شرح اصول کافی جزو ششم صفحہ ۷۰ میں ہے کہ اصلی شیعوں کا قرآن سترہ ہزار آیات پر مشتمل ہے۔ معلوم ہوا کہ موجودہ قرآن سے تہائی کوئی تعلق نہیں۔ کیونکہ یہ چھ ہزار چھ سو چھیاسٹھ آیات پر مشتمل ہے۔

عبارت نمبر ۲۔ رجال کشی صفحہ ۷۰ میں ہے۔ حضرت علیؑ نے فاش سیاہ کر دیا تھا۔ اور یہ بھی ہے کہ مذہب شیعہ عبد اللہ بن سبا سے شروع ہوا ہے جو کہ ایک یہودی تھا۔ جس نے دین میں مختلف فتنے ڈالے تھے۔ اصل کلام یہ ہے و من یطع اللہ فی ولایۃ علی فقد فاز فوزا عظیما۔ دیکھئے شیعوں نے اس آیت میں لفظ بڑھا کر یہ ثابت کر دیا ہے کہ موجودہ قرآن غلط ہے۔ اصلی قرآن مجید نہیں تھا۔

عبارت نمبر ۳۔ لقد عہدنا الی آدم من قبل کلمات فی محمد و علی و فاطمۃ والحسن والحسین والائمۃ من ذریتہم۔ یعنی قرآن مجید کی اصل آیت اتنی لمبی تھی۔ اب قرآن مجید میں یہ آیت ناقص ہے۔

تقریر مناظر شیعہ

مبلغ اعظم نے خطبہ پڑھنے کے بعد فرمایا کہ حضرات! سنی مناظر کے دلائل تو ختم ہو چکے ہیں، اب ادھر ادھر ہاتھ پاؤں مار کر گزارہ کرنا چاہتا ہے۔ مگر میں اس کی ہر بات کا جواب دینے کو تیار ہوں گا۔ سنیئے! معاویہ اور یزید کو ہم اس لئے بے ایمان کہتے ہیں کہ وہ منکر امامت اور قاتل امام ہیں اور امامت ہمارے اصول دین میں داخل ہے۔ تمہارے نزدیک تو عقیدہ امامت داخل ایمان نہیں ہے جس کا میں اپنی پہلی تقریر میں مفصل ذکر کر چکا ہوں۔ لیکن تم بتاؤ کہ تم شیعوں کو کس بنا پر کافر کہتے ہو۔ جبکہ وہ تمہارے مسلمہ اصول توحید، نبوت اور قیامت کے قائل ہیں۔ یا تو اپنا کوئی ایسا چوتھا اصول بتاؤ جس کے انکار پر شیعوں کو کافر کہا جا سکے یا پھر شیعوں کو مسلم و مومن مانو۔ باقی رہا یزید۔ ابھی وہ تو باوجود قاتل امام مظلوم ہونے کے آپ کا چھٹا خلیفہ اور مومن ہے۔ تمہاری اپنی مستند کتاب صواعق محرقہ میں علامہ ابن حجر مکی کا فتویٰ موجود ہے جسے میں ص۱۳۲ سے پڑھتا ہوں سنیئے۔

امّا سبّ یزید ولعنہ فلیس شان المومنین وان صح انہ
قتلہ او امر بقتلہ وقاتل الحسین لا یکفر بذالک۔

کہ یزید پر لعنت اور سب کرنا شان مومن نہیں۔ اگرچہ صحیح ہو جائے کہ وہ قاتل امام حسین ہے یا اس نے امام حسین علیہ السلام کے قتل کا حکم دیا۔ کیونکہ قاتل حسین کافر نہیں ہو سکتا یہ ہے آپ کی رواداری کہ امام مظلوم کے قاتل کو تو مومن بنا دیا اور آل محمد علیہم السلام کے ماننے والوں کو کافر بنا رہے ہو۔

جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے

باقی رہا تحریف قرآن کا سوال تو یہ آپ کی ظاہرا شکست ہے کہ آپ اصل موضوع کو ترک کر کے دوسری طرف نکل آئے۔ جس کا موضوع سے کوئی تعلق نہیں۔ لیکن چونکہ جھوٹے کو اس کے گھر تک پہنچانا چاہیئے، لہٰذا سنیئے۔

حضرات! اہل سنت کے ہاں قائل تحریف کافر نہیں۔ یہ ہے تفسیر اتقان میرے ہاتھ میں اس

کے ص۸۹ پر بالتصریح موجود ہے کہ:

بل مخبر الاحاد ولا ثبت بہ قرآن ولا یکفر جاحدہ ولیس ما صنع اذا جحد۔ جو قرآتیں باخبار احاد ثابت ہیں ان کے ساتھ قرآن ثابت نہیں ہوتا اور نہ ان کا منکر کافر ہے۔ ہاں ان کا انکار جرم تو ضرور ہے۔ پھر آپ کے نزدیک تو ثابت اور منقول بالمصحف عثمانی کے منکر کو بھی کافر نہیں کہتے جیسا کہ اسی تفسیر اتقان ص۸۹ جلد اول میں ہے کہ کان عبد اللہ ابن مسعود یحک المعوذتین من مصاحفہ و یقول انھما لیستا من کتاب اللہ اور سنیئے یہ تفسیر ابن کثیر جس کے آخر میں ہے اور اس کی جلد ۴ ص۵۷۱ کی عبارت بھی قابل غور ہے۔ یعنی حضرت عبد اللہ بن مسعود معوذتین (سورۃ قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس) کو اپنے مصحفوں سے مٹا دیا کرتے تھے کہ یہ دونوں سورتیں قرآن مجید میں سے نہیں ہیں۔ اور اسی بنا پر اہل سنت کے فقیہ اعظم قاضی خان کا فتویٰ ہے

ومن زعم ان المعوذتین لیستا من القرآن ذکر فی النوازل انہ لا یکون کافرا۔ دیکھئے فتاویٰ قاضی خان ص۸۶۹ یعنی جس شخص نے یہ زعم کیا کہ قرآن مجید کی پچھلی دونوں سورتیں قرآن سے نہیں ہیں۔ نوازل میں ذکر کیا گیا ہے کہ وہ کافر نہیں ہے۔ اور مزید برآں آپ تو منکر بسم اللہ کو بھی کافر نہیں سمجھتے۔ کیونکہ اہل سنت کے نزدیک بسم اللہ کے آیت قرآن ہونے میں شک ہے۔ دیکھو نورالانوار ص۸ لکھا ہے کہ قولہ بلا شبہۃ احترازٌ عن التسمیۃ لان فیھا شبہۃ ولذا لم یکفر جاحدھا۔ یعنی بلا شبہ کی قید اس لئے ہے کہ بسم اللہ سے احتراز ہو جائے کیونکہ اس کے قرآن ہونے میں شبہ ہے۔ اس لئے اس کا منکر کافر نہیں۔

مبلغ اعظم نے فرمایا حضرات! چلو چھٹی ہوئی۔ قرآن بسم اللہ سے شروع ہو کر والناس پر ختم ہوتا ہے۔ مگر سنیوں کو ابتدا میں بھی شبہ اور انتہا میں بھی شبہ۔ تو بسم اللہ کے منکر کو کافر سمجھتے ہیں اور نہ ہی آخری کے منکر کو۔ اور اس پر طرفہ یہ کہ ایمان بھی ہے۔

اس کے علاوہ اہل سنت کی کتب تحریف قرآن سے بھری ہیں۔ دیکھئے سنیوں کی مایہ ناز کتاب اصح الکتب بعد از کلام باری کہی جاتی ہے یعنی بخاری شریف اس کی جلد دوم سرورق کی عبارت پڑھئے کہ ایمان خدا سے کھنکتے تھے

عن ابن عباس قال کانت عکاظ و مجنہ و ذوالمجاز اسواق الجاهلیۃ فلما کانوا تأثموا ان یتجروا فی المواسم فنزلت لیس علیکم جناح ان تبتغوا فضلا من ربکم فی مواسم الحج

کہ حضرت عبداللہ بن عباس فرماتے ہیں کہ زمانۂ جاہلیت میں عکاظ مجنہ اور ذوالمجاز کے بازار لگا کرتے تھے۔ بنا بریں صحابہ کرام نے موسم حج میں تجارت کو گناہ سمجھا۔ پس یہ آیت نازل ہوئی کہ لیس علیکم جناح ان تبتغوا فضلا من ربکم فی المواسم الحج۔

حضرات! اب میں حفاظ کرام خصوصاً حافظ تقلیم اللہ رضایا صاحب (جو وہاں براجمان تھے) سے پوچھتا ہوں کہ مواسم الحج کس قرآن میں نازل ہوا تھا اور کیا اب موجود ہے یا نہیں، اگر نہیں تو کہاں گیا۔ اور اگر یہ تفسیری اضافہ ہے تو نزلت کے ماتحت کیوں ؟ کیا تفسیر بھی نازل ہوئی ہے ؟ اور منزل من اللہ کو قرآن سے کیوں نکالا گیا ؟

حضرات بخاری شریف ص ۔۔ سے ایک اور روایت بھی سن لیجئے۔

عن ابن عباس قال لما نزلت وانذر عشیرتک الاقربین ورھطک منھم المخلصین۔

حضرت عبداللہ بن عباس فرماتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی ہے کہ وانذر عشیرتک الاقربین و رھطک منھم المخلصین الخ

مبلغ اعظم نے فرمایا اے حافظو اور قاریو! بتاؤ رھطک منھم المخلصین کس قرآن کی آیت ہے۔ اگر منسوخ ہوگئی تو اس کی ناسخ کون سی آیت ہے۔ اگر تفسیری نوٹ ہے تو نازل ہونے کے کیا معنی ؟ اور عبداللہ بن عباس جیسے حبر الامت اور ترجمان القرآن نے اس کی قرأت کیسے کی ؟ اور کان عبداللہ یقرأ واللیل اذا یغشی والذکر والانثی کہ ابو درداء اور ابن عبداللہ مسعود واللیل اذا یغشی کے بعد والذکر والانثی پڑھتے تھے اور وہ اس کا دعویٰ کرتے تھے کہ ہم نے رسول اللہ صلعم سے ایسا ہی سنا ہے کیا یہ موجودہ قرآن میں موجود ہے اور یہ دونوں روایتوں کے مطابق کمی ہوئی یا زیادتی ہے تو پھر سنئے۔

از روئے بخاری شریف قرآن پاک میں کمی یا زیادتی

نے قائل ہوگئے یا نہیں۔ اور پھر آپ کے نزدیک تو حضرت عائشہ کی بکری بھی کچھ آیات ہڑپ کر گئی تھی دیکھئے ابن ماجہ ص ۔۔ عن عائشۃ قالت لقد نزلت آیۃ الرجم ورضاعۃ الکبیر عشراً ولقد کان فی صحیفۃ تحت سریری فلما مات رسول اللہ وتشاغلنا بموتہ دخل داجن فاکلھا۔ یعنی حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ آیت رجم اور رضاعت کبیر کی ایک آیت نازل تو ہوئی تھی۔ اور وہ میرے صحیفہ میں لکھی تھی۔ لیکن صحیفہ میرے بستر کے نیچے تھا۔ پس جب ہم حضور کی وفات میں مشغول ہوئے تو بکری داخل ہوئی اور اس نے اس کو کھا لیا حد ہوگئی

بکری بی بی عائشہ کی قرآن کھا گئی اور ایمان خراب ہوگیا شیعہ کا

کیوں مولوی صاحب! بی بی عائشہ کی بکری کا تعلق شیعہ سے ہے یا سنیوں سے اور اگر بکری کے کھانے سے قرآن کم نہیں ہوگیا تو موجودہ قرآن میں آیۂ رجم دکھاؤ ؟

نوٹ از مؤلف:- مولوی محمد صدیق صاحب نے مناظرہ حضرت کیلیانوالہ میں تو ارشاد فرمایا تھا کہ اس کا راوی محمد بن اسحاق شیعہ ہے۔ مگر جب مبلغ اعظم نے ثبوت طلب کیا تو شرم سے گردن جھکا لی اور اپنی غلطی کو تسلیم کرتے ہوئے معافی مانگ لی تھی جیسے خیال میں مولوی صاحب اس واقعہ سے انکار نہیں کر سکتے۔

—— کیونکہ ہمارے گاؤں میں واقعہ ہوا تھا۔ اور اس فاش غلطی کے بعد تو اپنے آخر سے تھے کہ اخیر مناظرہ تک پاؤں نہ لگ سکے اور اختتام مناظرہ پر غیرت سے بڑھ کر کوچ کا ورد کرتے ہوئے داخل الحجرہ ہو گئے تھے۔ (خادم بخاری)

مبلغ اعظم نے ارشاد فرمایا کہ ہمارے محققین تحریف قرآن کے قائل ہی نہیں ہیں۔ ہماری کسی مستند اور صحیح غیر مسئول روایت سے تحریف قرآن ثابت ہی نہیں۔

چنانچہ ہماری مستند کتاب تفسیر صافی میں لکھا ہے کہ انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون من التحریف والتغییر والزیادۃ والنقصان۔ کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم اس قرآن کے محافظ ہیں۔ تغیر سے، تحریف سے، زیادتی سے نقصان سے۔ اس کے بعد آپ نے نہج البلاغہ جلد ۲ ص ۔۔ سے یہ عبارت پیش کی انما حکم اللہ ھذا القرآن انما ھو خط مستور بین الدفتین۔

جناب امیر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ہم اس قرآن کے سوا جو دو دفتیوں کے درمیان لکھا ہوتا ہے۔ کسی کو حکم نہیں مانتے۔ اس کے بعد آپ نے علامہ قطب راوندی کی کتاب الخرائج والجرائح کے ص سے قرآن مجید کی آیت پڑھ کر القرآن الذی بین ایدینا الی نبینا محمد صلی اللہ علیہ وسلم انما دخلت الشبهة على قوم لم ينكشف لهم وجه اعجاز لتغافلهم وقد كشفنا ذالك کہ حضورؐ کا پہلا معجزہ قرآن کریم ہے جو ہمارے ہاتھوں میں ہے۔ جس کو ہم پڑھتے اور سنتے ہیں اور لکھتے ہیں اور حفظ کرتے ہیں کسی کو اس سے انکار کا امکان نہیں۔ یہ قرآن پاک وہی ہے جس کو ہمارے نبی کریمؐ لائے۔ اور اس میں کوئی شبہ نہیں۔ کیونکہ یہ حضورؐ کا معجزہ ہے اور شبہ اس قوم پر واقع ہوا جنہوں نے اس کی وجہ اعجاز کو اپنی غفلت کی وجہ سے نہیں سمجھا۔ اور ہم نے مستقل کتاب میں اس کی وجہ اعجاز بیان کر دی ہے۔

اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ دیکھئے میں آپ کی پیش کردہ تمام عبارت کا جواب بالصواب عرض کرتا ہوں، گوش ہوش سے سنئے۔

اوّلاً جو آپ نے الصافی شرح اصول کافی جز ششم ص پیش کیا ہے کہ شیعوں کا اصل قرآن ستر ہزار آیات پر مشتمل ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ چھ ہزار چھ صد چھیاسٹھ آیات قائم رہیں اور باقی منسوخ ہو گئیں۔ جیسا کہ آپ کی ہی تفسیر اتقان جلد ۲ ص پر آپ کے خلیفہ ثانی

حضرت عمرؓ کا بیان

مدرج ہے کہ اخرج الطبرانی عن عمر ابن الخطاب مرفوعا القرآن الف الف حرف وسبعة وعشرون الف حرف فمن قرءه صابرا محتسبا كان له بكل حرف زوجة من الحور العين۔

یعنی طبرانی نے حضرت عمر بن خطاب سے مرفوعاً روایت کی ہے کہ قرآن مجید کے دس لاکھ ستائیس ہزار حروف تھے۔ جس نے ایک حرف صابر ہو کر بامید ثواب پڑھا اس کیلئے ایک حور ہوگی، حوراہو جنت سے۔

آپ فرمائیے: علامہ ابن کثیر کے حساب سے موجودہ قرآن کے تو صرف تین لاکھ چالیس ہزار سات سو چالیس حروف ہیں۔ بقایا چھ لاکھ چھیاسی ہزار دو سو ساٹھ حروف کہاں ہیں؟ ان تمام حروف کو لا کر دیکھئے۔ کیا ستر ہزار آیات منسوخ ہیں یا نہیں اگر منسوخ ہیں تو ہم پر اعتراض کیسا؟ اگر یہ حروف منسوخ ہیں تو وہ آیات بھی منسوخ سمجھئے، کیا حرج ہے۔

باقی جو آپ نے اصول کافی سے ومن يطع الله في ولاية على فقد فاز فوزا عظيما اور لقد عهدنا الى ادم من قبل كلمات في محمد وعلى وفاطمة والحسن والحسين والائمة من ذريتهم فنسى پڑھا ہے۔ ان دونوں روایتوں میں لفظ "فی" تو بطور تفسیر واقع ہوا ہے۔ اس میں لفظ تحریف یا قراءت دکھلائیے ورنہ...... کیونکہ یہاں تحت لفظ "فی" مندرج تفسیر ہے۔ جیسا کہ تفسیر صافی ص پر صافی مذکور ہے کہ ان بعض المحذوفات كان من قبيل التفسير والبيان ولم يكن من اجزاء القرآن یعنی محذوف شدہ حروف جن کا کتب شیعہ میں ذکر ہے وہ از قسم تفسیر اور بیان ہیں اور اجزائے قرآن میں سے نہیں ہیں۔

لہٰذا آپ کے پیش کردہ حوالے آپ کے مدعا کی تائید نہیں کرتے۔ اگر ایسے زائد الفاظ سے تحریف ثابت ہوتی ہے تو فرمائیے آپ کے نزدیک ان عبارتوں کا کیا جواب ہے؟

۱۔ تفسیر در منثور جلد ۵ ص۱۹۱ عن عبد الله بن مسعودؓ كان يقرء هذا الحرف وكفى الله المومنين القتال بعلى بن ابى طالب۔

یعنی حضرت عبد اللہ بن مسعود اس حرف کو اس طرح پڑھتے تھے۔ وکفی اللہ المومنین القتال بعلی بن ابی طالب فرمائیے ان روایتوں میں لفظ بعلی بن ابی طالب بطور تفسیر واقع ہے یا اصل آیت میں داخل تھا؟

۲۔ تفسیر در منثور جلد ۵ ص۱۸۳ میں ہے کہ عن ابن عباس انه يقرء هذه الآية النبى اولى بالمومنين من انفسهم وهو اب لهم وازواجه امهاتهم۔ یعنی حضرت عبد اللہ بن عباسؓ اس آیت میں وھو اب لھم کا حرف زیادہ پڑھتے تھے۔ بتائیے یہ بطور تفسیر تھا یا تنزیل؟

۳۔ الاتقان جلد ۲ صفحہ۔ عن ابن عباس انہ کان یقرء وما یعلم تاویلہ الا اللہ ویقول الراسخون فی العلم آمنا بہ فرمایئے اس میں لفظ یقول بطور تفسیر ہے یا تنزیل؟

۴۔ تفسیر فتح القدیر جلد ۲ صفحہ ۵۷ عن ابن مسعود قال کنا نقرأ علی عہد رسول اللہ یا ایھا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک ان علیاً مولی المؤمنین۔ یعنی حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ ہم زمانہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں اس آیت کو اس طرح پڑھتے تھے یا ایھا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک ان علیا مولی المومنین۔ فرمایئے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ اس آیت میں ان علیاً مولی المؤمنین کی زیادتی بطور تفسیر پڑھتے تھے یا تنزیل؟

۵۔ موطا امام مالک صفحہ حافظوا علی الصلوٰۃ والصلوٰۃ الوسطیٰ وصلوٰۃ العصر وقوموا للہ قانتین میں لفظ والصلوٰۃ العصر بطور تنزیل واقع ہوا ہے یا تفسیر؟

۶۔ تفسیر ابن جریر صفحہ جلد ۳ مطبوعہ مصر۔ عن ابن عباس فی قولہ تعالیٰ ان اللہ اصطفیٰ آدم ونوحاً وآل ابراہیم وآل عمران وآل یٰسین وآل محمد میں لفظ آل یٰسین وآل محمد کے الفاظ تفسیر ہیں یا تاویل؟ اگر یہ سب کچھ تفسیر ہے تو اصول کافی کی دو روایتیں کیوں محمول بہ تفسیر نہیں؟ ذرا جواب تو دیجئے اور یہی وہ الفاظ تو آپ کی کتابوں میں بھی آتے ہیں۔

سنیئے ذرا غور سے سنیئے تفسیر درمنثور جلد ۱ صفحہ سے پڑھ رہا ہوں۔

عن ابن عباس قال سالت عن رسول اللہ عن الکلمات التی تلقھا آدم من ربہ فتاب علیہ قال سأل بحق محمد وعلی وفاطمہ والحسن والحسین

کہ وہ کلمات جو حضرت آدمؑ نے خدا سے سیکھے تھے وہ پنجتن پاک کے نام تھے۔ اور یہ ہے تفسیر کلمات کی جو کافی میں مذکور ہے۔ اگر یہ تفسیر ہے تو وہ بھی تفسیر ہے۔

باقی جو آپ نے پیش کیا ہے کہ ان القرآن الذی بین الدفتین الیس بتمامہ (تفسیر صافی) اس میں بھی آپ نے خیانت سے کام لیا ہے۔ حالانکہ اس کے آگے صاف لکھا ہے کہ ان روایات سے ثابت یہ ہوتا ہے کہ وہ سب ضعیف اور ناقابل قبول ہیں۔ کیونکہ قرآن مجید کا

دعویٰ ہے انہ لکتاب عزیز لا یاتیہ الباطل من بین یدیہ ولا من خلفہ و قال انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون فکیف یتطرق الیہ التحریف والتغییر کہ کلام مجید ایسی کتاب ہے کہ باطل نہ تو اس کے پیچھے سے داخل ہو سکتا ہے نہ آگے سے۔ کیونکہ خداوند عالم نے فرمایا ہے کہ ہم نے ہی اسے نازل کیا ہے اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں۔ لہٰذا ان دونوں آیتوں کے ہوتے ہوئے قرآن مجید میں تحریف و تغیر کیسے راستہ پا سکتی ہے۔ مولوی صاحب! افسوس کہ آپ اعتراض تو پڑھتے ہیں مگر جواب نہیں پڑھتے۔ حالانکہ صاف لکھا ہے کہ قرآن کو ناقص ماننے کا عقیدہ غلط ہے۔

اور آپ نے جو عبارت مرآۃ العقول صفحہ ۱۷۱ سے ان الاخبار عنی لفصہ متواترۃ پیش کی ہے اس میں بھی عجیب چالاکی، بے ایمانی اور تحریف لفظی و معنوی سے کام لیا ہے۔

اول۔ تو یہ عبارت اگر مرآۃ العقول کے صفحہ ۱۷۱ پر دکھا دیں تو انعام کے قابل ہیں۔

دوسرا۔ الفاظ یہی ہوں۔

تیسرا۔ آگے اس کی تردید نہ ہو۔

چوتھے۔ مطلب یہی ہو۔

معلوم ہوتا ہے

مولوی محمد صدیق نے مرآۃ العقول دیکھی ہی نہیں

ورنہ اس طرح قطع و برید نہ کرتے۔ لیجئے اس سارے صفحہ میں نیا فی علی کتاب اللہ اگر آپ دکھا دیں تو آپ مستحق انعام ہیں۔ باقی رہی کمی سو اس کا جواب آپ کی تفسیر اتقان سے دے چکا ہوں۔ رہا تغیر سورتوں کے آگے پیچھے ہونے سے یا بعض آیات کے تقدم و تاخر سے واقع ہوا ہے۔ آپ کا دعویٰ تو تحریف کے باب میں تھا سو یہ روایات در باب تحریف ہیں۔ اچھا یہ وہ تغیر نہیں ہے جس کا ذکر بی بی عائشہ تفسیر اتقان جلد ۱ صفحہ پر یوں فرماتی ہیں کہ۔

قالت قرأنی مصحف عائشۃ ان اللہ وملٰئکتہ یصلون علی النبی یا ایھا الذین آمنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما و

على الذين يصلون الصفوف الاول قالت قبل ان يغير عثمان المصاحف
کو یعنی عائشہ نے وعلی الذین یصلون الصفوف الاول کا فقرہ بھی تھا۔ جو موجودہ قرآن
میں نہیں ہے۔ یعنی بی بی صاحبہ فرماتی ہیں کہ عثمان کے تغیر و تبدل کرنے سے پہلے قرآن میں ایسا ہی تھا
گویا بی بی صاحبہ قرآن میں تغیر کی بھی قائل ہیں۔ یہ ہے آپ کے ہاں تغیر فی القرآن کی مثل مشتے نمونہ
از خروارے۔ اگر جرأت ہے تو جواب دو۔

اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ مرآۃ العقول ص۵۳۶ جلد۱ میں عبارت یہ ہے کہ:۔
عندی ان الاخبار فی هذا الباب متواتر معنی الخ تو لفظ عندی سے ظاہر ہے کہ
یہ ملا باقر مجلسی علیہ الرحمۃ کا انفرادی قول ہے جو سید المرتضیٰ علم الہدیٰ اور شیخ صدوق اور شیخ
مفید اور شیخ ابو جعفر طوسیؒ جیسے بزرگوں کے سامنے کچھ وقعت نہیں رکھتا۔ کیونکہ سید مرتضیٰ
علم الہدیٰ فرماتے ہیں۔ کہ نقلوا اخبارا ضعیفة ظنوا صحتها (تفسیر صافی ص۱۱)۔
یعنی جتنے روایات در باب تحریف نقل ہوئے تمام ضعیف ہیں۔ جن کو لوگوں نے اپنی غلطی سے
صحیح گمان کیا ہے۔ باقی رہی یہ بات کہ هذا الباب سے کیا مراد ہے کمی یا زیادتی۔ اگر کمی ہے
تو منسوخ آیات کے نکل جانے سے واقع ہو چکی ہے۔ اگر زیادتی ہے تو اس کا ثبوت پیش کرو
باقی رہا تواتر تو وہ معنوی ہے لفظی نہیں۔ اور آپ تواتر معنوی کا خلاف کرتے ہیں۔ جیسا کہ
تفسیر اتقان جلد۱ ص۸۱ میں ہے کہ فهذه الاحادیث تعطی التواتر المعنوی بکونها
قرآنا منزلا فی اوائل السور۔

یعنی ان احادیث سے یہ بات بطور تواتر معنوی ثابت ہے کہ بسم اللہ قرآن ہر سورت کے شروع میں
نازل ہوتی ہے۔ مگر آپ ہیں کہ پھر بھی اس کو قطعی قرآن نہیں مانتے اور اس کے منکر کو کافر نہیں سمجھتے۔ اور
نمازوں میں بھی بالجہر نہیں پڑھتے۔ حالانکہ اس کو تواتر معنوی کے علاوہ منقول فی المصاحف ہونے
کا شرف بھی حاصل ہے۔ لہٰذا اس کے سامنے تواتر معنوی کی قدر مشترک کی کوئی حقیقت نہیں۔ اس کے بعد
ملا محمد باقر مجلسی کی یہ رائے اگر ہوتی بھی تو صائب نہ تھی۔ جیسا کہ قرطبی کا یہ قول بار بار متفق الجماعت
ہونے کے در باب متشابہات غلط ہے۔ دیکھئے آپ کے علامہ جلال الدین سیوطی لکھتے ہیں لکل
جواد کبوة ولکل عالم هفوة کہ ہر گھوڑے کو کبھی نہ کبھی ٹھوکر لگتی ہے اور ہر عالم
سے کبھی نہ کبھی غلطی بھی ہو جاتی ہے۔ حالانکہ دیکھئے اس مرآۃ العقول جلد۲ ص۵۳۶ پر اس کی
رد موجود ہے انه یوجب رفع الاعتماد علی القرآن کہ یہ روایات اس لئے غلط

ہیں کہ ان کے صحیح ماننے پر قرآن سے اعتماد اٹھ جاتا ہے اور هکذا القرآن واہل
بیت متواتر [illegible] حالانکہ قرآن کریم اور اصول پر ائمہ طاہرین کا عمل کرنا تواتر سے ثابت ہے یعنی
ان کا تواتر معنوی تو مجلسی بھی غلط ثابت ہوا۔ باقی رہا آپ کا تفسیر فتح القدیر سے ان علیا
مولی المومنین کے نوٹ کو تفسیر کہنا سو غلط ہے کیونکہ وہاں لفظ تفسیر نہیں۔ بلکہ لفظ
قرأت موجود ہے اور تفسیر قرأت میں داخل نہیں۔ بلکہ وہاں تو صاف لکھا ہے کہ کنا نقرأ
علی عهد رسول الله یعنی ہم حضور رسالتمآب کے زمانہ میں اس طرح اس آیت کو
پڑھتے تھے۔

اصول کرخی کی نسبت آپ کا کہنا کہ عبارت کو کاٹ کر پیش کیا گیا ہے۔ یہ غلط
ہے آپ ہی صحیح عبارت پیش کر دیجئے اور جواب دیجئے تاکہ عوام کو حق و باطل میں تمیز کرنے کا [illegible]
اور اگر آپ کے پاس اصول کرخی نہیں تو ہم سے منگوائیے۔

ان کل آیة تخالف قول اصحابنا فانها تحمل علی النسخ۔ آپ
فرمائیے کہ اس میں کونسا لفظ ہے جس کو کاٹا گیا ہے۔ اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ ہر وہ آیت جو ہمارے
صحابہ کے قول کے خلاف ہو منسوخ سمجھی جائیگی جس کی مثال شارح نے صاف لکھی ہے کہ:۔
بقوله تعالی ولرسوله ولذی القربی فی الآیة ثبوت
سهم ذوی القربی فی الغنیمة ونحن نقول تنسیخ ذالك باجماع
الصحابة یعنی ولرسوله ولذی القربی کی آیت میں ذوی القربی
کے حصے کا ثبوت فی الغنیمة قرآن میں تو موجود ہے مگر ہم (اہل سنت) کہتے ہیں کہ یہ
آیت منسوخ ہو گئی ہے صحابہ کے اجماع سے۔

سبحان اللہ! آپ کے صحابہ میں کتنی طاقت ہے کہ وہ قرآنی آیات کو بھی
منسوخ کر سکتے ہیں!

نوٹ از مؤلف:۔ اجی وہ کیا نہ کر سکتے تھے سب کچھ کر سکتے تھے
علاوہ اجماع سے قرآن کی آیات کو منسوخ کر سکتے تھے۔ ان کا اجماع ہے سیدہ طاہرہ
سلام اللہ علیہا کو حق پدری سے محروم کر سکتے تھے اور ان کا اجماع ہے جو بیت رسول اکرم
کے دروازے پر لکڑیاں لا کر دھمکیاں دے سکتے تھے۔ بلکہ [illegible] رسول
کے قتل کے منصوبے بھی اسی اجماع [illegible]۔

افسوس! مسلمان کیا جانیں کہ اس اجماع کی اوٹ میں مسلمانوں نے اولادِ رسولؐ پر کیا کیا مصیبتوں کے پہاڑ ڈھائے۔ حتیٰ کہ ائمہ معصومین میں سے کسی کو بھی چین سے موت نصیب نہ ہوئی اور مسلمان بے گناہوں کے قتل پر اجماع کرتے رہے۔

کاش مسلمان غور کرتا

مبلغِ اعظم نے فرمایا۔ باقی جو آپ نے یہ فرمایا ہے کہ "بخاری شریف میں بما سواہ من القرآن کے جلانے کا ذکر ہے۔ جو کہ کھجور وں کے پٹھوں پر لکھا ہوا تھا وہ بھی درست ہے" آپ کے اس ارشاد سے تو معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے بخاری شریف کا مطالعہ نہیں فرمایا۔ بہتر میں آپ کے شکوک رفع کرتا ہوں۔ یہ میرے ہاتھ میں بخاری جلد ملاحظہ ہے اس کے ملاحظہ کی یہ عبارت اب ذرا غور سے سنئے کہ امر بما سواہ من القرآن فی کل صحیفۃ او مصحف ان یحرق۔

اب اس کا ترجمہ میں نہیں کرتا بلکہ آپ اپنے مترجم اعظم مرزا حیرت دہلوی کی زبانی سنیئے لکھتا ہے "اور جتنے جو قرآنی مسودات تھے ان کو جلانے کا حکم دے دیا (ترجمہ بخاری جلد ۲ ص۴۹۶ مطبوعہ کراچی) اور آپ کے بزرگوں نے تو اس فعل سے قرآن اور کتابوں کو جلانے کا جواز نکالا ہے۔ دیکھئے بخاری شریف حاشیہ ۵ ص۷۴۶ کہ رخصوفی بعض فی تحریق ما یجتمع عندہ من الرسائل فیما ذکر اللہ کہ بعض نے ان رسائل کے جلانے کا جواز اس حدیث سے نکالا ہے جس میں اللہ کا ذکر ہو۔ اور سنیئے آپ کے ایک اور بزرگ ابن بطال اسی صفحہ کے حاشیہ ۵ پر فرماتے ہیں۔ کہ ان کتابوں کا جلانا جائز سمجھتا ہوں جن میں اللہ کا اسم موجود ہو۔ اور طاؤس کی نسبت لکھا ہے کہ وہ ایسے رسائل روز جلایا کرتے تھے جن میں بسم اللہ لکھی ہوتی تھی۔ اور صحیح مسلم شریف شرح نووی جلد ۲ ص۲۷۱ تو ذرا ملاحظہ فرمائیے۔ لکھا ہے کہ جواز احراق ورقتہ فیما ذکر اللہ لمصلحۃ کما فعل عثمان والصحابۃ۔ کہ ان اوراق کا جلانا جائز ہے جن میں اللہ کا ذکر ہو۔ جیسا کہ حضرت عثمان نے کیا۔ اور ان کے پیرو و دیگر صحابہ نے۔

اور پھر ان کے ہاں قرآن کی بے ادبی اور بے احترامی کا سلسلہ یہاں پر ختم نہیں ہوتا بلکہ ان کے بزرگوار فتاویٰ قاضی خان کے ص۸۶ پر یہاں تک لکھ گئے ہیں کہ والذی رعف فلا یرقاء دمہ فارادان یکتب بدمہ علی جبھتہ شیئا من القرآن قال ابو بکر الاسکاف یجوز قیل لو کتب بالبول قال لو کان فیہ شفاء لا بأس بہ۔

یعنی جس شخص کے نکسیر پھوٹے اور خون نہ ٹھہرے۔ پس اس نے ارادہ کیا کہ اس کو پیشانی پر نکسیر کے خون سے لکھا جائے۔ تو ابوبکر اسکافی نے کہا کہ جائز ہے۔ کہا گیا کہ اگر قرآن کو پیشاب سے لکھا جائے تو ابوبکر نے کہا کہ اگر اس میں شفا ہو تو کوئی حرج نہیں۔

مبلغِ اعظم نے فرمایا کہ افسوس، خداوند عالم تو اس پاک کتاب کے حق میں فرمائے کہ لا یمسہ الا المطہرون یعنی قرآن مجید خدائے قدوس کی طاہر و مطہر کتاب ہے اس کو ناپاک مت چھوئے لیکن مذہب اہلسنت اس کو پیشاب سے لکھنا جائز قرار دے (لاحول ولا قوۃ الا باللہ)

اس توہینِ قرآن کی روایت سن کر تو شیعہ و سنی انگشت بدندان رہ گئے اور آپس میں چہ میگوئیاں کرنے لگے کہ افسوس جس مذہب میں قرآن کو یہاں تک بے ادبی کی نظر سے دیکھا گیا ہو ان کے ...... ہونے میں کیا شبہ باقی رہ گیا۔

باقی رہا جو آپ نے ابن ماجہ کی روایت کا جواب دیا ہے کہ قرآن سینوں میں محفوظ ہے وہاں تک بکری نہیں پہنچ سکتی ہے نہ گئی۔ تو فرمائیے کہ آیت رجم اور رضاعت کبیر والا قرآن کہاں ہے؟ کس سینہ میں ہے۔ یہ ہے آپ کے ایمان بالقرآن کی حقیقت۔

> نہ تم مشق ستم کرتے نہ ہم فریاد کیوں کرتے
> نہ کھلتے راز سربستہ نہ یوں رسوائیاں ہوتیں

مناظر اہلِ سنت

حضرات! مولوی صاحب نے نہج البلاغہ اور تحفہ اثنا عشریہ کی عبارتیں پیش کر کے حقائق پر پردہ پوشی کی ہے۔ اگر مولوی صاحب نے حقیقت کی ترجمانی کی ہے تو مجھے بتائیں کہ تفسیر صافی کی اس عبارت کا کیا مطلب ہے۔ ان القرآن الذی بین اظہرنا لیس بتمامہ۔ یعنی وہ قرآن جو ہمارے سامنے ہے پورا نہیں ہے۔

اسی طرح مرآۃ العقول میں ان الاخبار علی نقصہ متواترہ

کیا ان عبارتوں کی موجودگی میں آپ چالاکیوں سے جیت سکتے ہیں۔ آپ کا نہ قرآن پر ایمان ہے اور نہ توحید پر ایمان۔

بلکہ عبارت سنیئے۔ تاریخ الائمہ ص۲۳ میں ہے (علی کی ذات میں شبے پیدا ہوئے)

کیا اس شرک کے باوجود بھی تم اپنے کو ایماندار کہہ سکتے ہو۔ سچی بات تو یہ ہے کہ تم وہ ہو جن کے بارے میں حضور علیہ السلام نے حضرت علی سے فرمایا تھا۔ ھم شیعتک فسلم ولدک منھم ان یقتلوھم کہ وہ تیرے شیعہ ہیں۔ پس اپنے بچے کو ان سے بچانا کہ وہ اسے قتل نہ کر ڈالیں۔ فروع کافی ص۱۲۳ جلد ۳ سے معلوم ہوا کہ حسین کے قاتل بھی تم ہو۔

جلاء العیون ص۴۳۰ میں ہے کہ شیعوں نے میری نصرت سے ہاتھ اٹھالیا۔ جلاء العیون ص۴۳۳ میں ہے۔ کہ قاتلین حسین شیعہ تھے۔

تقریر مناظر شیعہ

حضرت مبلغ اعظم نے بعد خطبہ پھر آیۃ (ان من شیعتہ لابراھیم) کی آیت کو تلاوت کیا اور ارشاد فرمایا کہ حضرات! مذہب شیعہ حضرت ابراہیم سے شروع ہوا جیسا کہ پہلی تقریروں میں ثابت کر چکا ہوں۔ اگر یہ یہودیوں کا مذہب ہوتا تو نبی کریم شیعوں کو جنتی نہ فرماتے۔ پھر دیکھو تفسیر فتح القدیر، صواعق محرقہ اور تفسیر ابن جریر کے حوالے۔

شیعہ تو کشتیٔ نوحؑ میں سوار ہیں

بھلا کشتیٔ نوحؑ کو دوزخ سے کیا واسطہ؟ باقی رہا عبداللہ بن سبا کا جلانا سو یہ تو سب کو انکار کرتا ہے۔ کیونکہ اس نے اپنے مریدوں کی طرح حضرت علی کو خدا کہا تھا جو کہ شکست پر چل کر انا الحق کے نعرے مار کر قتل ہوتے رہے ہیں۔ لیکن کوئی شیعہ آج تک الوہیت کا دعوی کر کے قتل نہیں ہوا۔ سب آلِ محمد علیہم السلام کی حمایت میں ہی شہید ہوتے رہے ہیں انا الحق کا دعوی کرنے والا بفضلہ تعالیٰ شیعوں میں کوئی نہیں گذرا۔

رجال کشی میں لفظ "قال بعض" ہے کہ بعض مخالفین کا یہ قول ہے۔ سو یہ مخالف حجت نہیں۔ باقی یہ جو کہا جاتا ہے کہ تاریخ الائمہ ص۲۳ میں ہے کہ علی کی ذات میں شبے پیدا ہوئے یہ غلط ہے۔ اس کی اصل عبارت پیش کرو (مگر مولوی محمد صدیق صاحب عبارت پیش نہ کر سکے) مؤلف

مبلغ اعظم نے فرمایا کہ تو تمہارے حافظ صاحب فرماتے ہیں کہ

انک ان علی کل شیء قدیرا

جیسا کہ میں خود پہلے بھی ذکر کر چکا ہوں۔ مثلاً آپ کا یہ قول کہ فسلم ولدک منھم ان یقتلوھم یعنی اپنے بچوں کو ان سے بچا تاکہ وہ انہیں قتل نہ کر ڈالیں [illegible]

چوری اور سینہ زوری ہے۔ امانت میں خیانت اور عوام کو دھوکہ دینا۔ اسی لئے آپ نے ساری روایت پیش نہیں کی تاکہ آپ کا دھوکہ کھل نہ جائے۔ لیجئے میں پوری عبارت پیش کرتا ہوں سنیئے۔

عن ابی عبد اللہ علیہ السلام فی قول اللہ عزّوجل
فاما ان کان من اصحاب الیمین فسلام لک من اصحاب الیمین
فقال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ھم شیعتک
فسلم ولدک منھم ان یقتلوھم۔

یعنی حضرت امام جعفر صادق علیہ السّلام سے روایت ہے کہ قول باری تعالیٰ میں اگر مُردہ اصحاب یمین سے ہے۔ پس سلامتی ہے واسطے اصحاب یمین کے روز قیامت جن کے دائیں ہاتھ میں اعمال نامے ہوں گے۔ رسُولِ خداؐ نے حضرت علیؑ سے فرمایا کہ اصحاب یمین سے مراد تیرے شیعہ ہیں۔ پس تیرے واسطے ان کی طرف سے سلامتی ہے۔ کیونکہ تیرے بچوں کے لئے وہ قاتل نہیں ہیں۔ بلکہ تیرے دشمن قاتل ہیں۔ تیرے شیعہ تو تیری اہل بیت کے معاون و مددگار ہیں۔ پس تیرے واسطے انہی کی طرف سے سلام ہے کیونکہ تیرے اہل بیتؑ ان کے ہاتھ اور زبان سے بچا دیئے گئے ہیں۔

اگر شیعہ قاتل ہوتے تو وُہ

اصحاب یمین کیوں ہوتے

اور قرآن پاک میں اصحاب یمین کی اصحاب شمال کے مقابلہ میں تعریف کیوں آتی فرمایئے اصحاب یمین تو شیعوں کا نام ہے۔ قاتلِ امام کا جنت کے ساتھ کیا تعلق؟ مگر آپکی فریب دہی کے قربان۔ جس طرح آپ نے نصف روایت کو کھایا اور باقی نصف کا ترجمہ بدل دیا وہ آپ ہی کا حصہ ہے۔

گر ہمیں مکتب است و ایں مُلاّں
کارِ طفلاں تمام خواہد شُد

باقی رہا جلاء العیون صفحہ ۴۳۱ سے آپکا یہ کہنا کہ قاتلانِ امام حسینؑ شیعہ تھے یہ بھی آپ کا دروغ بے فروغ ہے اور کھلی ہوئی بے ایمانی۔ اگر آپ وہاں یہ لفظ دکھا دیں

کہ قاتلانِ حسینؑ شیعہ تھے تو آپ کو مبلغ پانصد روپیہ انعام دیتا ہوں۔ ورنہ لَعْنَةُ اللّٰہِ عَلَی الْکَاذِبِیْنَ اور اگر خط لکھنے سے استدلال ہے تو فرمایئے تو بتلایئے کہ حضرت امام حسینؑ کو تو شیعہ خط لکھ رہے تھے لیکن یزید کو کس نے خط لکھا کہ امام حسینؑ کوفے میں آرہے ہیں؟ کہیں یہ بزرگوار

آپ کے صحابی عشرہ مبشرہ والے کے فرزند ارجمند عمر بن سعد

تو نہیں ہیں؟ اور مدینہ میں امام حسین علیہ السّلام سے بیعت طلب کرنے والا کون ہے کیا آپ کا چھٹا خلیفہ یزید بن معاویہ تو نہیں؟ جب دربار ابن زیاد میں امام مظلوم کا سر اقدس کٹ کر آیا تو آپ کے جلیل القدر بزرگ انس بن مالک جیسے لوگ کرسیوں پر جلوہ افروز تھے؟ کربلا سے لیکر شام تک اور شام میں سر مبارک سید الشہداء علیہ السّلام کس کے دربار میں پیش ہوا؟ کیا اُس کے تو نہیں جس کی بیعت بقول آپ کے خلیفہ زادہ عبداللہ بن عمر بن خطاب اللہ و رسولؐ کی بیعت ہے۔ سیدھی بات کیوں نہیں کہتے کہ حکم یزید سے حسینؑ قتل ہوئے؟ یزید اگر شیعہ ہے تو شیعہ قاتل اور سُنی ہے تو سُنی قاتل۔ مگر شیعہ تو یزید پر لعنت کرتے ہیں بلکہ اس کے بزرگوں پر بھی۔ مگر آپ کے ہاں یہ کیوں لکھا گیا۔

فلم یلعن یزیدا بعد موت
سوی المکثار فی الاغواء غالی (الفیۃ البلاغ صفحہ ۔۔۔)

کہ یزید پر آج تک سوائے گمراہوں اور غالیوں کے کسی نے لعنت نہیں کی۔ اگر شیعہ قاتل تھے تو پھر وہ کونسے شیعہ تھے جن کو آپ کی تاریخ طبری کا یہ کہنا ہے کہ وہ عمر کے گروہ میں حسینؑ کے مددگار تھے اور بعد قتل ان کے سر کٹ کر دربار یزید میں پہنچے۔ اور کون تھا جس کو عزرہ ابن قیس نے میدان کربلا میں کہا کہ یا زھیر ماکنت عندنا من شیعۃ اھل ھذا البیت اما کنت عثمانیا قال افلست تستدل بموقف ھذا انی منھم۔

کہ اے زہیر ہمارے خیال میں تو تُو آلِ محمدؐ کا شیعہ نہیں تھا۔ تو تو عثمانی ہوا کرتا تھا۔ تو زہیر نے جواب دیا کہ تجھے میرے اس مقام میں کھڑا ہونے سے بھی معلوم نہ ہوا کہ

میں شیعان آلِ محمدؐ سے ہوں ۔ دیکھو یہ میرے ہاتھ میں تاریخ طبری جلد ۶ صفحہ ۲۵۶ اور فرمایئے ۔ یہ کون تھا جس نے معرکۂ کربلا میں نصرتِ امام میں کھڑے ہو کر یہ کہا کہ انا البجلی انا علی دین علی کہ میرا نام بجلی ہے اور میں دینِ علیؑ پر ہوں اور وہ مزاحم بن حریث کون تھا جس نے اس کے مقابل یزید کی حمایت میں یہ کہا کہ انا علی دین عثمان ۔ یعنی میں عثمان کے دین پر ہوں ۔ دیکھئے تاریخ طبری جلد ۶ صفحہ ۲۴۹ اور فرمایئے یہ کون تھے ؟ جس کی نسبت آپ کی مستند تاریخ طبری کہتی ہے دیکھئے جلد ۶ صفحہ ۲۶۴ کہ زحر بن قیس نے یزید کو یوں خوشخبری سنائی کہ ابشر یا امیر المومنین بفتح اللہ ونصرہ ورد علینا الحسین بن علی فی ثمانیہ عشرہ من اہل بیتہ وستین من شیعتہ فسرنا الیہم الخ

یعنی بشارت ہو اے امیر المومنین اللہ کی فتح و نصرت کی ۔ حسین بن علیؑ اٹھارہ بنی ہاشم اور ساٹھ اپنے شیعوں سے کہ ہم پر وارد ہوئے ۔ ہم نے ان پر سوال کیا کہ تم امیر تسلیم کرو یا لڑائی کو اختیار کرو ۔ پس انہوں نے تسلیم کی بجائے لڑائی کو ترجیح دی ۔ ہم صبح کے طلوع ہوتے ہی ان پر ٹوٹ پڑے اور ہر طرف سے ان کا احاطہ کر لیا ۔ حتیٰ کہ تلواریں ان کے سروں پر برسنے لگیں ۔ وہ ٹیلوں اور گڑھوں میں پناہ لیتے پھرتے تھے جیسے کبوتر شکرے سے پناہ تلاش کرتا ہے ۔ پس خدا کی قسم اے امیر المومنین ! اتنی دیر لگی ہوگی جتنے میں اونٹ ذبح کر کے اس کا گوشت تقسیم کر دیا جاتا ہے یا دوپہر کا قیلولہ ہوتا ہے حتیٰ کہ ہم ان کے آخری کے سر پر آ گئے ۔ پس اب ! ان کے جسم برہنہ پڑے ہیں ۔ ان کے لباس ریگ آلودہ اور رخسار خاک آلودہ ہو گئے ۔ سورج کی دھوپ ان پر چمکتی ہے ۔ ہوائیں ان پر چلتی ہیں ۔ جنگل کے درندے ان کے زوار ہیں ۔ پس عبید اللہ بن زیاد نے حسینؑ کی بچیوں اور بیٹیوں کو برہنہ پشت اونٹوں پر سوار کر کے اور علی بن حسینؑ کی گردن میں طوق پہنا کر آپ کے پاس بھیج دیا ۔

الغرض مولانا اعظم نے تاریخ طبری سے امامِ مظلوم اور ان کے شیعوں کی شہادت کو کچھ ایسے طریق سے ادا کیا کہ اپنے بیگانے سب متاثر ہو گئے ۔ (مؤلف)

پھر آپ نے تاریخ طبری کا یہ فقرہ پڑھا کہ ولما قتل الحسین بن علی جئی برؤس من قتل معہ من اہل بیتہ وشیعتہ وانصارہ ۔ یعنی جب

حسین علیہ السلام قتل ہوئے تو ان لوگوں کے سر لائے گئے جو آپ کے ساتھ اہل بیت سے اور آپ کے شیعوں سے اور مددگاروں سے قتل ہوئے تھے ۔ طرف عبید اللہ بن زیاد کے ۔

جس کے بعد آپ نے فرمایا کہ حضرات شیعہ قاتل نہیں بلکہ مقتول ہیں ۔ قاتل تو یزید اور اسکے حامی ہیں جو آج ذکرِ حسینؑ اور آپ کی تعزیہ داری کو روکتے ہیں ۔ تاکہ کسی طرح لوگوں کو نواسۂ رسولؐ کے قاتلوں کا صحیح پتہ نہ چل سکے ۔

تقریر مناظر سنی

حضرات ! آپ نے دیکھ لیا کہ مناظر اہلِ تشیع نے میری پیش کردہ عبارتوں کا قطعاً جواب نہ دیتے ہوئے مطاعن سے کام اپنا شروع کر دیا ۔ ایں کار از تو آید و مرداں چنیں کنند ۔ پچھلے دلائل مولوی صاحب پر بطور قرض باقی تھے اور اب یہ بھی ان کے ساتھ مل گئے ۔ مجھے یقین ہے کہ قیامت تک ان سے جواب نہ بن سکے گا ۔ خیر بہر حال ہمارا فرض ہے کہ ہم ان کی ہر بات کا جواب دیں ۔

فتح القدیر کی عبارت میں جس عبارت کا حوالہ دیا گیا ہے وہ ایک قسم کے تفسیری نوٹ تھے ۔ وہاں یہ موجود نہیں ہے کہ وہ قرآن کی آیت اس طرح نازل ہوئی تھی ۔

اصول کرخی کی آیت کو کاٹ کر پیش کیا گیا ہے ۔ بخاری شریف میں ماسوا الا من القرآن کے جلانے کا ذکر ہے جو کہ کھجوروں کے پتھروں پر لکھا ہوا تھا اور وہ بھی وصولی کے بعد جیسا کہ مشہور ہے ، نہ کہ بغیر الفسل ۔

ابن ماجہ کی روایت پیش کر کے مناظر صاحب بڑے خوش ہو رہے ہیں حالانکہ قرآن کو تو اللہ نے سینوں میں محفوظ رکھ دیا ہے جہاں بکری نہ پہنچ سکے ۔ اور کیا ہمارے جہان میں صرف وہی قرآن تھا ۔ مولوی صاحب کیا کچی باتیں کرتے ہیں ۔

اچھا اب ہمارے موضوع کی طرف آتا ہوں ۔ تفسیر خلاصۃ المنہج میں ہے جو ایک دفعہ کہے تو اس کو دیر امام حسینؑ اور دو مرتبہ کہے دو برابر امام حسینؑ و تین مرتبہ کہنے سے

درجہ مولا علیؑ کا اور چار متعے کرنے سے درجہ رسول مقبولؐ کا۔ سبحان اللہ زنا سے تم درجات علیا کو برابر کر دیا۔ کیا اب بھی تمہارے بے ایمان ہونے میں شبہ ہے۔

تقریر مناظر شیعہ

بعد خطبہ مبلغ اعظم مدظلہ نے فرمایا، حضرات! سنی مناظر اصل موضوع کو ثابت نہیں کر سکا۔ لہٰذا ادھر اُدھر ہاتھ پاؤں مار رہا ہے۔ اصل موضوع ہے "شیعہ کا ایمان اور اسلام" مسئلہ متعہ موضوع نہیں ہے۔ مگر مولوی محمد صدیق صاحب کے ہاتھ پہلے ہی جب کچھ نہیں رہا تو متعہ کا مسئلہ چھیڑ بیٹھے۔ مگر بھلے میں اس کا بھی جواب دیے دیتا ہوں۔

اوّلاً تو متعہ قرآن مجید سے ثابت ہے **فما استمتعتم به منهن فاتوهن اجورهن فريضة** (پ۔ سورہ نساء) یعنی پس جو متعہ کیا تم نے ساتھ اُس کے اُن عورتوں میں سے پس دیدو تم اُن کو اجر اُن کے جو مقرر ہو گئے۔

کتب اہلسنّت سے متعہ کے ثبوت

اہلسنّت کی تفسیروں میں لکھا ہے کہ یہ آیت در باب متعہ نازل ہوئی ہے۔ دیکھئے تفسیر کبیر جلد ۳ صفحہ ۱۹۵ کی عبارت پڑھتا ہوں سنئے! **ان المراد بهذه الآية حكم المتعة** کہ مراد اس آیت سے حکم متعہ ہے اور تفسیر ابن کثیر جلد ۱ صفحہ ۴۷۴ کی عبارت بھی سن لیجئے **قد استدل بعموم هذه الآية على نكاح المتعة** کہ اس آیت سے استدلال کیا گیا ہے اوپر نکاح متعہ کے اور پھر دیکھئے تفسیر بیضاوی جلد ۱ صفحہ ۲۱۵ **نزلت الآية في المتعة** کہ یہ آیت متعہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

اس کے بعد آپ نے مسلم شریف جلد اوّل صفحہ ۴۵۰ سے یہ حدیث پیش کی کہ **رخص لنا ان تنكح المرأة بالثوب الى اجل ثم قرء عبد الله يا ايها الذين امنوا لا تحرموا طيبات ما احل الله لكم ولا تعتدوا ان الله لا يحب المعتدين۔**

کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ حضورؐ نے ہم کو کپڑا دے کر نکاح متعہ کرنے کی اجازت دی دی۔ پھر عبداللہ نے یہ آیت پڑھی۔ کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اے لوگو! جو ایمان رکھتے ہو۔ خدا کی حلال کردہ پاک چیزوں کو حرام نہ کہو۔ اور اللہ کی حدود سے آگے نہ بڑھو۔ اب صحیح مسلم کی دوسری حدیث بھی سن لیجئے۔ کہ **قال اخرج علينا منادي رسول الله فقال ان رسول الله قد اذن لكم ان تمتعوا يعني متعة النساء۔**

کہ حضورؐ کے منادی نے ندا دی کہ تحقیق رسول خدا نے تم کو متعہ کرنے کا اذن دیا ہے یعنی متعۃ النساء۔ عورتوں سے متعہ۔

پھر مبلغ اعظم نے اہلسنّت کی تفسیر ابن جریر جلد ۵ صفحہ ۹ مطبوعہ مصر سے حضرت علی علیہ السلام کا یہ قول پیش کیا کہ **قال علي عليه السلام لولا ان عمر نهى عن المتعة ما زنى الا شقي۔** کہ اگر عمر متعہ کو منع نہ کرتا۔ تو سوائے شقی ازلی کے کوئی زنا نہ کرتا۔

اور فرمایا کہ آپ کا متعہ کو زنا کہنا غلط ہے۔ کسی تفسیر یا حدیث سے متعہ بمعنی زنا دکھائیے؟ باوجود اصرار شدید کے مولوی محمد صدیق صاحب اس کو زنا ہی کہتے رہے اور شیعوں کو خواہ مخواہ بے ایمان کہہ کر اپنا ایمان تباہ کرتے رہے۔ (مؤلف)

مبلغ اعظم نے فرمایا، مولوی محمد صدیق صاحب! ذرا توجہ فرمائیے۔ میرے ہاتھ میں تفسیر مظہری جلد ثانی ہے۔ اس کے صفحہ ۸۵ سورۂ نساء سے روایت سنیئے۔ **روى النسائي والطحاوي عن اسماء بنت ابي بكر قالت فعلناها على عهد رسول الله۔**

کہ حضرت اسماء ابوبکر کی بیٹی فرماتی ہیں کہ ہم نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں خود متعہ کیا ہے۔

اب فرمائیے مولوی محمد صدیق صاحب کہ حضرت ابوبکر کی بیٹیاں بھی رسول خدا کے زمانے میں متعہ کیا کرتی تھیں یا زنا کیا کرتی تھیں۔ اگر متعہ کیا کرتی تھیں تو تم ان کے [illegible] کیوں کہتے ہو۔ کچھ تو شرم کرو خلیفہ اول کی بیٹیوں کی عصمت پر حملہ نہ کرو۔

اَب تو متعہ کو زنا نہ کہو گے!

بس پھر کیا تھا سُنّی مناظر کے طوطے اُڑ گئے۔ پبلک اس کی حماقت پر ہنسنے لگی اور تالیاں بجنے لگیں۔ سُنّی علماء ایک دوسرے کو خود ہی ملامت کرنے لگے۔ ایک کہتا کہ جب پہلے ہی مولوی محمد صدیق سے کہا تھا کہ متعہ کا مسئلہ نہ چھیڑنا۔ تو اس نے ایسا کیوں کیا دوسرا کہتا تھا کہ سخت غلطی کی۔ تیسرا کہتا تھا، خواہ مخواہ شرمساری اُٹھانا پڑی۔ اور صدر محترم حضرت لال حسین صاحب اختر بعدرج رفقاں تحریک ختم نبوت مارے شرمندگی کے ماتھے پر ہاتھ رکھ کر اپنا چہرہ چھپانے کی بے سُود کوشش میں مصروف نظر آرہے تھے۔

اس روایت کے پیش ہونے پر سُنّی مذہب کی عوام پر حقیقت کھل گئی۔ اس شرمندگی سے بچنے کے لئے سُنّی علماء نے شیعہ مناظر سے کتاب طلب کی۔ جب کتاب دیکھ لی گئی تو اس عبارت کو دیکھ کر بے ہوش و حواس بھی جاتے رہے اور ایک دوسرے کا مُنہ تکنے لگے۔ تاکہ کہیں سے چلّو بھر پانی میسّر آئے تو ڈوب کر اس ندامت سے خلاصی کرائیں۔ مگر گئے ہوئے الفاظ واپس نہ ہو سکتے تھے۔ بالآخر سُنّی مناظر اپنے پرانے حربے یعنی دھاندلی کو بروئے کار لا کر "مرتا کیا نہ کرتا" یوں گویا ہوا۔

تقریر مناظر اہل سُنّت

متعہ کرنا اور بات ہے۔ اس کا درجہ درجات پاکیزہ کے برابر ماننا دین میں جسارت ہے اگر آپ کے پاس جواب ہے تو مولوی اسمٰعیل صاحب جلد بتا دیں۔

بلیجئے! یہ میرے ہاتھ میں مسلم شریف ہے۔ اس میں متعہ تا قیامت حضور اکرمؐ نے حرام قرار دیا ہے۔

تقریر مناظر شیعہ

حضرات! سچ ہے ڈوبتے کو تنکے کا سہارا۔ میں پھر وہی بات عرض کرتا ہوں

کہ حضرت اسماء وغیرہ متعہ کو پاکیزہ سمجھ کر کرتی تھیں یا گناہ سمجھ کر۔ اگر گناہ سمجھ کر کرتی تھیں تو پھر ان کی پاکدامنی کہاں؟ اور اگر پاکیزہ سمجھ کر کرتی تھیں تو اعتراض کیسا؟ مولوی صاحب کی حالت پر مجھے خود رحم آتا ہے۔ اب ان کو متعہ کے خلاف تو کوئی دلیل نہیں ملتی، اس لئے فرماتے ہیں کہ متعہ کرنا اور بات ہے اور پاکیزہ ماننا اور بات ہے۔ ان کے اپنے ہتھیار ان ہی اور صحابہ کرام کی بہو بیٹیوں پر چل رہے ہیں۔ اگر یہ کام پاکیزہ نہ ہوتا تو کرتی کیوں؟

مولوی محمد صدیق صاحب کے پاس اگر کوئی جواب ہوتا تو وہ ضرور دیتے۔ چونکہ متعہ کے درجات تو متعہ جو چیز بحکم خدا و رسولؐ و آئمہ طاہرین علیہم السلام ثابت ہوتا ہے تو اس کے درجات کیوں نہ ہوں۔ اور خصوصیت سے یہ کہ جب عمر نے اس کو مٹانا چاہا تو اس کے زندہ کرنے کا ثواب کیوں نہ ہو؟ جب کہ حضورؐ نے ارشاد فرمایا ہے (دیکھیے مشکوٰۃ شریف ص۳۰)

من تمسک بسنتی عند فساد امتی فلہ اجر مائۃ شہید

کہ جس نے میری سنّت کو پکڑا فسادات کے وقت پس اس کے لئے سو شہید کا ثواب ہوگا۔

باقی رہ گیا لفظ درجہ سو اس کا مطلب مولوی محمد صدیق صاحب کیا جانیں۔

دیکھئے ترمذی شریف ص۹۱۹

ان النبی اخذ بید حسنؑ و حسینؑ وقال من احبنی واحب هذین واباهما وامهما کان معی فی درجتی یوم القیامة۔

حضورؐ نے حسنؑ اور حسینؑ کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا۔ کہ جس نے مجھ سے محبت کی اور ان دونوں کے ماں اور باپ سے محبت کی تو وہ قیامت کے دن میرے ساتھ میرے درجے میں ہوگا۔

فرمایئے! اس حدیث کا کیا مطلب ہوا۔ کہ کیا وہ شخص رسولؐ بن جائے گا؟ یا یہ مطلب ہے کہ وہ قرب رسولؐ میں ہوگا۔ اگر اس کے معنے قرب رسولؐ کے ہیں تو پھر متعہ والی روایات میں قرب کا مطلب کیوں نہیں لیا جاتا۔ کہ دربارہ متعہ عمر کے حکم کو چھوڑ کر حکم خدا پر متعہ کرنے والا شخص محمد و آل محمد علیہم السلام کے قرب میں ہوگا۔ کیونکہ اس نے ان کے مذہب کی تائید کی اور بدعت عمری کا ستیاناس کیا۔ اور یہی مطلب حضور اکرمؐ نے مشکوٰۃ شریف کے صفحہ

پر صاف اور واضح طور پر فرمایا ہے کہ من احب سنتی فقد احبنی کان معی فی الجنۃ (رواہ الترمذی)۔ کہ جس نے میری سنت سے محبت کی وہ میرے ساتھ ہوگا۔

حضرات! یہ ہے وہ جس کا مطلب شاید اسی وجہ کی امید میں حضرت اسماء بنت ابی بکر نے متعہ کیا ہو۔ باقی رہا آپ کا یہ کہنا کہ مسلم شریف میں ہے کہ متعہ تا قیامت حرام ہے تو حضور! اوّل تو صحیح مسلم تمہاری اپنی کتاب ہے۔ اگر جرأت ہے تو کسی شیعہ کتاب سے پیش کرو۔ کیونکہ دلیل ہمیشہ مسلمات خصم سے دی جاتی ہے۔ اصول مناظرہ کو کیوں چھوڑتے ہو۔ اگر مسلم شریف کے مطابق تا قیامت متعہ حرام ہوگیا تھا۔ تو رسول خدا کے بعد صحابہ کرام حضرت ابو بکر کے عہد میں اور نصف خلافت حضرت عمر تک متعہ مٹھی آٹے اور کھجوروں پر کیوں کرتے رہے۔ ذرا آنکھیں کھول کر اپنی صحیح مسلم جلد اوّل ص۴۵۱ کی یہ روایت دیکھو سنیئے اخبرنی ابو الزبیر قال سمعت جابر بن عبد اللہ یقول کنا نستمتع بالقبضۃ من التمر والدقیق الایام علی عہد رسول اللہ و ابی بکر حتی نھی عنہ عمر فی شان۔

"کہ حضرت جابر بن عبد اللہ فرماتے ہیں۔ کہ ہم زمانۂ رسول خدا اور خلافت ابی بکر میں برابر متعہ کرتے رہے۔ حتی کہ عمر نے اپنی کسی مصلحت سے اس کو منع کر دیا"

پس پھر کیا تھا۔ مولوی محمد صدیق صاحب سے کوئی جواب بن نہ پڑا۔ آخری پانچ منٹ بھی ملے۔ مگر یوں رحم و کرم کی اپیل کر کے بیٹھ گئے کہ جائیے! مناظرہ بغیر وقفہ ختم ہوگیا۔ خدارا نعرے نہ لگانا اور تالیاں نہ بجانا۔ مگر شیعہ جوش مسرت سے نعرہ کے نعرے لگاتے اور قصائد پڑھے۔ مبلغ اعظم مولانا محمد اسمٰعیل صاحب مدظلہ کے گلے میں تقریباً تین صد روپیہ کا ہار پہنا کر ڈالا گیا۔

اسی وقت مندرجہ ذیل افراد نے شیعہ ہونے کا اعلان کر دیا۔ اور سید منظور علی شاہ صاحب بخاری دام اقبالہ باوجود سنی ہونے کے مولوی محمد صدیق صاحب کی لاجوابی، خفت اور بے اعتدالی دیکھ کر ان کو چھوڑ گئے اور شیعہ مناظر کی تہذیب، تعلیم اور مذہب حقہ کے دلائل سے بہت متاثر ہوئے۔ مبلغ اعظم کے گلے میں سادات بڈھ اکبر شاہ نے مبلغ تین صد روپیہ کے نوٹوں کا ہار ڈالا۔ عوام نے فرط خوشی سے

فلک شگاف نعرے لگائے۔

۱۔ حافظ عبد الرحمٰن صاحب ساکن واہی جن شاہ۔ فارغ التحصیل مدرسہ دارنی۔
۲۔ جگتہ قوم کھوکھرہ۔ ۳۔ غوثون کھواہرہ ولد جندوڈہ۔ ۴۔ برکت علی پنجابی۔
۵۔ الٰہی بخش ولد جام دین۔ ۶۔ جمال ساکن بستی گل محمد۔ ۷۔ جام مقبول ساکن واہی جن شاہ۔ ۸۔ جام قابل ساکن۔ ۹۔ جام کبیر حسین ساکن باگوں۔ ۱۰۔ بڑے بڑے عالم اہل سنت والجماعت کے نام مصلحتاً نہیں دیئے گئے۔ علاقہ خانزی پور۔ چک عباسیاں ریاست بہاولپور میں تقریباً ۴۰ گھر قبولیت مذہب حقہ کا اعلان کر چکے ہیں۔

اہلحدیث حضرات سے

ایک اور مناظرہ

یہ مناظرہ بتاریخ ۲۶ دسمبر ۱۹۷۵ء بمقام لانبڑے متصل بستی مریدکے ضلع شیخوپورہ میں جماعت اہل حدیث سے ہوا۔ کوٹ بہادر کے مولوی محمد صدیق صاحب کی شکست سے اہل حدیث طبقہ مایوس ہو چکا ہوا تھا۔ لہٰذا آپ کی مدد حافظ عبد القادر صاحب روپڑی جو علماء اہل حدیث کی معیت میں اور شیخ الحدیث جناب مولوی عبد اللہ صاحب روپڑی کے زیر سایہ شیعہ مناظر حضرت مبلغ اعظم مولانا مولوی محمد اسمٰعیل صاحب مدظلہ کے مقابلہ پر تشریف فرما ہوئے۔ مگر آپ تمام تر تگ و دو کے باوجود مولوی محمد صدیق صاحب سے بھی پست ہمت ثابت ہوئے۔ مختصر رپورٹ درج ذیل کی جاتی ہے:۔

موضع لانبڑے ایک گجروں کا موضع ہے جن کے واحد مالک چوہدری حاجی سلطان خان صاحب ہیں۔ اس مناظرہ کی ابتدا یوں ہوئی کہ چوہدری دل محمد راجپوت ساکن بھٹیاں ضلع شیخوپورہ کو عالی جناب مستطاب حاجی سلطان خان صاحب گجر رئیس اعظم لانبڑے نے اس کو شیعہ ہونے کی وجہ سے بہت ہی سخت سست کہا۔ حتیٰ کہ اس کو شیعہ ہونے کی وجہ سے اسلام سے خارج کرنے کی کوشش کی۔ اور چوہدری دل محمد چونکہ بے علم تھا۔ لہٰذا مولوی صاحب کے حملہ کی تاب نہ لا سکا اور کہا کہ میں کوئی مولوی نہیں ہوں۔ اگر ہمارا

کوئی عالم ہوتا تو آپ کی ہر بات کا جواب دے دیتا۔ اس پر جناب چوہدری سلطان صاحب
رئیس اعظم لاہور نے از راہ مراسم شاہانہ و آداب خسروانہ فرمایا کہ لڑو جھگڑو نہیں ہم
اگرچہ سنی ہیں لیکن ہم جانبین کا خرچ برداشت کرنے کے لئے تیار ہیں۔ اپنے اپنے علماء
کو بلا کر ہماری کوٹھی پر مناظرہ کر کے مسائل کا تصفیہ کروالو۔ ہم خرچ بھی برداشت کریں گے
اور انتظام بھی کریں گے اور انشاء اللہ انصاف بھی کریں گے۔ اس پر چوہدری ولی محمد
اور مولوی محمد بشیر امام مسجد اہل سنت نے اپنے اپنے علماء بلانے کا انتظام کیا اور ۲۵ دسمبر
۲۶ دسمبر ۱۹۵۲ء تاریخ مقرر ہوئی جس پر اہل حدیث کے تقریباً درجن بھر علماء پہنچ گئے
جن میں حافظ عبداللہ روپڑی اور حافظ عبدالقادر اور حافظ عبدالرحیم کے خصوصاً
اسمائے گرامی قابل ذکر ہیں۔ اور شیعہ کی طرف سے چوہدری ولی محمد کی ہزار تگ و دو
کے باوجود صرف مبلغ اعظم مولانا محمد اسماعیل صاحب ہی میدان مناظرہ میں پہنچ سکے۔
اس مناظرہ کیلئے چار موضوع مقرر ہوئے تھے۔

۱۔ اُمّ المومنین حضرت عائشہ اور اعتراضات شیعہ
۲۔ خلافت اصحاب ثلاثہ
۳۔ مسئلہ متعہ
۴۔ مسئلہ ماتم حسین علیہ السلام

وقت مقررہ پر علماء اہل حدیث جنگ جمل، اور سورۃ تحریم اور مسئلہ متعہ سے
اپنی دور اندیشی کے پیش نظر پہلے ہی جواب دے گئے اور مسئلہ خلافت سے بھی بھاگتے تھے
مگر مبلغ اعظم نے کہا کہ حضرات! کم از کم دو موضوع تو ہوں لیکن وہ اپنی در باب بدعت
اور شرک خاص تیاری کے ماتحت صرف مسئلہ ماتم پر ہی بحث کرنا چاہتے تھے۔
مگر بصد مشکل لوگوں کے اصرار سے مسئلہ اصحاب ثلاثہ زیر بحث آیا۔ مگر پھر ان کی خلافت
کے اثبات سے پہلو تہی کرتے رہے اور صرف ایمان ثلاثہ پر بحث کرنا چاہتے تھے مگر
مبلغ اعظم نے فرمایا کہ حضرات! آپ ان کے ایمان کو کیوں زیر بحث لاتے ہو۔ اگر
خلافت راشدہ ثابت ہو گئی تو سب کچھ ثابت ہو جائے گا۔ کیونکہ خلافت کے لئے ایمان
کامل شرط اول ہے (۱) اگر وہ خلافت پر قبضہ نہ کرتے علی علیہ السلام سے بجبر بیعت نہ
مانگتے۔ (۲) سیدہ ناراض نہ ہوتی۔ (۳) واقعہ احراق۔ (۴) اور قرطاس نہ ہوتا تو شاید

ہم ان کے ایمان سے تعرض بھی نہ کرتے۔ علماء وہابیہ نے سارا زور صرف مسئلہ خلافت سے بچنے [illegible]
لوگوں کے اصرار سے ان کو منوایا گیا۔ مگر مجبوراً نہ وہ مان سکے [illegible]
ثابت نہ کر سکے۔ پھر اس پر بڑی بحث ہوئی کہ مسئلہ ماتم پر بحث مقدم ہے یا مسئلہ خلافت پر
علمائے اہل حدیث اس پر بضد تھے کہ پہلے ماتم پر بحث ہو۔ مبلغ اعظم نے فرمایا [illegible]
ماشاء اللہ! [illegible] کے بعد ہیں۔ مسئلہ ماتم کسی طرح بھی مسئلہ خلافت پر مقدم نہیں ہو سکتا
نہ طبعاً نہ شرعاً نہ اصولاً نہ تمہاری سابقہ فہرست کے مطابق۔ چنانچہ انہوں نے مسئلہ خلافت
کا مقدم کیا۔ ۲۶ دسمبر وقت ۱۰ بجے کارروائی مناظرہ شروع ہوئی [illegible] ہزاروں کی
تعداد میں لوگ شریک ہوئے۔ صدر مناظر منتظم مقرر ہوئے۔ چنانچہ حسب ذیل [illegible]
مناظر از جانب اہلحدیث حافظ عبدالقادر روپڑی۔ حافظ عبدالرحیم صاحب معاون
حافظ عبداللہ صاحب۔ مناظر از جانب شیعہ مبلغ اعظم مدظلہ العالی مولانا محمد اسماعیل صاحب
صدر مولوی دین محمد صاحب واعظ ساکن اچھرہ لاہور۔ منتظم حاجی سلطان خان
صاحب کے فرزندان گرامی۔ خصوصاً چوہدری خدا بخش صاحب اور منتظم اوقات چوہدری
فضل احمد صاحب مقرر ہوئے۔ اس مناظرہ میں جو قابل ذکر باتیں ہوئیں وہ یہ ہیں۔ چوہدری
صاحبان کا عدل و انصاف اس قابل ہے کہ اس کی جتنی بھی تعریف کی جائے کم ہے۔ ہمارا خیال
ہے جتنے بھی مناظرے ہوئے ہیں باوجود سنی ہونے کے ایسے منصف اور عادل جہان میں [illegible]
دنیا نے ہم نے نہیں دیکھے۔ شیعہ سنی کو ایک ہی جگہ بٹھایا اور کھانا کھلایا۔ عزت و احترام سے
پیش آئے۔ دوران مناظرہ کسی غیر ذمہ دار کو چون و چرا نہ کرنے دیا۔ حالانکہ مجمع ہزاروں
کی تعداد میں تھا اور پولیس کی پوری تسلی کرا دی تھی اور مناظرہ اپنے حسن انتظام سے ختم کروایا
آخر اہلحدیث مولوی شیعہ مناظر کی آخری تقریر سے پہلے بھاگنا چاہتے تھے اور اعتراضات کے
جوابات سننے میں شور مچانا چاہتے تھے۔ مگر اللہ اکبر خدا کے بندوں کا انصاف فرمایا اور سب
کو اپنا بٹھایا کہ ایک حرف بھی آخر نہ رکا اور پوری تقریر کرنے کا حق شیعہ مناظر کو دیا۔
اور آخر فیصلہ بھی فرما دیا کہ اگرچہ ہم سنی ہیں مگر ہم یہ کہے بغیر نہیں رہ سکتے کہ دلائل خلافت
غیر معقول اور غیر مدلل گفتگو کرتا رہا اور شیعہ مناظر نے تمام جوابات دے دیئے اور ہر ذی شعور
میں شیعہ کامیاب ہے۔ جس [illegible] تھا۔ علماء اہلحدیث میں صف ماتم بچھ گئی [illegible]
[illegible] سکوت [illegible] اس وقت شیعہ سنی کی زبان پر تھا شیعہ کا مورچہ نہایت مضبوط [illegible]

عالم اور شیر دل ہے۔ ایسے عالم سے مناظرہ کیلئے کوئی خاص عالم چاہئے۔ یہ معمولی [illegible] آپ کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ علمائے اہلحدیث نے جو اس مناظرہ میں بے اصولیاں بے [illegible] اور بے علمیاں ظاہر کیں وہ یہ ہیں۔ اوّل اصول کو چھوڑ کر فروع کو مقدم کرنا چاہتے تھے۔ دوم [illegible] خاص میں شرائط نہ ذکر سکے۔ بلکہ [illegible] عالم اور [illegible] نے ان کو مجبور کر دیا کہ [illegible] پر بحث کرو۔ پھر مسئلہ [illegible] جس قدر زور شور کر رہے تھے، آخر کار کچھ بھی نہ دکھا سکے

اپنے مسلمات سے انکار کیا۔ شاہ عبد العزیز محدث دہلوی کا [illegible] ماننے سے انکار کیا۔ حدیث غریب اور حدیث ضعیف میں فرق نہ کر سکے۔ [illegible] غیر معروف کے منحرف کیا اور اپنے [illegible] سے انکار کیا اور حوالجات مسلمات خود کر دہ جواب چھوڑ گئے۔ [illegible] کا آل ہیں [illegible] کی نسبت [illegible] کا [illegible] دکھا سکے۔ آخر شرمسار ہو گئے۔

الغرض مولوی حافظ عبد القادر صاحب کچھ ایسے قائل ہوئے کہ اپنے معاون مولوی عبد اللہ صاحب کو [illegible] بیٹھ گئے۔ مناظر شیعہ کی روانی، حدیث دانی شیرانہ تقریر سے استدلال موثر [illegible] قابل دید تھا۔ بنا بریں اس تمام علاقہ میں مذہب شیعہ کی صداقت کا سکہ بیٹھ گیا۔ آئندہ انشاءاللہ یہاں مناظرہ کی ضرورت ہوگی نہ شیعوں کی [illegible] ہوگا۔ کیونکہ عوام صداقت مذہب شیعہ کی مقبولیت کے قائل ہو کر رہ گئے ہیں اور جو دیو بندی صاحبان کے انصاف نے ہر شخص کو دم بخود کر دیا۔ مبلغ اعظم کی [illegible] سے یہ مناظرہ [illegible] ہو گیا۔ مذہب شیعہ کی اتمام حجت اس علاقہ میں ہو چکی ہے۔ اب انشاءاللہ تا دیر مناظرہ کی ضرورت نہیں۔

نازک چوٹ

یعنی

مناظرہ سیالکوٹ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ الذی لا مانع لحکمہ ولا ناقض لقضائہ ثم الصلوٰۃ والسلام علی سید انبیائہ و سند اولیائہ محمد و اوصیائہ [illegible] و لعنۃ اللہ علی اعدائہم۔

اما بعد حضرات! ماہ جنوری ۱۹۹۶ء میں تین مناظرے ہوئے [illegible] ۱۸ جنوری کو مناظرہ علاقہ کلاچ والا ضلع [illegible] میں مولوی عبد الستار [illegible] سے تقویت رسالہ پر تھا۔ کھلے میدان میں آنے سامنے جن میں چالیس آدمی [illegible] ولی اللہ پڑھ کر منبر پر چڑھ کر عبد الستار کے سامنے شیعیت کا اعلان کر گئے اور [illegible] آدمی اس کے اثر سے شیعہ ہو گئے۔

اور مورخہ ۲۰ جنوری ۱۹۹۶ء کو گوجرانوالہ میں مسجد اہلحدیث کے امام [illegible] محدث مدرس بخاری شریف والا بازار گوجرانوالہ وغیرہ سے مذہب شیعہ کی صداقت اور امام حسین علیہ السلام کے [illegible] کا [illegible] ٹیپ ریکارڈ ہوا اور اہلحدیث کے [illegible] ناکام ہو جانے کے بعد [illegible] شکار ہو گئے اور تمام شہر اور علاقہ میں مذہب شیعہ کی دھاک بیٹھ گئی۔

اور مورخہ ۲۱ جنوری ۱۹۹۶ء کو مناظرہ سیالکوٹ جناب [illegible] صاحب [illegible] کے مکان میں نہایت حسن انتظام سے ہوا۔ جس میں مولوی [illegible] اور مولوی منظور احمد [illegible] تھے۔ [illegible] مسئلہ آل اور عصمت [illegible] مناظرہ ہوا۔ جس میں بفضلہ تعالیٰ مذہب جعفریہ [illegible] آخر [illegible] ہوا۔ [illegible] تمام سیالکوٹ میں شیعہ کی فتح [illegible]

وات مناظرہ میں علماء اہلحدیث کی حالت قابلِ دید تھی۔
اگرچہ اس تمام شرارت کے بانی مبانی مولوی منظور احمد صاحب جھگڑا کر رہے تھے۔
مگر وہ پہلے ہی بجائے اکمل صاحب کے مقابلہ کی صورت دیکھ کر راہِ فرار اختیار کر گئے اور دیگر علماء اہلحدیث اس میدان کے مرد نہ تھے۔ بہرحال ان کو بہت ہی شکست ہوئی۔ جس کو خود اہلحدیث اور اہل سنت مان گئے جس کا اعتراف انہوں نے خود اپنے رسالہ میں کیا ہے۔

چنانچہ رسالہ کشف الغمہ حاشیہ ۹ پر لکھتے ہیں کہ مگر اگلے روز بیان کرتے ہیں بہت افسوس ہوا کہ چند اہلحدیث افراد فریق اہل السنت کے اہلحدیث مناظرے والی ... یہ لوگ ہو سے اس کا ... بہت ... ہیں اور شیعہ فریق کے اس جھگڑے پر ... کہنے یا عقیدہ ... کی کوشش کر رہے ہیں کہ ایک اہل السنت مناظر تو میدان سے غیب ہو گیا اور دوسرے کو کوئی خاص کامیابی نصیب نہیں ہوئی الخ۔ الحق ما شہدت بہ الاعداء

دیکھئے! ان کی اس اپنی تحریر میں خود اہل حدیث اور اہل السنت کا بیان موجود ہے۔ کہ مولوی منظور احمد صاحب کو فرار ہو گیا اور دوسرا کامیاب نہ ہوا۔ اب اس سے زیادہ شیعوں کی فتح اور کیا نشانی ہو سکتی تھی کہ اپنے اور بیگانے مان گئے۔ مگر انہوں نے اپنی خفت اور شکست کو مٹانے کے لئے بعد میں ایک رسالہ بنام "کشف الغمہ عن تحقیق لفظ الآل وعصمۃ الائمۃ" لکھ دیا جس کی ضرورت ہی نہ تھی۔ کیونکہ مناظرہ کی نوبت اس وقت آتی ہے جب رسائل و کتب سے بات ادھوری ہو جاتی ہے اور رسائل و کتب سے فیصلہ نہیں ہوتا تو پبلک کے سامنے مناظرہ ہوتا ہے اور لوگ سن کر حق و باطل کا فیصلہ خود کرتے ہیں۔ لیکن اگر پھر رسائل شروع ہو جائیں تو دور اور تسلسل لازم آتا ہے۔ جو باطل ہے۔ حقیقت الامر یہ ہے کہ سیالکوٹ کے مناظرہ میں جو علماء شامل ہوئے وہ اس میدان کے مرد نہ تھے۔ ذہنی ... بنے کہلانے کا ہر کسی کا دل چاہتا ہے مگر اس فن میں بالکل اناڑی تھے۔ نہ دعویٰ و دلیل کا پتہ نہ موضوع کی خبر۔ پتہ ہی نہیں کہ اس مسئلہ میں شیعہ سنی کا اختلاف کیا ہے؟ جانبین کے دلائل کیا ہیں؟ حقیقت کیا ہے؟ محض شور و شغب کیا۔ و مغالطہ و اسقاط اور مسائل کیا ہیں۔ مناظرہ کی ترتیب بھی کیا جو منہ میں آیا کہہ دیا۔ جو تقریر ایک مرتبہ ... اور سنی کو شیعہ کے خلاف ... کی ضرورت ہی نہیں۔ کیونکہ جتنا علم میں ملتے ہیں حقیقت کا ادراک ہوتا جاتا ہے۔ شیعیت قریب آ رہی ہے۔ لہٰذا بہتر یہی سمجھتے ہیں کہ غلط مسائل پھیلائیں جتنا شیعہ کے خلاف ہو سکتا ہے اچھا ہے

... جب غلط ہو گئے ... بات نہیں رہتی تو ... ہیں

میں چلے جاتے ہیں کہ وہ کر ... آنحضور کو تعلیم کرو، ... ہو جائے، حکومت کو ... کرو، ... زیادہ نیوش پاس کرو، ... صحابہ کو خلافت ... ہو گیا ہے۔ کیا یہ ... کی ... کے مذہب کے دلائل کا جواب دے سکے۔ اگر دنیا ایسا کر سکتی تو حدیث قرطاس میں ... پر شور و شغب کیوں ہوتا؟ حسبنا کتاب اللہ کہہ کے حدیث رسالتمآب کا انکار کیوں ہوتا؟ سقیفہ میں خلیفہ کے تقرر پر اہل بیت کو کیوں چھوڑا جاتا؟ سعد بن عبادہ کو مارا کیوں جاتا؟ خاتونِ جنت کے دعویٰ کے خلاف قرآن کو چھوڑ کر دوسری طرف ترجیح کیوں ہوتا؟ ... انصاف کرتی تو ابوالحسن خلافت سے محروم کیوں ہوتے؟ آپ کی خلافت میں باغیوں کے خروج کیوں ہوتے؟ صفین جمل کے معرکے، در ... شہادت حسینؑ سب اس بے ... کے مظاہرے ہیں اور یہ ... علی مع الحق والحق مع علی، القرآن مع علی ... حدیثیں ہیں۔

الغرض ان کا یہ رسالہ لکھنا ان کی خفت اور شکست کی نشانی ہے۔ ... میدان میں ... لوگوں نے سن لیا، فیصلہ کے بعد ... کیا۔

مگر چونکہ ان کے رسالہ کشف الغمہ سے غلط تاثر پیدا ہو رہا ہے ... اور ... ہیں کہ اس کا جواب دو۔ اگرچہ ہمیں ... نہیں۔ تاہم مومنین کی تسکین اور ... کی تلقین کے لئے اس کا جواب ضروری ہے۔

اَلجَوَاب

ان کے رسالہ کا نام "کشف الغمہ عن تحقیق لفظ الآل وعصمۃ الائمۃ" ہے یہ رسالہ ادارہ تحقیق مذاہب سیالکوٹ سے شائع ہوا ہے جو بہت ہی غلط ہے ... لکھا گیا ہے۔ جو کچھ مبلغ اعظم صاحب نے شیعوں کی طرف سے پیش کیا اس کا ... اس رسالہ میں ... نہیں۔ کتمان حق ... ہے۔ حق چھوڑ دیا اور باطل ... کیا ہے اور اہل حدیث المعروف ... کے ... ہیں جن کو ... آل محمد کے خلاف ... ہے ایک ... کا ... میں ... شعبان ... ہے جن کو ... حمایت ... رسائل شائع ... سیالکوٹ کا ادارہ ہے جو آل محمد کے ... کو ... ہے

ہے اور حضرت اشرف ما ہر حق کو مارتا رہا ہے۔

وہاں کی اصل خوارج ہے جن کو علی مرتضیٰ شیر خدا نے قتل کیا تھا کیونکہ وہ متشدد اور متصلب فی الدین تھے مگر ان کی اصل مختلف فرقوں میں اب بھی باقی ہے جن سے لیا اوقات کبھی علی مرتضیٰ ظاہر ہوتا رہتا ہے۔ جیسا کہ مشکوٰۃ شریف ص۵۳۵ باب المعجزات فصل اول سے چند اقتباسات عرض کرتا ہوں۔

فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ دَعْہُ فَاِنَّ لَہٗ اَصْحَابًا یَحْقِرُ اَحَدُکُمْ صَلٰوتَہٗ مَعَ صَلٰوتِھِمْ وَصِیَامَہٗ مَعَ صِیَامِھِمْ یَقْرَءُوْنَ الْقُرْاٰنَ لَا یُجَاوِزُ تَرَاقِیَھُمْ یَمْرُقُوْنَ مِنَ الدِّیْنِ کَمَا یَمْرُقُ السَّھْمُ مِنَ الرَّمِیَّۃِ۔

کہ رسالتمآب نے خارجیوں کے مورث اعلیٰ کے قاتل سے فرمایا کہ اس کو چھوڑ دے یہ اکیلا نہیں ہے اس کے اور بھی ساتھی ہیں جن کے مقابلہ میں تم اپنی نمازوں اور روزوں کو حقیر سمجھو گے۔ قرآن پڑھیں گے مگر حلقوم سے نیچے نہ جائیگا۔ دین سے اس طرح نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے نکل جاتا ہے۔ ایک روایت ہے "یخرجون علیٰ خیر فرقۃ من الناس" کہ بہترین گروہ کے اوپر خروج کریں گے یعنی حضرت علیؑ اور ان کے اصحاب کے خلاف خروج کریں گے یعنی شیعہ کے دشمن ہوں گے۔

فی روایۃ اقبل رجل غائر العینین ناتی الجبھۃ کث اللحیۃ مشرف الوجنتین محلوق الراس فقال یا محمد اتق اللّٰہ فقال فمن یطع اللّٰہ اذا عصیتہ فیامنی اللّٰہ علی اھل الارض لا تامنونی فسال رجل قتلہ فمنعہ فلما ولی قال ان من ضئضئ ھذا قوما یقرؤن القرآن لا یجاوز حناجرھم یمرقون من الاسلام مروق السھم من الرمیۃ فیقتلون اھل الاسلام ویدعون اھل الاوثان لئن ادرکتھم لاقتلنھم قتل عاد۔ متفق علیہ۔ (مشکوٰۃ شریف ص۵۳۵)

ایک روایت میں ہے کہ ایک شخص آیا، آنکھیں گہری، پیشانی اٹھی ہوئی، ڈاڑھی گھنی، رخسار اونچے، سر منڈا ہوا۔ کہا اے محمدؐ! خدا سے ڈر۔ حضورؐ نے فرمایا افسوس! اگر میں اللہ کی نافرمانی کروں تو اس سے ڈرنے والا کون۔ اللہ نے مجھے زمین والوں پر امین بنایا تم مجھے امین نہیں سمجھتے تو ایک صحابی نے اس کے قتل کی درخواست کی۔ حضورؐ نے فرمایا

یہ اکیلا نہیں اس کی قسم اور اصل سے اور بھی ہیں جو اس کے مذہب پر ہوں گے۔ قرآن مجید پڑھیں گے لیکن حلقوم سے نیچے نہ اترے گا۔ اسلام سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے نکل جاتا ہے۔ مشرکوں، بت پرستوں کو چھوڑ کر اہل اسلام سے لڑیں گے۔ اگر میں پاؤں تو قوم عاد کی طرح ان کو قتل کروں (قتل خوارج کا حق حضرت علی علیہ السلام کو تھا اب نہیں ہے)۔

حضرات! فدا خوارج کا عقیدہ، طریقہ، عمل، حلیہ بقول سرکار دو عالمؐ پڑھیے کہ کچھ ان بزرگوں کے مشابہ ہیں یا نہیں؟

نطفہ! اگر یہ شیعہ کے خلاف رسائل نہ لکھیں اور پروپیگنڈہ نہ کریں اور یزید کی حمایت میں رسائل نہ لکھیں تو اور کیا کریں۔ منافقوں کو حضرت علیؑ سے بغض تھا کہ ان نے ہمارے بزرگوں کو احد، بدر، خندق میں قتل کیا۔ لہٰذا اس بغض کا اظہار اب تک ہوتا رہتا ہے۔

مذہب شیعہ کی تصدیق اور تحقیق

رسالہ کشف الغمہ کی پہلی سطر میں ہی شیعہ عقائد پر حملہ کر دیا گیا ہے کہ یہ راہ حق سے بچھڑے ہوئے فرقوں سے ہے حالانکہ حق حضرت علیؑ کے ساتھ ہے اور قرآن حضرت علیؑ کے ساتھ ہے اور جنت حضرت علیؑ کے ساتھ ہے اور ان شاء اللہ رشد و ہدایت بھی حضرت علیؑ کے ساتھ ہیں اور شیعہ حضرت علی علیہ السلام اور ان کی معصوم اولاد کے ماننے والے مذہب کا نام ہے۔

شیعۃ الرجل بالکسر اتباعہ وانصارہ وقد غلب ھذا الاسم علی کل من یتولی علیا واھل بیتہ حتی صار اسما لھم خاصا۔

قاموس اللغات ص۳۰ جلد ۳ مطبوعہ مصر کسی مرد کے تابعدار و مددگار کو شیعہ کہتے ہیں اور یہ نام غالب ہے ان لوگوں پر جو حضرت علیؑ اور ان کے اہل بیت سے محبت کرتے ہیں حتیٰ کہ ان کا خاص نام ہو چکا ہے۔

مقدمہ فتح الباری ص۴۵۹ جلد ۱ میں ہے والتشیع محبۃ علی وتقدیمہ

"...من قدمه على ابي بكر وعمر فهو غالٍ في شيعته" کہ مذہب شیعہ حضرت علیؓ کی محبت اور صحابہ کرام پر ان کو مقدم کرنے کا نام ہے۔ پس جس شخص نے حضرت ابوبکرؓ اور عمرؓ پر بھی ان کو مقدم کیا وہ غالی شیعہ ہے۔

تحفہ اثنا عشریہ ص۳ میں شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی فرماتے ہیں:

اول کسیکہ بشیعہ ملقب شدند جماعت از مہاجرین و انصار و تابعین ایشاں کہ مشایعت و متابعت حضرت مرتضیٰ نمودند در وقتیکہ جناب ایشاں خلیفہ شدند و ملازمت صحبت اختیار نمودند و محاربین ایشاں جنگ نمودند و مطیع امر و نواہی ایشاں ماندند ایشاں را شیعہ مخلص گویند و ابتدائے این لقب در ۳۷ھ بود از ہجرت۔

ترجمہ: کہ پہلے جو لوگ لقب شیعہ سے مشہور اور منسوب ہوئے وہ صحابہ کرام سے مہاجرین اور انصار اور تابعین کی وہ جماعت جنہوں نے معاویہ کے مقابلہ میں حضرت علیؓ کی تابعداری اور پیروی کی۔ جب جناب ان کے خلیفہ ہوئے اور ان کی صحبت اختیار کی اور ان کے دشمنوں سے جنگ کی اور ان کے امر و نہی کے مطیع ثابت ہوئے ان کو شیعہ مخلصین کہتے ہیں۔ اس لقب کی ابتدا ۳۷ ہجری میں ہوئی۔

پیارے حضرات! یہ ہے شیعہ کی ابتداء من حیث الجماعت ورنہ من حیث الاعتقاد والاصول تو ابتدائے آفرینش سے مذہب شیعہ چلا آرہا ہے۔ شرح مواقف ص۶۲۵ میں اہل السنت کے علم کلام اور عقائد کی معتبر کتاب الفرقۃ الناجیۃ من کتاب الفرق الاسلامیۃ الشیعۃ هم الذین شایعوا علیاً قالوا انه الامام بعد رسول الله بالنص اما جلیاً واما خفیاً واعتقدوا ان الامامة لا تخرج عنه وعن اولاده وان خرجت فاما بظلم يكون من غيرهم۔

ترجمہ: کہ اسلام کے بڑے فرقوں میں سے بڑا فرقہ شیعہ ہے اور شیعہ وہ ہیں جنہوں نے حضرت علیؓ کی پیروی کی اور اس بات کے قائل ہوئے ہیں کہ علیؓ حق کا امام ہے بعد سرکار دو عالم کے نص کے ساتھ خواہ وہ نص جلی ہو یا خفی۔ اور شیعہ کا یہ بھی اعتقاد ہے کہ امامت حضرت علیؓ اور ان کی اولاد سے باہر نہیں جا سکتی۔ اگر کبھی امامت باہر گئی ہے تو یا ظلم سے گئی یا تقیہ سے۔

مذہب شیعہ قرآن مجید میں

وَاِنَّ مِنْ شِیْعَتِهٖ لَاِبْرٰهِیْمَ ۔ پ۲۳ ۔ سورۃ الصافات ۔ اور تحقیق تابعوں اس کے سے البتہ ابراہیم ہے۔ ترجمہ از شاہ رفیع الدین

وہر آئینہ از اتباع نوح بود ابراہیم۔ ترجمہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی

وہر آئینہ از پیروان اوست ابراہیم۔ ترجمہ شیخ الہند فارسی ص۳۳۵

اور نوح کے طریقہ والوں سے ابراہیم بھی تھے۔ ترجمہ اشرفیہ

اور نوح کے طریقہ والوں میں سے تھے یعنی متفق فی الاصول ہیں ابراہیم کہتے تفسیر بیان القرآن ص۵۵۔ چھوٹی تقطیع مطبوعہ تاج کمپنی اور تفسیر موضح القرآن ص۵۷۲ میں ہے تحقیق تابعداری کرنے والوں نوح کے سے البتہ ابراہیم ہے۔ یعنی اصول شرع کے بیچ اور طریقہ توحید کے بیچ تابعدار اس کا تھا۔

ہم نے آیۂ شریفہ کے متعدد ترجمے اس لئے نقل کئے ہیں تاکہ غلط تاویلیں کرنے والے کچھ شرما جائیں اور غلط تاویلات سے باز آجائیں۔ اب ہم اہل السنت کی مشہور و معتبر تفسیریں اس آیت کے متعلق نقل کرتے ہیں تاکہ ایک حق کے متلاشی کے لئے سامان تسکین مہیا ہو جائے۔

اِنَّ مِنْ شِیْعَتِهٖ لَاِبْرٰهِیْمَ کے متعلق عربی تفسیریں

وان من شیعتہ ای ممن تابعہ فی اصل الدین لابراہیم وان طال الزمان بینہما وہو الفان وستمائۃ واربعون سنۃ وکان بینہما ہود و صالح ۔ تفسیر جلالین ص۳۷۶

اور تحقیق شیعہ سے یعنی حضرت ابراہیم ان لوگوں میں سے جنہوں نے حضرت نوح علیہ السلام

کی اصول دین میں تابعداری کی۔ اگرچہ ان دونوں کے درمیان لمبا عرصہ گذر چکا تھا۔ یعنی دو ہزار چھ سو چالیس سال گذر چکے تھے۔

تفسیر بیضاوی ص۱۳۳ جلد دوم علی حاشیۃ القرآن مطبوعہ مصر۔ وان من شیعتہ ممن شایعہ فی الایمان و اصول الشریعۃ کہ حضرت ابراہیم نوح علیہ السلام ایمان اور اصول شریعت میں تابعدار تھے۔

حاشیہ بیضاوی شیخ زادہ ص۱۵۱ ممن شایعہ فی الشریعۃ اصولہا وفروعہا وشیعۃ الرجل اتباعہ و انصارہ من شایعہ شیاعًا ای تبعہ۔ کہ حضرت ابراہیم ان لوگوں سے جو حضرت نوح کی شریعت، اصول اور فروع میں تابعدار تھے اور شیعہ کے معنی تابعدار کے اور مددگار کے ہیں۔

بقول صحابہ اور تابعین اس آیت کی تفسیر

عَنْ اِبْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ وَاِنَّ مِنْ شِیْعَتِہٖ لَاِبْرَاھِیْمَ یَقُوْلُ مِنْ اَھْلِ دِیْنِہٖ وَقَالَ مُجَاھِدٌ عَلٰی مِنْھَاجِہٖ۔

تفسیر ابن کثیر جلد چہارم ص۱۰ حضرت عبداللہ بن عباس ترجمان القرآن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ان من شیعتہ لابراھیم کے معنے یہ ہیں کہ حضرت ابراہیم حضرت نوح کے اہل دین سے تھے اور حضرت مجاہد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ان کے طریقہ اور سنت پر چلنے والوں میں سے تھے۔

اہلحدیث کی مشہور تفسیر فتح القدیر مصنفہ علامہ شوکانی جلد چہارم ص۳۸۹ میں ہے۔

ثم ذکر سبحانہ قصۃ ابراھیم و بین انہ ممن شایع نوحًا فقال و ان من شیعتہ لابراھیم ای من اھل دینہ وممن شایعہ ووافقہ علی الدعاء الی اللہ والی توحیدہ والایمان بہ۔

پھر اللہ تعالیٰ نے قصہ حضرت ابراہیم کو ذکر فرمایا اور بیان کیا کہ حضرت ابراہیم ان لوگوں میں سے تھے جنہوں نے حضرت نوح کی پیروی کی اور موافقت کی اللہ کی طرف دعوت دینے میں اللہ کی طرف اور اس کی توحید اور اس کے ساتھ ایمان لاتے ہیں۔

فضائل شیعہ اور حدیث شریف

اب ہم اہل حدیث اور اہل السنت کی مستند تفسیروں سے چند حوالے فضائل شیعہ خیر البریہ کے پیش کرتے ہیں تاکہ معلوم ہو جائے کہ جن کو حق سے پھرے کہا جا رہا ہے قرآن و حدیث میں ان کی اصل کیا ہے۔

دیکھئے اہل حدیث کی معتبر تفسیر فتح البیان مصنفہ نواب صدیق حسن بھوپالی ص۳۳۳ جلد دہم مطبوعہ مصر میں ہے۔

عن جابر بن عبد اللہ قال کنا عند النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فاقبل علیؑ فقال النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم والذی نفسی بیدہ ان ھذا و شیعتہ لھم الفائزون یوم القیامۃ ونزلت ان الذین آمنوا الآیۃ فکان محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اذا اقبل قالوا قد جاء خیر البریۃ۔

حضرت جابر ابن عبداللہ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس بیٹھے تھے کہ حضرت علی علیہ السلام تشریف لائے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ تحقیق یہ علی اور اس کے شیعہ قیامت کے دن کامیاب ہوں گے تو یہ آیت نازل ہوئی۔ ان الذین آمنوا وعملوا الصالحات اولئک ھم الخیر البریہ۔ اس دن سے جب بھی حضرت علیؑ آتے تو صحابہ کرام ان کو خیر البریہ کے لقب سے یاد کرتے تھے۔ کہ خیر البریۃ آیا۔ خیر البریہ یعنی تمام مخلوق سے بہتر اور افضل۔ اس حدیث سے حضرت کی افضلیت اور شیعہ کی فضیلت ثابت ہوئی اور یہ بھی ثابت ہوا کہ یہ قرآن کا مذہب اور رسول اللہ کے فرمان کا مذہب ہے

قولہ۔ مگر باوجود مذہب شیعہ کی بنیاد جن عقائد پر ہے ان میں دو عقیدے بڑے اہم ہیں۔

۱۔ جس طرح نبی معصوم اور واجب الاطاعت ہوتے ہیں اسی طرح شیعوں کے امام بھی

معصوم ہیں اور نجات کے لئے ان کی اطاعت ضروری ہے۔

الجواب

بیشک شیعوں کا عقیدہ ہے کہ انبیاء اور آئمہ طاہرین معصوم ہیں اور واجب الاطاعت ہوتے ہیں۔

کما قال شیخنا الصدوق فی اعتقادیتہ نور اللہ مرقدہ

اعتقادنا ان حجج اللہ علی خلقہ بعد نبیہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الائمۃ الاثنا عشر اولہم امیر المومنین علی بن ابی طالب ثم الحسن ثم الحسین ثم علی بن الحسین ثم محمد بن علی ثم جعفر بن محمد ثم موسیٰ بن جعفر ثم علی بن موسیٰ ثم محمد بن علی ثم علی بن محمد ثم الحسن بن علی ثم محمد بن الحسن الحجۃ القائم بامر اللہ صاحب الزمان وخلیفۃ الرحمٰن فی ارضہ الحاضر فی الامصار الغائب عن الابصار صلوٰۃ اللہ علیہم اجمعین واعتقادنا فیہم انہم اولوا الامر الذین امر اللہ بطاعتہم وانہم شہداء علی الناس وانہم ابواب اللہ والسبیل الیہ والادلاء علیہ وانہم عیبۃ علمہ وتراجمۃ وحیہ وارکان توحیدہ وانہم معصومون من الخطاء والزلل وانہم الذین اذہب اللہ عنہم الرجس وطہرہم تطہیراً وان لہم المعجزات والدلائل وانہم امان لاہل الارض کما ان نجوم السماء امان لاہل السماء ومثلہم فی ہذہ الامۃ کسفینۃ نوح من رکبہا نجی او کباب حطۃ وانہم عباد اللہ المکرمون الذین لا یسبقونہ بالقول وہم بامرہ یعملون ونعتقد فیہم ان حبہم ایمان وبغضہم کفر وان امرہم امر اللہ ونہیہم نہی اللہ وطاعتہم طاعۃ اللہ ومعصیتہم معصیۃ اللہ وولیہم ولی اللہ وعدوہم عدو اللہ ونعتقد ان الارض لا تخلوا من حجۃ اللہ علی خلقہ اما ظاہراً مشہوراً او اما خائفاً مغموراً ونعتقد ان حجۃ اللہ فی ارضہ وخلیفتہ فی عبادہ فی زماننا

ہذا ہو القائم المنتظر محمد بن الحسن بن علی بن محمد بن علی بن موسیٰ بن جعفر بن محمد بن علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب علیہم السلام وانہ ہو الذی اخبر بہ النبی عن اللہ باسمہ ونسبہ وانہ ہو الذی یملاء الارض قسطاً وعدلاً کما ملئت ظلماً وجوراً وانہ ہو الذی یظہر اللہ بہ دینہ لیظہرہ علی الدین کلہ ولو کرہ المشرکون وانہ ہو الذی یفتح اللہ علی یدیہ مشارق الارض ومغاربہا حتی لا یبقی فی الارض مکاناً الا نودی فیہا بالاذان ویکون الدین کلہ للہ وانہ ہو المہدی اخبر بہ النبی وانہ الذی اذا خرج نزل عیسیٰ بن مریم یصلی خلفہ ویکون المصلی اذا صلی خلفہ کمن کان مصلیاً خلف رسول اللہ لانہ خلیفۃ ونعتقد انہ لا یجوز ان یکون القائم غیرہ بقی فی غیبتہ ما بقی ولو بقی غیبتہ عمر الدنیا لم یکن القائم غیرہ لان النبی عمر الدنیا لم یکن والقائم غیرہ لان النبی والائمۃ دلوا علیہ باسمہ ونسبہ وبہ نصوا وبہ بشروا صلوٰت اللہ علیہم اجمعین وقد اخرجت ہذا الفصل فی کتاب الہدایۃ۔

باب الاعتقاد فی العصمۃ

قال الشیخ ابو جعفر اعتقادنا فی الانبیاء والاوصیاء والملائکۃ وانہم معصومون مطہرون من کل دنس۔ وانہم لا یذنبون ذنباً لا صغیرۃ ولا کبیرۃ ولا یعصون اللہ ما امرہم ویفعلون ما یؤمرون ومن نفی عنہم العصمۃ فی شیء من احوالہم فقد جہلہم ومن جہلہم فہو کافر واعتقادنا فیہم انہم معصومون موصوفون بالکمال والتمام والعلم من اوائل امورہم واواخرہا لا یوصفون فی شیء من احوالہم بنقص ولا عصیان ولا جہل۔

ترجمہ: اور ہم عقیدہ رکھتے ہیں کہ جناب رسولِ خدا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے بعد مخلوقات پر حجت خدا حضرات آئمہ اثنا عشرؑ ہیں۔ ان سب سے اوّل حضرت امیرالمومنین علیہ السلام پھر حضرت امام حسنؑ پھر امام حسینؑ پھر امام زین العابدینؑ پھر امام محمد باقرؑ پھر امام جعفر صادقؑ پھر امام موسیٰ کاظمؑ پھر امام علی رضاؑ پھر امام محمد تقیؑ پھر امام علی نقیؑ پھر امام حسن عسکریؑ پھر حضرت حجت علیہم السلام خلیفہ ہوئے۔ د بارہویں امامؑ حکم خدا کو قائم کرنے والے امام زمانہ زمین پر خلیفۃ اللہ شہروں میں موجود نظروں سے غائب ہیں خدا کی رحمت اور درود ان حضرات پر نازل ہو۔

ان بزرگوں کے بارے میں ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ یہ حضرات صاحبان امر ہیں جن کی اطاعت کا خدا نے حکم دیا ہے۔ اور یہ حضرات تمام آدمیوں کے گواہ اور علم الٰہی کے ابواب اور اس کی طرف پہنچنے کے لئے راہ اور دلیل ہیں اور اس کے علم کے مخزن ہیں اور اس کی وحی کے ترجمان اور ارکان ہیں۔ وہ سب کے سب خطاؤں اور لغزشوں سے معصوم ہیں اور یہ وہی حضرات ہیں جن سے خدا نے پلیدی کو دور رکھا، اور جتنا چاہیئے تھا آتنے درجہ کا ان کو پاکیزہ بنایا۔ ان کے پاس معجزے اور دلیلیں تھیں۔ یہ حضرات تمام اہل زمین کے واسطے امان ہیں جس طرح کہ ستارے اہل آسمان کے لئے امان ہیں اور ان بزرگوں کی مثال اس امت میں کشتی نوح کی مانند ہے اور یہ سب خدا کے بزرگ بندے ہیں جو کسی بات میں اس پر سبقت نہیں لے گئے اور اسی کے حکم کے مطابق عمل کرتے رہے اور ہم ان حضرات کے بارے میں یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ ان کی محبت ایمان ہے اور عداوت ان سے کفر ہے۔ ان کا حکم خدا کا فرمان ہے۔ ان کی مخالفت خدا کی مخالفت ہے۔ ان کی پیروی خدا کی اطاعت ہے۔ ان کی نافرمانی خدا کی معصیت ہے۔ ان کا دوست خدا کا دوست ہے اور ان کا دشمن خدا کا دشمن ہے۔ اور یہ بھی ہمارا عقیدہ ہے کہ زمین خالی نہیں رہ سکتی ایسے شخص سے جو بندگانِ خدا پر اس کی حجت ہو خواہ وہ ظاہر و مشہور ہو یا مخفی اور پوشیدہ ہو۔

اور یہ بھی ہمارا عقیدہ ہے کہ زمین پر خدا کی حجت اور بندوں پر اس کا خلیفہ اس زمانہ میں حضرت قائم منتظر محمد بن الحسنؑ بن علیؑ بن محمدؑ بن علیؑ بن موسیٰؑ بن جعفرؑ بن محمدؑ بن علیؑ بن الحسینؑ بن علیؑ بن ابی طالب علیہم السلام ہیں۔

اور یہ وہی جناب ہیں جن کے نام و نسب کی حضرت نبیؐ نے خبر دی تھی اور آپ ہی زمین کو عدل اور داد سے اس طرح بھر دیں گے کہ جس طرح وہ ظلم و جور سے بھر چکی ہوگی۔

اور آپ ہی کے ذریعے سے اللہ اپنے دین کو ظاہر کر کے تمام دینوں پر اس کو غالب کر دے گا۔ اگرچہ مشرک اس سے کراہت کریں گے اور اللہ آنحضرتؑ کے ہاتھوں پر زمین کو مشرق سے مغرب تک فتح کر دے گا یہاں تک کہ زمین پر کوئی جگہ باقی نہ رہے گی۔ مگر یہ کہ اس جگہ سے آوازِ اذان آئے گی اور ساری دنیا میں بس خدا ہی کا دین ہوگا۔

اور یہ جناب وہی مہدی ہیں جن کی خبر رسول اللہؐ نے دی ہے اور جبکہ یہ جناب ظاہر ہوں گے تو اُس وقت حضرت عیسیٰ بن مریم نازل ہوں گے اور ان کے پیچھے نماز پڑھیں گے۔ اور آنحضرتؑ کے پیچھے نماز پڑھنے والا ایسا ہوگا کہ اس نے رسول اللہؐ کے پیچھے نماز پڑھی ہو۔ کیونکہ وہ حضرت جناب رسولِ خدا کے خلیفہ ہیں۔

(اور ہم) یہ بھی عقیدہ رکھتے ہیں کہ ان جناب کے سوا کوئی شخص قائم نہیں ہو سکتا اگرچہ وہ جناب طولانی مدت تک غائب ہیں اور آئمہ اہل بیت نے ان حضرات کے نام و نسب کو بتایا ہے اور خلافت آنحضرتؑ پر نص فرما دی ہے اور ان کے ظہور کی بشارت دی ہے۔ خدا کا درود ان پر نازل ہو میں نے اس فصل کو کتاب الہدایہ میں درج کیا ہے۔

عصمت کے متعلق عقیدہ

شیخ ابو جعفرؒ نے فرمایا ہمارا اعتقاد نبیوں اور وصیوں اور فرشتوں کے بارے میں یہ ہے کہ یہ سب معصوم ہیں۔ ہر قسم کی نجاست سے پاک ہیں۔ انہوں نے کبھی گناہ نہیں کیا۔ نہ صغیرہ کے یہ حضرات مرتکب ہوئے اور نہ ہی کبیرہ ان سے سرزد ہوا۔ یہ حضرات حکم الٰہی کی نافرمانی نہیں کرتے اور جو کچھ ان کو حکم دیا جاتا ہے موافق اس کے عمل کرتے ہیں اور جو شخص ان کی عصمت کا کسی حال میں کچھ بھی انکار کرے تو وہ ان کے مرتبے سے جاہل ہے اور جو شخص ان سے جاہل ہو وہ کافر ہے۔

اور ہمارا عقیدہ ان حضرات کے بارے میں یہ ہے کہ یہ سب معصوم ابتدا سے آخر تک کمال اور تمامیت صفات اور علم سے موصوف ہیں۔ کسی حال میں یہ حضرات کچھ بھی نقصان

اور جہالت سے متصف نہیں ہو سکتے۔ (رسالہ اعتقادیہ شیخ صدوق مطبع اثنا عشری دہلی صفحہ ۸۴ تا ۸۶)۔

اعتراض سُنّی و وَہابی

شیعہ عقائد (راوی) سے بنے ہوئے فرقوں کے دستور کے مطابق گزشتہ صدیوں سے کئی رنگ بدلتے رہے ہیں مگر موجودہ مذہب شیعہ کی بنیاد جن عقائد پر ہے ان میں درج ذیل دو عقیدے بڑے اہم ہیں۔

جوابِ شیعہ

حضرات! یہاں سادہ لوح خالی الذہن بے مطالعہ کنوئیں کے مینڈک مولویوں کی قرآن اور حدیث و تاریخ سے عدم واقفیت کا نتیجہ ہے ورنہ مذہب شیعہ خیر البریۃ وہی صراط مستقیم، سبیل اقوم، عروۃ الوثقیٰ، حبل اللہ المتین ہے جس کی بنیاد قرآن و حدیث کے مطابق ملت ابراہیم جد رسول صراط مستقیم پر ہے۔ اس کے اصول و فروع ثابت از قرآن و حدیث ہیں۔ دیکھو من یرغب عن ملۃ ابراھیم الا من سفہ کہ بے وقوفوں کے سوا ملت ابراہیم سے کون منہ پھیرتا ہے۔ مذہب شیعہ کی بنیاد امام آل اور شیعہ پر ہے اور یہ تینوں لفظ شیعہ کے ثابت از ابراہیم بقرآن کریم ہیں۔

لفظِ امام

وَاِذِ ابْتَلٰی اِبْرٰهِیْمَ رَبُّهٗ بِكَلِمٰتٍ فَاَتَمَّهُنَّ قَالَ اِنِّیْ جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ اِمَامًا قَالَ وَمِنْ ذُرِّیَّتِیْ قَالَ لَا یَنَالُ عَهْدِی الظّٰلِمِیْنَ۔

اس آیت سے ثابت ہوا کہ حضرت ابراہیمؑ کی امامت کا مدار استحقاق بالفضائل اور انی جاعلک للناس اماما کی نص پر ہے اور من ذریتی سے اختصاص

امامت باولاد حضرت ابراہیم اور لاینال عہدی الظالمین سے امامت کیلئے عصمت کی شرط ثابت ہوئی یہی شیعہ کے اصول ہیں۔ مذہب شیعہ امامت کی وجہ سے امامیہ ہے۔ استحقاق بالفضائل کی وجہ سے افضل کو چھوڑ کر مفضول کی امامت کا قائل اور مجوز نہیں۔ آل ابراہیمؑ کے بعد آل محمدؐ کی امامت کا قائل ہے۔

اور غیر معصوم کی امامت کو نہیں مانتا جس کی نفی لاینال عہدی الظالمین سے ثابت ہو رہی ہے۔ یہی مذہب شیعہ ہے یہاں پر امام سے مراد نبی لینا خلاف معقول و منقول ہے۔ کیونکہ اعلان امامت سے پہلے ابراہیمؑ نبی تھے۔ یہ امامت کا محل ثانی ہے۔ نبوت حضور پر نور سرکار دو عالم ختم پر ختم ہے۔ امامت باقی ہے جس کا پہلا امام خلیفۃ الرسول، زوج بتولؑ، شاہد نبوت، مالک ولایت، پیکر شجاعت، عالم راز خفی و جلی مولانا علیؑ ولی ہے کرم اللہ وجہہ وایدہ اللہ بید لا اظہر اللہ محاسنہ و عن اصحابہ علیہ السلام۔

علیؑ امام من است ومنم غلام علیؑ
ہزار جان گرامی فدائے نام علیؑ

بقول شاہ شمس علیہ الرحمۃ۔

سرّ خدا است راز من
عشق علیؑ نماز من

اقول فی مدحہ۔

علیؑ زوج بتول ہے لم یزل کا | علیؑ شاہ ولایت بے بدل ہے
علیؑ نے جنگ خندق میں مدد کی | خدا کے دین کی اس کے نبیؐ کی
علیؑ مظہر عجائب کا غرائب کا | علیؑ مشکل کشا دافع مصائب کا

علیؑ قاتل ہے مرحب اور عنتر کا
علیؑ فاتح بدر کا اور خیبر کا

لفظ آلِ ابراہیم۔ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰۤى اٰدَمَ وَنُوْحًا وَّاٰلَ اِبْرٰهِیْمَ وَاٰلَ عِمْرٰنَ عَلَى الْعٰلَمِیْنَ ذُرِّیَّةًۢ بَعْضُهَا مِنْۢ بَعْضٍ وَاللّٰهُ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ۔ پ ۳ س۔ آل عمران۔

شیعہ آلِ محمدؐ کو اسی معنی سے آل سمجھتے ہیں جس معنی میں آلِ ابراہیم اور آلِ عمران آئی ہے اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ۔ اگر آلِ عمران میں حضرت مریم اور ان کا بیٹا حضرت عیسیٰ داخل ہیں تو آلِ محمدؐ میں حضرت فاطمہ اور ان کے بیٹے داخل ہیں۔ اگر آلِ ابراہیم میں اسماعیل اور اسحاق داخل ہیں تو آلِ محمدؐ میں حسنینؑ داخل ہیں کما قال رسول اللہ۔

قولہ۔ گزشتہ صدیوں میں کتنے رنگ بدلے۔

الجواب۔ بفضلہٖ تعالیٰ مذہب حقہ شیعہ خیر البریۃ وہی ہے جو حضرت نوح علیہ السلام سے شروع ہوا۔ حضرت ابراہیمؑ نے اس کی تجدید کی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام اس کے لئے صاحبِ کتاب ہو کر آئے۔ اللہ تعالیٰ نے تورات میں اس کی وضاحت فرمائی۔ اِنَّآ اَرْسَلْنَآ اِلَیْکُمْ رَسُوْلًا شَاھِدًا عَلَیْکُمْ کَمَآ اَرْسَلْنَآ اِلٰی فِرْعَوْنَ رَسُوْلًا کہ ہم نے تمہاری طرف رسول بھیجا تم پر گواہ کر کے۔ جیسا کہ ہم نے فرعون کی طرف اس کو بھیجا تھا۔ (سورۂ مزمل)

معلوم ہوا حضورؐ مثیلِ موسیٰؑ ہیں اور اسی سبب سے قرآن مجید میں ہزار بار حضرت موسیٰؑ کے قصہ کو دہرایا گیا ہے۔ جس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے دشمنوں کے اندر زندگی بسر کی یہی حال آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا تھا جس طرح حضرت موسیٰؑ نے فرعون اور اس کے اہلِ دربار کو ہر طرح سمجھایا مگر وہ ایمان نہ لائے اور بالآخر حضرت موسیٰؑ کو بنی اسرائیل کو لیکر مصر سے ہجرت کرنا پڑی۔ جس طرح ہجرت کے دوران حضرت موسیٰؑ کے اصحاب فرعون کا تعاقب دیکھ کر گھبرا گئے۔ فَلَمَّا تَرَآءَ الْجَمْعٰنِ قَالَ اَصْحٰبُ مُوْسٰٓی اِنَّا لَمُدْرَکُوْنَ قَالَ کَلَّا اِنَّ مَعِیَ رَبِّیْ سَیَهْدِیْنِ ۔ پ ۱۹ ۔ الشعراء۔

پھر دونوں جماعتیں ایک دوسرے کو دیکھنے لگیں تو حضرت موسیٰؑ کے اصحاب ہمراہی اور ساتھی گھبرا کر کہنے لگے اے موسیٰؑ ہم تو پکڑے گئے۔ حضرت موسیٰؑ نے فرمایا ہرگز نہیں کیونکہ میرے ساتھ میرا پروردگار ہے وہ مجھے دریا سے پار جانے کا راستہ دکھلائے گا۔ چنانچہ حضرت موسیٰؑ نے حسبِ حکم رب العزت دریا میں عصا مارا، دریا پھٹ گیا، دروازے بن گئے اور اصحابِ موسیٰؑ پار چلے گئے۔ گھبراہٹ بوجہ عدمِ عرفان اور عدمِ اطمینان تھی۔ اسی طرح حضور سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو بھی ہجرت کا واقعہ پیش آیا اور کفار

نے آپ کا تعاقب کیا اور آپ کا ساتھی بھی بتقاضائے بشریت مضطرب ہوا اور گھبرا گیا اور رونے لگا۔ اس کے اضطراب اور گھبراہٹ کو دیکھ کر حضورؐ نے فرمایا "لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا" پ ۱۰۔ مت گھبرا کہ کچھ غم نہ کر تحقیق اللہ ہمارے ساتھ ہے۔ ظاہری اضطراب اور گھبراہٹ سے معلوم ہوتا ہے کہ ہمراہی کو خدا کی معیت پر ایمان اور یقین نہیں۔ لہٰذا غیر منکر کو منکر تصور کر کے معیتِ خداوندی کی تصدیق "اِنَّ اللّٰہَ" کے حرف "اِنَّ" کی تحقیق سے کی گئی "اِنَّ" منکر کے انکار کی تردید کیلئے آتا ہے کما فی المطول۔ باقی جاری ہے۔

(خادم حسین ناصر حسین مناظر)

مناظرہ کوٹ نامدار

ضلع شیخوپورہ

حضرات ! مومنین فریقِ تو برادرانِ اسلام نے اپنی شکست اور شیعہ کی فتح کا کبھی اقرار نہیں کیا خواہ قرآن، حدیث، تاریخ کتب شاہد اور گواہ ہوں۔ چنانچہ احد، بدر، خیبر، خندق کے تمام معرکے شاہد و عادل ہیں۔ کہ شاہِ لافتیٰ حیدرِ کرار کامیاب ہوئے اور بعض بزرگانِ دین اِنْقَلَبْتُمْ عَلٰی اَعْقَابِکُمْ۔ (پ) کے مصداق ہوئے میدان چھوڑ گئے "یَفْتَحُ اللّٰہُ عَلٰی یَدَیْہِ" بخاری شریف ۱۰۵ / ۲۲ فتح حیدری پر مہرِ تصدیق ثبت ہے۔ مگر تاہم کبھی شکست مانی نہیں گئی اور فتح علیؑ کا اقرار نہیں کیا گیا۔ مگر پھر بھی حقائق اور حالات کا سامنے رکھنا ضروری ہے۔ تاکہ شاید کوئی چشمِ بینا اور گوشِ شنوا سن کر سمجھ کر حق کو تسلیم کرے۔ کیونکہ "الحق مع علیؑ" مسلّم فریقین حدیث ہے اور "اَلْقُرْاٰنُ مَعَ عَلِیٍّ" فرمانِ پیغمبرؐ ہے کہ حق اور قرآن مجید دونوں علیؑ کے ساتھ ہیں حوضِ کوثر تک ساتھ ہیں۔

چنانچہ یہ مناظرہ ۲۲/۲۳ صفر مطابق ۲۹/۳۰ اپریل ۱۹۶۰ء بروز بدھ جمعرات بمقام کوٹ نامدار ضلع شیخوپورہ متصل شرقپور شریف شرقپور کی میاں صاحبان کی حویلی اور مسجد کے بالمقابل ہوا تھا۔ جس کے بانی مبانی اہلِ سنّت کی طرف سے میاں اللہ وسایا صاحب کھرل اور شیعہ کی طرف سے جناب کبیر خان اور سرور خان تھے جن کا انتظام میں جناب شہادت خان صاحب رئیسِ اعظم کا انتظام کا بھی قابلِ ستائش ہے۔

چونکہ میاں اللہ وسایا صاحب کا ایک لڑکا اہلحدیث تھا۔ خود میاں صاحب اہلسنت ہیں، شرقپور کے مرید ہیں۔ لہٰذا اہلحدیث اور اہلسنّت دونوں جماعتوں کے علماء تشریف فرما ہوئے۔ اس مناظرہ کے دو موضوع تھے، مسئلہ خلافت اصحاب ثلاثہ بنص کتاب اللہ و حدیث رسول اللہ جس میں برادرانِ اہلسنّت و اہلحدیث نہ حدیث دکھلا سکے نہ آیت نہ اہلبیت کی تصدیق اور صحابہ یعنی کوئی حدیث نہ دکھا سکی۔ حضرت علیؑ مخالف ہو گئے یا بی بی

فاطمہ سیدہ فاطمہؑ ناراض ہو کر مر گئیں۔ خلافت ثلاثہ نہ ثابت ہو گئی سبحان اللہ یہ ہیں ثبوت اور فتوحات برادرانِ اسلام بمقابلہ شیعیانِ امیر علیہ السلام، دوسرا مسئلہ ماتم حسین علیہ السلام تھا۔ جس میں شیعہ کا دعویٰ ماتم حسینؑ کے جائز موجبِ ثواب بخصوصی حسینی ہونے کا تھا۔ جس میں برادرانِ اسلام کے دونوں مناظر وہابی اور سنی دونوں دن نہ ماتم کی حرمت از قرآن دکھلا سکے نہ ماتم حسینؑ کی خصوصیت مٹا سکے اور نہ انبیاء کرام، اہلبیت یعنی بنی اولادِ دین کے ماتم قبل شہادت، وقت شہادت کربلا کوفہ و شام مدینہ میں ماتم کرنے کا کوئی صحیح جواب دے سکے۔ دونوں دن ہار گئے، بارہا ہار گئے۔ ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر ہار گئے۔ مگر بعد میں سنا ہے کہ گھر جا کر فتح کے شادیانے بجانے لگے گھر کو واپس جاتے آتے یعنی پروپیگنڈے سے اپنی اپنی شکستوں کو چھپانے لگے۔ جھوٹ فتح کا سہارا۔ اللہ اکبر! دوسری شکست، دونوں گروہوں کی شکست، جھوٹ فریبی تو اور کریں کیا بیچارے کیسے!

اجمالِ مناظرہ کوٹ نامدار :۔

پہلے دن مولوی محمد عمر صاحب مناظر اہلسنّت تو فریب سے غائب رہے میدان میں ہی نہ آئے۔ مگر جب اہلحدیث علماء مولانا محمد صدیق اور حافظ عبدالقادر صاحب روپڑی کا مع اپنی پارٹی کے مناظرہ کرنے ہار گئے۔ خلافت اصحاب ثلاثہ بنصِ کتاب اللہ و حدیث رسول اللہ ثابت نہ کر سکے۔ اجماعِ امت میں حضرت علی علیہ السلام جناب فاطمۃ الزہراؑ اور حسنین بھائیوں کی رضامندی کا شمول بروایت جمہور نہ دکھلا سکے۔ ضعیف روایات کام نہ دے سکیں کہا جب خَالَفَ عَنَّا عَلِیٌّ بخاری شریف ۱۰۹ جلد ۲ کہ حضرت علیؑ مخالف ہوئے اور فَغَضِبَتْ فَاطِمَۃُ صحیح بخاری جلد اوّل ۴۳۵ کہ جناب سیدہ ناراض رہیں اور ناراض ہو کر مر گئیں جنتی تو تھیں اور حسنین بھائیوں امامین نے شیخین سے مسجد میں کہا کیا اِنْزِلْ عَنْ مِنْبَرِ جَدِّیْ تا ہمارے نانا کے منبر سے نیچے اتر جاؤ۔ جب سوانح عمری سیرت حلبیہ تاریخ بغداد طبقات ابن سعد سے دکھایا تو بہت ہی کھسیانے ہو گئے اور ماتم میں حرمت ماتم کی کوئی آیت نہ لا سکی۔ حضرت یعقوب علیہا السلام حضرت سارہ پ اور حضرت رسالتمآب کے ماتم فتح الباری جلد ۹ اور حضرت عائشہ کے ماتم کا مسند احمد بن حنبل ۲۷۰ جلد ۶ اور

حضرات عصمت و طہارت کے ماتم بعد شہادت پر سرِ نعشِ حسینؑ کا کوئی جواب نہ ہو سکا اور شکستِ فاش ہو گئی۔ اور شکست کے آثار ایسے ظاہر ہوئے کہ عوامِ اہلِ سنت متاثر اور منفعل نظر آنے لگے تو دوسرے دن اس شکست کی خفت کو مٹانے کے لئے مولوی محمد عمر صاحب خلافِ قرار دادِ دوم مناظرہ گنیوجانے کے بعد گیدڑ بھبکیاں دینے لگے کہ شاید شیعہ چلے جائیں تو میری فضیلت بن جائے گی اور کہنے لگے وہ وہابی ہی تھے جو ہار گئے۔ میرے مقابلہ میں آئیں تو جانوں۔ واہ شیخ مغرور روزِ اول سچ ہے، جنگ ختم ہوئی تو غازی نکل آئے۔ جب تمام عذر بہانے چل نہ سکے تو تشریف لا کر وہ شکست کھائی کہ لوگوں کو اہلِ حدیث کا کل کا گذشتہ مناظرہ ہی غنیمت معلوم ہونے لگا۔ کیونکہ وہ تو دلائل کی شکست تھی۔ یہ اصول کی بیخ کنی تھی۔ کیونکہ مولوی محمد عمر صاحب کی بے علمی کو دیکھ کر اصول امانت و دیانت، شرم و حیا سب میدان چھوڑ گئے۔ دعویٰ دلیل میں تطابق تو کجا مناسبت بھی نہ رہی۔ سوائے گھر میں بیٹھ کر لکھی ہوئی کاپی کے کچھ پڑھ ہی نہ سکے۔ اور گھر کے طاق والا خط میدان میں کام نہ آیا۔

مولوی محمد عمر نے اصولِ مناظرہ اصولِ حدیث اصولِ تفسیر اور اصولِ تاریخ کو کچھ اس طرح پامال کیا کہ شکست تو شکست مناظرہ میں بیٹھے ہوئے اہلِ سنت مارے شرم و حیا کے اٹھ کر جانے لگے۔

مبلغِ اعظم صاحب نے فرمایا کہ حضرات میں نے تو آپ کو پہلے ہی کہا تھا کہ مولوی محمد عمر اس میدان کا مرد نہیں۔ کیونکہ ختم درود محفلِ میلاد کا ماحول اور ہوتا ہے وہاں مرید اور معتقد ہوتے ہیں جو طبلے کی تھاپ پر سر ہلاتے جاتے ہیں، سارنگی کے سُر پر بھی وجد میں آ جاتے ہیں۔ ان کے لئے تو داتا دربار کی قوالیاں بھی کافی ہوتی ہیں۔ مولوی محمد عمر صاحب کی سُر لے تو ماشاء اللہ اچھی خاصی اور خاندانی ہے مگر مناظرہ مقامِ وعظ نہیں جدل ہوتا ہے جو علم ہدایت کتابِ منیر کے بغیر کام نہیں چلتا۔ جیسا کہ فرمانِ خالق ہے۔ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُّجَادِلُ فِي اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّلَا هُدًى وَّلَا كِتَابٍ مُّنِيْرٍ۔

مناظرہ علماء کا کام ہے فضلاء کا کام ہے مذہب کے وکلاء کا کام ہے۔ حافظ جاہلوں کا کام ہے۔ ترنم کی لے، خطابت کی طراوت عقیدت کی حسن کاری کام نہیں دیتی

یہاں دعویٰ و دلیل میں تطابق، دلیل میں تقریب، نقل میں تصحیح، منع و نقض معارضہ و ملازمت دلائل کے مقدمات و شواہد، بحث کے اجزائے ثلاثہ، مبادی اور اوساط اور مقاطع کا خیال رکھنا پڑتا ہے۔ مگر بدقسمتی ہے یہ مکان ہے دلیل عقیدت کے مینار خلافِ قرآن و حدیث طبلے اور ستار اور گھوڑے کے مقبرے اور مزار خلافِ سنت بدعات کے انبار محض دلائل کا بار کیسے اٹھا سکتے ہیں۔ پیرانِ طریقت کے عرسوں میں تو بُلّھے شاہ کی کافیاں بھی کام دے جاتی ہیں۔ مگر میدانِ مناظرہ کو ان پر قیاس کرنا سادگی اور خام خیالی ہے۔ بہرحال مولوی محمد عمر نے حضرات اہلِ سنت کو وہ شرمندہ و شرمسار کیا کہ لوگ کل وہابیت کی شکست کو ہی غنیمت سمجھنے لگے۔

الغرض یہ دونوں پارٹیاں نوبت بنوبت باری باری مبلغِ اعظم صاحب کے سامنے کچھ اس طرح ہاریں کہ علم و فضل، عقل و نقل، اصول و ضوابط، صداقت اور دیانت سب کو خیرباد کہہ کے چلیں، اپنے دلائل کا دیوالہ نکال کے چلیں۔ شیعہ کے امام منصوص اور اور معصوم نظر آئے۔ ان کے ہزار ثبوت نظر آئے۔ اپنے خلفاء کی خلافت دلائل سے کوری نظر آئی۔

مظلومیتِ حسینؑ عالمگیر نظر آئی۔ صداقتِ مذہب، امامتِ علیؑ، طہارتِ زہراؑ سب کچھ شیعیت کے دامن میں نظر آئی۔ اب ہم مبلغِ اعظم صاحب کا اعلانِ مباہلہ ان کے اپنے الفاظ میں شائع کرتے ہیں۔

اعلانِ مباہلہ از حقیر محمد اسماعیل

حضرات! چونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ جو شخص قطعی فیصلہ اور مناظرہ ہو جانے کے بعد بھی جھگڑا کرے اور نہ مانے اس سے مباہلہ کرو اور فرمانِ امام معصوم بھی یہی ہے کہ جب کوئی نہ مانے تو ہمارے نام پر مباہلہ کرو۔ کما فی الکافی باب الایمان۔ سو میں چونکہ دونوں دن مناظرہ کر کے ہر دو پارٹیوں کو شکست دے چکا ہوں اور وہ موقعہ پر بالکل شکست کھا کے آئے ہیں اور بعد میں غلط جھوٹ بولنا شروع کیا ہے۔ لہٰذا میں مولوی محمد عمر اور مولوی محمد صدیق کو مباہلہ کی دعوت دیتا ہوں۔ جس مقدس مقام میں چاہیں شاہی مسجد میں یا

کربلا گامے شاہ میں جا ہیں اپنے بیٹے لیکر ہے آئیں میں بھی چلا آؤں گا اور سروں پر قرآن دھر کر اعلان فرمائیں کہ ہم نے بنص کتاب اللہ و حدیث رسول اللہ اصحاب ثلاثہ کی خلافت کو حسب شرائط تامہ ثابت کر دیا ہے اور مسمی محمد اسمٰعیل جواب نہ دے سکا یا ہم نے قرآن کریم سے بنص صریح ماتم حسینؑ کو حرام ثابت کر دیا اور مسمی محمد اسمٰعیل ماتم حسینؑ قرآن و حدیث عمل اہل بیت سے رونا پیٹنا ماتم کرنا نہ دکھلا سکا - تو ہم دونوں فریق مل کر فَنَجْعَلْ لَّعْنَتَ اللّٰهِ عَلَى الْكٰذِبِيْنَ کے مطابق جھوٹے پر لعنت کی دعا کریں گے - ایک سال کی مہلت ہوگی - اگر پھر بھی عذاب الٰہی سے بچ جائیں تو میں ان کو ننگا کر سکتے ہیں یا میں عذاب کے نیچے آجاؤں گا - میں پنجتن پاک کا نام لیکر جھوٹے پر لعنت کرنے کیلئے ہر میدان میں آنے کو تیار ہوں - کیونکہ انہوں نے شکست کے بعد جھوٹ بولا ہے -

(محمد اسمٰعیل)

ناشر - ناصر حسین ناصر معین مناظرہ - درس آل محمد فیصل آباد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جاء الحق وزهق الباطل ان الباطل كان زهوقا

مناظرہ جھوک دایہ

ضلع جھنگ

۱۷، ۱۸ ستمبر ۱۹۵۵ء

مناظرہ جھوک دابہ

○ یہ وہ مناظرہ ہے جس میں درجنوں دیوبندی اور بریلوی علماء کی معاونت کے باوجود تنظیم اہلسنت کے مبلغ مولوی دوست محمد قریشی، حضرت مبلغ اعظم مولانا محمد اسمٰعیل صاحب مدظلہ شیعہ مناظر کے دلائل کو نہ توڑ سکے۔

○ یہ وہ مناظرہ ہے جس میں پیر سیال شریف کی موجودگی اور ان کی کرامات بھی مذہب اہلسنت کو نہ بچا سکیں۔

○ یہ وہ مناظرہ ہے جس میں اہلسنت کی تمام سابقہ شکستوں کی تصدیق ہو گئی۔

○ یہ وہ مناظرہ ہے جس میں اہلسنت کو اپنے کسی بھی صدر پر اعتماد نہ رہا اور بار بار انہیں تبدیل ہی کرتے رہے۔

○ یہ وہ مناظرہ ہے جس میں علماء اہلسنت ہر شکست کے بعد بھاگنے کی کوشش کرتے رہے۔

○ یہ وہ مناظرہ ہے جس میں مناظر اہلسنت اپنے مسلمات سے بھی انکار کرتا رہا۔ حتیٰ کہ بخاری شریف اور شاہ ولی اللہ محدث دہلوی سے منکر ہو گیا۔

○ یہ وہ مناظرہ ہے جس میں سنی بانی مناظرہ حاجی گہنا خاں کے بھتیجے محمد خاں اور غلام رسول خان گاڈی بلوچ نے میدان مناظرہ میں ہی شیعہ ہونے کا اعلان کر دیا۔

○ یہ وہ مناظرہ ہے جس میں مبلغ اعظم مدظلہ سے شکست کھا کر ندامت اٹھاتے ہوئے بریلوی علماء نے سیال شریف اور دیوبندی علماء نے جامع محمدی میں جا کر دم لیا۔

روئداد مناظرہ جھوک دابہ ضلع جھنگ

وجہ انعقاد شیعہ مناظر مبلغ اعظم مولانا محمد اسمٰعیل صاحب مدظلہ کے مقابلہ پر اہلسنت کے ہر فرقہ کو میدان مناظرہ میں عبرتناک شکست ہوئی۔ چک نمبر ۱۰ تارڑ ضلع جھنگ میں مولوی احمد بخش ضیائی اور مولوی قطب الدین صاحب کی ناکامی آج تک علاقہ میں مشہور ہے۔ ہرسہ شیخ وطیشیاں ضلع جھنگ میں مشہور کہ بحث سنی مناظر مولوی پرامدین ترمذی کی شکست ضرب المثل بن چکی ہے۔ وادی سندھ میں اہلحدیث کے ابن تیمیہ مناظر مولوی عبدالعزیز صاحب ملتانی تو ایسے حواس باختہ ہوئے کہ غلط حوالے دینے شروع کر دیئے۔ گرشتہ مباحثہ میں سندھ کی خفت مٹانے کے لئے کمر ہمت تو باندھی مگر ایسی رسوائی نصیب ہوئی کہ آج تک مناظرہ کا نام نہیں لیتے۔ کمپالہ ضلع فیصل آباد میں جماعت اہلحدیث کے نوجوان مناظر مولوی محمد صدیق صاحب تاندلوی تو پہلی تقریر میں ہی فیل ہو گئے۔ اس شکست کو اپنی ناتجربہ کاری اور ابتدائی منزل سمجھتے ہوئے اپنے بزرگوں مولوی احمد دین صاحب گکھڑوی، مولوی محمد یحییٰ صاحب حافظ آبادی، مولوی محمد سلیمان صاحب اور مولوی حافظ عبدالقادر صاحب کی معیت میں حضرت کیلیانوالہ ضلع گوجرانوالہ کے میدان میں پھر طبع آزمائی کے لئے تشریف لائے۔ مبلغ اعظم کے سامنے ایسے عاجز ہوئے کہ اہل السنت بانیان مناظرہ کی ہمت بھی ٹوٹ گئی۔ عبدالعزیز ملتانی کی طرح حواس باختہ ہو کر غلط حوالے دینے شروع کر دیئے۔ میزان الاعتدال کا غلط حوالہ سر میدان واپس لینا آج تک دنیا کو یاد ہے۔

صدر تنظیم اہل سنت مولوی نور الحسن صاحب مدیر دعوت گوجرانوالہ تاریخ لاہور میں مناظرہ کے لئے شرائط تو طے کر بیٹھے۔ تاریخ کا اعلان بھی ہو گیا، مگر گھر بیٹھے ہی شکست قبول کر لی۔ اور اعلان کر دیا کہ میں تو مناظر ہی نہیں۔ بلکسر تحصیل چکوال ضلع جہلم میں مولوی اللہ یار صاحب چکڑالوی کو ایسے چکر آئے کہ بسم اللہ پر ہی اپنا ایمان ثابت نہ کر سکا۔ چنانچہ اس ندامت کو مٹانے کے لئے تنظیم اہل سنت کے صدر مبلغ مولوی دوست محمد قریشی کو ہمراہ لیکر حشمت مرالی تحصیل کبیروالا ضلع ملتان مناظرہ کے لئے تشریف لائے اور شکست کھا گئے۔ اور اس شکست کو چکڑالوی صاحب مولوی دوست محمد قریشی کی بزدلی کا عذر

بیان کرتے رہے۔ چنانچہ کالووال ریحاناں ضلع جھنگ میں قریشی صاحب کی بجائے جامعہ محمدی ضلع جھنگ اور مدرسہ دارالہدیٰ چوکیرہ ضلع سرگودھا کے علماء کو لے کر قسمت آزمائی کے لئے تشریف لائے۔ مگر مخدوم کے بزرگوں کا سایہ بھی تھا۔ مگر ایسی رسوائی ہوئی کہ مولوی نور الحسن صاحب تک انکی کم علمی سے واقف ہو گئے۔ اسی لئے تو اخبار دعوت میں اسیا انکے مضامین قبول نہیں ہوتے۔ ان شکستوں کو مجلس احرار نے بھی محسوس کیا ادھر محمد صدیق صاحب تاندلوی کو پے در پے شکستیں گھن کی طرح کھائے چلی جا رہی تھیں چنانچہ اہل حدیث مناظر نے اپنے بزرگوں کو نااہل سمجھتے ہوئے اہلسنت اور مجلس احرار کا سہارا لیا اور ایک مشترکہ محاذ بنا کر جس میں بیسیوں تنظیمی علماء کے علاوہ مجلس احرار کے کرتا دھرتا مولوی محمد علی جالندھری اور مولوی لال حسین اختر بھی شامل تھے۔ کوٹ سمابہ ریاست بہاولپور میں نبرد آزما ہوئے۔ ہزار جدوجہد کے بعد بھی منہ کی کھائی اور سُنی عوام ایکی مناظرانہ خدمات سے سبکدوش ہو گئے۔

ان مناظروں کے علاوہ ملک کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک صداقت مذہب شیعہ پر مبلغ اعظم کی تقریروں نے انقلاب عظیم پیدا کر دیا الحمدللہ بلا مبالغہ ہزاروں کی تعداد میں اہلسنت شیعہ مذہب قبول کر گئے اسکے سدباب کی خاطر تنظیم اہل سنت نے مذہب شیعہ پر فتح حاصل کرنے کی خاطر ایک شاطرانہ چال چلی۔ چنانچہ موضع بھوک والہ ضلع جھنگ کے رئیس حاجی گہنہ خانصاحب بلوچ سے ساز باز ہوئی۔ کہ وہ اپنے گاؤں میں شیعہ سُنی مناظرہ کا انعقاد اس طریق پر کرائیں کہ کہا تو یہ جائے کہ باہمی تفہیم و تفہیم ہے۔ جانبین سے ایک ایک مناظر بلا لیا جائے۔ عام مناظرہ نہیں ہو گا۔ خانصاحب نے ملحقہ بستی کے شیعہ ملک غلام باقر کھوکھر سے فیصلہ کر لیا۔ ۱۸ ستمبر ۱۹۵۵ء تاریخ مقرر ہوئی۔ جب ضیغم پاکستان مولانا مرزا یوسف حسین صاحب قبلہ پروگرام کے مطابق اکیلے ہی وہاں پہنچے۔ تو درجنوں علماء کے علاوہ نواب قمر الدین صاحب آف سیال شریف کی سرپرستی میں ہزاروں سُنی عوام جمع ہو چکے ہوئے تھے۔ خدا ذوالقدر و سلامت رکھے

حضرت مخدوم المخادیم پیر سید غضنفر حیات شاہ صاحب بخاری سجادہ نشین دربار عالیہ۔ حضرت شاہ جیونہ کو جنہیں بروقت اس سازش کی اطلاع ملی تو۔ انہوں نے رات ہی رات سارا انتظام فرما لیا۔ مبلغ اعظم مولانا محمد اسمٰعیل صاحب قبلہ کو ان واحد میں بلا لینا بھی مخدوم

صاحب کی کرامت تھا۔ صبح ہوتے ہی کئی ہزاروں کی تعداد میں ضلع جھنگ اور سرگودھا کے شیعہ عوام ٹرکوں کاروں اور ریوڑ سوار بھوک والہ پہنچ گئے۔ مسلّم مناظرہ ہوا اور تنظیم اہلسنت کی عبرتناک شکست ایک تاریخ کی حیثیت اختیار کر گئی

سید بشیر حسین بخاری

سرگودھا

موضوعات مناظرہ

۱ شیعہ مناظر شیعوں کا ایمان بالقرآن باقوال آئمہ الکرام وغیرہم ثابت کرے گا۔ سنی
مناظر اس کی تردید کرے گا۔

۲ اثبات خلافت حضرات ثلاثہ از آیات قرآن مجید و کتب معتبرہ شیعہ بذمہ
سنی مناظر تردید بذمہ شیعہ۔

۳ شیعہ مناظر امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کی خلافت بلافصل از آیات قرآن ثابت
کرے گا۔ اور سنی مناظر تردید کرے گا۔

۴ سنی مناظر بنت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ورثہ اور فدک کے مستحق نہ ہونے کا قرآن
اور کتب معتبرہ شیعہ سے ثابت کرے گا۔ اور شیعہ مناظر اس کی تردید کرے گا۔

شیعہ کا ایمان بالقرآن

شیعہ مناظر :۔ مبلغ اعظم مولانا محمد اسماعیل
صدر :۔ مولانا مرزا یوسف حسین۔
ثبوت بذمہ شیعہ تردید بذمہ سنی۔
سنی مناظر :۔ مولوی دوست محمد قریشی
صدر :۔ مولوی اللہ دتہ چکیروی۔

مبلغ اعظم نے فصیح و بلیغ خطبہ کے بعد یہ آیہ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ پ۱۴ تلاوت کرتے ہوئے تفسیر صافی سے ثابت کیا۔ کہ خدائے

تعالیٰ اس قرآن مجید کا تحریف و تغییر۔ زیادتی اور نقصان سے محافظ ہے۔ نہج البلاغہ
صفحہ ۲ سے جو خط سطور بین الدفتین پڑھ کر بقول جناب امیر المومنین علیہ السلام ثابت
کیا کہ قرآن وہی ہے۔ جو بین الدفتین ہے اور ان تارک فیکم الثقلین کتاب اللہ و عترتی سے ثابت
کیا کہ شیعہ کا ایمان قرآن اور آل محمد پر ہے۔ اصول کافی صفحہ ۔ صفحہ ۲۹ اور صفحہ ۔ سے
بروایت رسول خدا امام جعفر الصادق امام موسیٰ کاظم اور امام رضا سے یہ ثابت کیا۔ کہ جو روایت
مخالف کتاب اللہ ہو وہ مردود ہے فرمایا اور قابل رد ہے۔ اعتقادیہ شیخ صدوق صفحہ ۲۴
سے شیعہ کا اعتقاد بالقرآن اور آخری فقرہ ومن نسب الینا انا نقول انہ اکثر من ذالک فہو
کاذب پیش کیا کہ جو شیعوں کی طرف قرآن مجید کے متعلق زیادتی منسوب کرے۔ وہ جھوٹا اور کذاب
ہے۔ مگر مولوی دوست محمد صاحب قریشی ان چیزوں کا تو کوئی جواب ہی نہ دے سکے۔ اور
کتب شیعہ سے بعض اخبار ضعیفہ اور ظنیہ پڑھ کے بعض آیات میں تحریف ثابت کرنے
کی کوشش کی۔ جس کو مبلغ اعظم نے با اصول سابقہ اور تفسیر صافی صفحہ ۔ سے نقل فرما
ضعیفہ پیش کر کے فرمایا کہ یہ سب روایات بقول السید مرتضیٰ علم الہدیٰ ضعیف اور
ناقابل قبول ہیں قرآن مجید کی صحت قطعی ہے۔ اور قطعی کے سامنے ضعیف و ظنی کی کوئی
حقیقت نہیں۔ مگر مولوی دوست محمد صاحب قریشی سے کوئی جواب بن نہ آیا۔ تو خلاف
موضوع علی علیہ السلام کا ثلاثہ کی اقتداء میں نماز کی ادائیگی کا قصہ بیان کرنا شروع کر دیا۔ شیعہ
مناظر نے کہا خلاف موضوع نہ چاہیئے یہ قصے اگلے موضوع میں پیش کریں۔ آپ نے جب سنی
کتب سے (۱) بقول حضرت عمرؓ ۔ نوے پارے کا قرآن۔ تفسیر اتقان صفحہ ۔ جلد اول
(۲) سورہ خلع اور سورہ حفد کا اضافہ۔ تفسیر در منثور صفحہ ۔ جلد ۔ (۳) معوذتین (سورہ فلق اور
الناس) کی کمی۔ تفسیر ابن کثیر صفحہ ۔ (۴) معوذتین کے انکار سے عدم کفر فتاوی قاضی خان
صفحہ ۔ (۵) فی مواسم الحج کی کمی بخاری شریف صفحہ ۔ (۶) مورد حبلک بجھم الماسین۔ کی کمی
بخاری شریف صفحہ ۔ (۷) حضرت عثمان کا قرآن جلانا۔ بخاری شریف صفحہ ۔ (۸)
بی بی عائشہ کی بکری کا آیات رجم اور رضاعت الکبیر کو چر جانا (ابن ماجہ صفحہ ۱۴۱) (۹) آیت
مخالف قول صحابہ کا منسوخ تصور کیا جانا۔ اصول کرخی صفحہ ۔ اور فتاوی قاضی خان
صفحہ ۔ سے حنفی مذہب کے نزدیک قرآن پاک کا پیشاب سے لکھنا جائز پیش
کیا تو دنیا انگشت بدنداں ہو کر رہ گئی۔ کہ خداوندا! یہ سنی مذہب کیا بلا ہے۔ کہ جس میں

قرآن کو جلانا اور پیشاب تک سے لکھنا بھی جائز ہے۔ سُنی صدر مولوی احمد شاہ چوکیروی نے جب دیکھا کہ مولوی دوست محمد قریشی کی حالت پتلی ہو چکی ہے اور سُنی کیمپ پر مبلغ اعظم کے حوالہ جات سے وحشت طاری ہو رہی ہے۔ تو فوراً کھڑے ہو کر چلائے۔ کہ حنفیہ کا فتاویٰ نہیں ہے مبلغ اعظم نے فرمایا۔ کہ اگر ابوبکر اسکاف کا ذکر طبقات حنفیہ میں نہ ہو تو ڈاڑھی و ڈاڑھی کی شرط رہی۔ بس پھر کیا تھا۔ چوکیروی حضرات بصورت بھاگ ہو کر رہ گئے۔ اور پھر آخر مناظرہ تک اسٹیج کے قریب نہ آئے۔

خلافت حضرات ثلاثہ

ثبوت بذمہ سُنی۔ تردید بذمہ شیعہ۔ اس دفعہ سُنی صاحبان نے مولوی احمد شاہ چوکیروی کو صدارت سے معزول کر کے مولوی درویش محمد کو صدر بنایا۔ مگر شیعہ کی طرف سے جناب مولانا مرزا یوسف حسین صاحب ہی رہے۔ سُنی مناظر نے آیہ استخلاف تلاوت کر کے اصحاب ثلاثہ کو خلیفہ ثابت کرنے کی ناکام کوشش کی۔ نہ ہی ان کا ایمان ثابت کر سکے اور نہ ہی ان کے حق میں کوئی نص پیش کر سکے۔ نہ ان سے شرک و ظلم کی نفی پیش کرنے کی ہمت ہوئی اور نہ ہی مَن کفر بعد ذلک کا کوئی مفہوم پیش کر سکے۔ مبلغ اعظم نے آیہ استخلاف کی تشریح کرتے ہوئے ثابت کیا۔ کہ خلافت کا وعدہ تو اللہ نے خود کیا ہے۔ اور تعیین کا فاعل بھی خدا ہے۔ لہٰذا سوائے خدا کے کوئی دوسرا خلیفہ مقرر نہیں ہو سکتا۔ قریشی دوست محمد صاحب نے اس کا جواب تو نہ دیا۔ البتہ شیعہ کتب کی روایات میں کمی زیادتی کر کے حضرت ابوبکر کے پیچھے حضرت علی علیہ السلام کی نماز پڑھنا پیش کی۔ تو مبلغ اعظم نے احتجاج طبرسی صـ۵۰ اور بحار الانوار صـ۹۵ ج ۸ سے پوری عبارات پڑھ کر یہ ثابت کیا کہ قریشی صاحب ابوبکر کی تجویز قتل علی المرتضیٰ مسجد ملے التعقب کہ حضرت علیؑ کی انفرادی طور پر اپنی نماز پڑھنے کو کھا گئے ہیں۔ اور کہا کہ کسی جگہ پر نیت اقتداء بغیر ذکر قتل علی کوئی روایت پیش کرو۔ تو ہم تسلیم کرنے کو تیار ہیں۔

شیعہ مناظر نے جب مشکوٰۃ شریف صـ۵۵ اور بیہقی صـ۱۲۲ ج ۴ سے امیر فاسق و فاجر

معاوضہ کام نہ آ سکا۔

مبلغ اعظم نے مسلم شریف صـ۲۰ ج ۲ سے بقول حضرت عمر یستخلف سے پیش کیا کہ رسول اللہ نے ہم کو خلیفہ نہیں بنایا۔ اور تفسیر ابن کثیر صـ۱۹۰ ج اول حضرت عمر کی حسرت و افسوس کہ معلوم نہ ہو سکا کہ حضور کے بعد کون خلیفہ ہے۔ تو قریشی صاحب سے تمام عبارت باطلہ چکنا چور ہو گئے۔ اس کے آپ نے

(۱) حدیث ثقلین۔ مشکوٰۃ شریف صـ۵۶۹ (۲) انی تارک فیکم الثقلین۔ در منثور صـ۶۰ ج ۲ (۳) هذا اخی و وصی و خلیفتی فیکم فاسمعوا له واطیعوا۔ تفسیر خازن ج ۵ صـ۱۲ علی میرا بھائی ہے وصی ہے خلیفہ ہے اس کا حکم سننا اور اس کی تابعداری کرنا۔ (۴) انت خلیفتی من بعدی۔ (خصائص نسائی صـ) اے علی تو میرا خلیفہ ہے۔ میرے بعد یا علی انت خلیفتی فی حیاتی و بعد مماتی۔ اے علی تو میری زندگی اور موت میں خلیفہ ہو۔ (۵) نبی رسول اللہ یوم غدیر خم کہ سرکار دو عالم نے بروز غدیر خم علی کے سر پر دستار بندھائی۔ مسند ابو داؤد طیالسی صـ۲۳ پیش کر کے اختصاص خلافت بہ اہل بیت اور خلافت جناب امیر المومنین علی علیہ السلام ظاہر کر کے فرمایا کہ قریشی صاحب اگر جرات ہے۔ تو اس طرح خلافت ثلاثہ پیش کرو۔ مگر قریشی صاحب کے طوطے اڑ چکے تھے۔ سوائے تخت پر قبضہ اور ملک گیری کے ان کے پاس دلیل ہی کوئی نہ رہی۔

شیعہ مناظر مبلغ اعظم نے کہا قریشی صاحب! ملک گیری بھی خلافت حقہ کی دلیل بن سکتی ہے؟ دیکھو غور تو کرو۔ تخت پر قبضہ کر لینا ثبوت حقانیت نہیں ہو سکتا۔ دیکھیے رسول اللہ نے بنی فلاں ینزون علی منبری نزو القردة کہا آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے بنی فلاں کو دیکھا کہ وہ میرے منبر پر کود رہے ہیں گے۔ جیسے بندر ہوتے ہیں۔

۱ تفسیر در منثور صـ۱۷۱ جلد ۴
(۲) تفسیر در منثور ج ۶ صـ
۳ تفسیر عزیزی سورہ قدر
۴ تفسیر ابن جریر سورہ قدر کی روایات سے ثابت ہوتا کہ حضور نبی اکرم نے منبر پر تو ہمیں تاپیں گے فرمایئے بندر کون سے ہیں۔

تو قریشی صاحب نے جواب دیا کہ بندر یزید ہے۔ تو شیعہ مناظر نے کہا کہ اوّل

تو یہ جمعہ جمع ہے۔ اور باقی بندرہ تبلاؤ کون ہیں؟ اور یزید تمہارا چھٹا خلیفہ بھی تو ہے۔ دیکھو شرح فقہ اکبر صلا اور بخاری شریف ص۱۰۵۲ ج ۲۔ فتح الباری ص ج ۱۲ صواعق محرقہ ص۱۱ پہ یہ بھی لکھا ہے۔ کہ یزید ان بارہ میں سے ہے جن پر امت کا اجماع ہوا ہے فرمایئے کیا بندروں پر بھی اجماع امت ہوا کرتا ہے۔ اس پر نعرے بلند ہوئے اور قریشی صاحب بہت ہی کھسیانے ہو کر رہ گئے۔ حتیٰ کہ پیچھے سے علمائے اہل سنت نے بھی ان کی ملامت کی کہ یزید کو بندر کیوں کہا ہے۔

دنیا حیران ہو رہی تھی۔ کہ سنی مکتب میں جب یزید بھی خلیفہ ہے۔ تو پھر معیار خلافت کیا رہا اس کے بعد قریشی صاحب نے فتوحات ملکی کو معیار خلافت قرار دیا تو مبلغ اعظم نے کہا۔ کہ حضور فتوحات ملکی معیار نہیں۔ اس قسم کی تائید دین تو اللہ فاجر سے بھی کرالیتا ہے۔ دیکھو بخاری شریف ص۴۲۰ ج ۱

ان اللہ یؤید الدین بالرجل الفاجر۔ اور قسطنطنیہ کا فاتح کون ہے؟ کیا یہی یزید تو نہیں۔ کیا اسی فتح پر فخر کرتے ہوئے آپ نے علماء نے اسے جنتی تو نہیں لکھ دیا۔ دیکھو موطا امام مالک مترجم ص

اس پر تو قریشی صاحب کے تو حواس اڑ گئے اور دنیا یزیدی یزیدی کا شور کرنے لگ گئی جب مبلغ اعظم نے فتویٰ عبدالحی جلد ۲ ص سے خلافت ثلاثہ کی نفی اور خلافت جناب علی علیہ السلام کا اثبات بدیں الفاظ پیش کیا۔

قلت یا رسول اللہ الا تستخلف ابا بکر فاعرض عنی قلت یا رسول اللہ الا تستخلف عمر فاعرض عنی فرأیت انہ لم یوافقہ قلت یا رسول اللہ الا تستخلف علیاً قال فقلت والذی لا الہ غیرہ لا یبتعوہ ادخلکم الجنۃ۔

حضور نے ابوبکر و عمر کی خلافت سے منہ پھیر لیا یہ بات موافق مزاج رسول نہ آئی۔ اور خلافت علی کے وقت قسم کھا کر فرمایا۔ کہ اگر تم ان کی بیعت اور ان کی تابعداری کرو گے تو وہ تم سب کو داخل جنت کر دیں گے۔ اس حدیث کا جواب قریشی صاحب آخری وقت تک نہ دے سکے۔ مناظرہ کی دوسری نشست ختم ہوئی۔ مبلغ اعظم

[illegible]

خلافت بلا فصل علی علیہ السلام بآیات قرآن

ثبوت بذمہ شیعہ ——— اور ——— تردید بذمہ سنی

اس دفعہ سنی صدر پھر تبدیل کر دیا گیا۔ مگر شیعہ صدر بدستور رہا

مبلغ اعظم نے بعد خطبہ ارشاد فرمایا حضرات اس عنوان میں ہمارے دو دعوے ہیں۔ دعویٰ اول کہ علی علیہ السلام نص کے خلیفہ ہیں۔ اجماع اور شوریٰ کے نہیں۔ دوسرا کہ وہ خلیفہ اول ہیں۔ ان سے پہلے کوئی نہیں۔ اور یہی بلا فصل کا مطلب ہے۔ جب تک فصل ثابت نہ ہو جائے اس وقت تک وہ بلا فصل ہیں اگر فصل ثابت ہو جائے پھر بلا فصل نہ رہیں گے فصل سے مراد خلافت ثلاثہ ہے جس کی نفی کل ہو چکی ہے

قریشی صاحب اپنے ثلاثہ کی خلافت نہ قرآن سے ثابت کر سکے اور نہ حدیث سے آج میرے ذمہ خلافت علی علیہ السلام کا اثبات ہے۔ لیجئے میں حدیث کو چھوڑ کر صرف قرآن سے خلافت علی المرتضیٰ ثابت کرتا ہوں۔ یہ ہے زور صداقت مذہب شیعہ۔ کہ سنی تو اپنے بزرگوں کی خلافت حدیث سے بھی ثابت نہ کر سکے اور شیعوں کے امام کی خلافت قرآن سے بھی ثابت ہو رہی ہے اس کے بعد مبلغ اعظم نے اس موضوع کے تین حصے کر دیئے

اوّل خلافت مطلقہ ——— دوم۔ اختصاص خلافت با اہل بیت سوم خلافت علی بنص قرآن جس پر آپ نے بیسیوں آیات قرآنی پیش کیں۔ جو انشاء اللہ العزیز مفصل ذیل میں طبع ہوں گی۔

اوّل۔ خلافت مطلقہ کا وجود آیہ استخلاف پارہ ۱۸ سورہ نور وعد اللہ الذین امنوا سے ثابت کیا۔ اور خلافت کو عقائد اور اصول میں داخل کیا۔ اور پھر ثم اورثنا الکتاب الذین اصطفینا من عبادنا پ۲۲ سورہ فاطر اور وجعلنا للمتقین اماما پ۱۹ سورہ فرقان و ممن خلقنا امۃ یہدون بالحق وبہ یعدلون پ۹ سورہ اعراف و من قوم موسیٰ امۃ یہدون بالحق وبہ یعدلون سورہ اعراف سے ثابت کیا۔ کہ خلیفہ معصوم اور مصطفیٰ اور وارث کتاب اللہ اور ہادی بالحق و عادل بالحق ہوگا اور اس کے ماننے والا فاسق و منکر ہوگا۔ اس کے بعد آل ابراہیم و آل عمران علی العالمین پ۳ سورہ آل عمران۔ ولقد آتینا بنی اسرائیل الکتاب والحکم والنبوۃ پ۲۵ سورہ جاثیہ۔ فقد

آل یعقوب : پ ۱۲ سورہ یوسف ۔ الجبین من امر اللہ رحمۃ اللہ وبرکاتہ علیکم اہل البیت
پ ۱۳ سورہ ابراہیم ۔ انما یرید اللہ [illegible] پ ۲۲ سورہ احزاب وغیرہ پیش کر کے آل انبیاء کا معصوم
[illegible] امامت [illegible] ثابت کیا جس کا قریشی صاحب اور خواجہ صاحب [illegible] کوئی
[illegible] جواب نہ دے سکے ۔ بلکہ عذرات باطلہ شروع کر دیئے کہ اگر خلافت حضرت علی اور
[illegible] بیت کا حق تھا ۔ تو ثلاثہ کیوں قابض ہو گئے ۔ جب اللہ تعالیٰ نے موسیٰ اور داؤد اور
رسول خدا کے دشمنوں کو ہلاک کر دیا ۔ تو علی کے دشمن کیوں نہ ہلاک ہو گئے ۔ جس پر مبلغ اعظم
نے فرمایا [illegible] حضرات انبیاء کی خلافت پر قبضہ نہیں بلکہ خلیفۂ حق کا انکار اور مقابلہ ہے اور مقابلہ
مقابلے ہمیشہ ہوتے رہے ہیں ۔ اللہ نے انی جاعل فی الارض خلیفہ فرمایا تو شیطان نے انکار کر دیا
حضرت آدم [illegible] شیطان [illegible] تک تسلط ہے ۔ کیا اس سے حضرت
آدم کی خلافت کا غصب ثابت ہوتا ہے یا خدا کے وعدہ کے خلاف ؟ بلکہ شیطان ملعون
ہو کر پھر رہا ہے ۔ حضرت موسیٰ [illegible] ہارون کو خلیفہ بنایا ۔ سامری نے گوسالہ بچھڑا
بنا لیا ۔ [illegible] حضرت ہارون کی خلافت غصب ہو
گئی ۔ بلکہ قوم [illegible] کا انکار کر کے گمراہ ہو گئی ۔ مگر ان کو قریشی صاحب نے ہاتھ تک
بھی نہ لگایا [illegible] شروع کر دیا کہ شیعہ ایسے ہیں ۔ تو علی کا نام قرآن
سے دکھاؤ [illegible] مبلغ اعظم نے کہا ۔ پہلے جناب میں علی کا نام بھی قرآن سے دکھاتا ہوں اگر
علی کا نام قرآن میں [illegible] پھر تو [illegible] کی خلافت ہو گئی ۔ اس کے بعد فرمایا
حضرات [illegible] اصحاب علم و حکمت اور [illegible] میں چار دن چیزیں
علی کے لئے [illegible] کرتا ہوں [illegible] مبلغ اعظم نے نہایت خوش الحانی کے ساتھ سورہ زخرف پارہ
۲۵ سے وانہ فی ام الکتاب لدینا لعلی حکیم ۔ ام الکتاب جو ہمارے پاس ہے [illegible] ثابت ہے کہ [illegible]
علی صاحب حکمت [illegible] اس پر [illegible] اور حضرت خواجہ صاحب اور ان کے مریدوں و
درویشوں نے شور مچا دیا [illegible] غلط ہے ۔ مولوی دوست محمد قریشی نے گلا پھاڑتے
ہوئے کہا [illegible] تو کسی شیعہ تفسیر یا کتاب سے دکھاؤ کہ اس سے مراد نام علی
ہے ۔ اس پر مبلغ اعظم نے کہا لیجئے میرے ہاتھ میں تفسیر [illegible] ہے ۔ اس کے ص [illegible] پر اسی
آیت کی تفسیر میں [illegible] لدینا لعلی حکیم یعنی امیر المؤمنین مکتوب فی الحمد [illegible]
تعالیٰ [illegible] علیہ السلام [illegible] امیر المؤمنین یعنی علی سے مراد ۔

اھدنا الصراط المستقیم [illegible] بقول امام جعفر صادق علیہ السلام امیر المؤمنین علیہ السلام
مراد ہیں ۔ تفسیر صافی ص [illegible] دوم پیش کی [illegible] ام الکتاب
کہ حضرت امام صادق آل محمد فرماتے ہیں کہ یہاں پر علی سے مراد امیر المؤمنین [illegible] قریشی
صاحب نے ترجمہ مجہول کی طرف توجہ دلائی تو اس کے [illegible] امام جعفر صادق
علیہ السلام ہی تفسیر ہے ۔ پھر سنی گروپ نے شور مچانا شروع کر دیا [illegible] شور [illegible] کو بند
کرا لیا گیا ۔ مبلغ اعظم نے واجعل لی لسان صدق فی الآخرین [illegible] کی تلاوت کر کے
کہ لسان صدق کا [illegible] آخری میں [illegible] ثابت کیا اور [illegible] لسان صدق علیا سے جناب
امیر المؤمنین کا لسان صدق ہو کر [illegible] ثابت کر رہے تھے ۔ کہ [illegible] لوگ اپنے
عوام کو شور مچانے پر ابھارنے لگے تاکہ آیات قرآنی کو کوئی [illegible] سکے [illegible] پکار پکار
کر کہہ رہا تھا ۔ اے مالکو ! [illegible] ترجمہ کو غلط [illegible] سے کچھ
نہیں بنے گا ۔ مگر ملاؤں کا یہ گروہ جس میں مولوی [illegible] احمد شاہ [illegible] مولوی [illegible] محمد
احمد پور سیالوی ۔ خواجہ قمر الدین سیالوی ۔ مولوی [illegible] الدین [illegible] مولوی [illegible] علی [illegible]
وغیرہ کے علاوہ [illegible] اور دیگر [illegible] فراہم کئے گئے
تھے ۔ کوئی ایک بھی قاعدہ نحوی پیش نہ کر سکا اور کسی کو جرأت نہ ہوئی ۔ کہ ترجمہ کو غلط ثابت
کرے آپ نے فرمایا ۔ میں تسلیم کرتا ہوں ۔ کہ علم علی منقول [illegible] ہے ۔ اگر صفت اصلیہ
کا اعتبار کیا جائے ۔ تو اس نام کے جتنے بھی عالیشان [illegible] ہیں [illegible] مراد لیا جائے تو نام
علی ہے ۔ اور علم مراد لینے پر کوئی اعتبار نحوی پیش کرو [illegible] الزام ہے
تو تفسیر [illegible] جواب [illegible] میں ترجمہ جعفر صادق [illegible] علیہم السلام
کی موجودگی میں کسی ترجمہ کو صحیح نہیں سمجھتا ۔ چنانچہ تفسیر صافی میں [illegible] مراد لینے کا منع
لفظ قبل سے ظاہر ہے ۔ اور نام علی پر نص امام موجود ہے ۔ یا تو کسی منصوص کی نص سے اس
ترجمہ کو غلط ثابت کرو یا قرآن کی عبارت سے [illegible] یا لفظی یا معنوی استعارہ پیش کرو
مگر خواجہ قمر الدین سیالوی کی سرپرستی کے باوجود سنی گروپ عاجز آ گیا ۔ اور کوئی جواب بن
نہ آیا اللہ اکبر ۔ یا رسول اللہ اور یا علی کے فلک شگاف نعروں سے فضا گونج اٹھی ۔

[illegible]
اس مسئلہ میں شیعہ سنی بڑے ہی [illegible] ہوتے ہیں ۔ مگر مبلغ اعظم نے اس موضوع کو اس طرح

پڑھایا جو علاقہ بھر میں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے یادگار رہے گا۔ چونکہ وراثت انبیاء کی نفی کے لئے قرآن مجید میں کوئی آیت موجود نہیں۔ حضرت ابوبکر سے لیکر آج تک سنی مولویوں کا گزارہ حدیث لا نورث پر ہی رہا ہے مگر قریشی صاحب نے عوام کو دھوکا دینے کے لئے عدم وراثت انبیاء پر دو آیتیں پیش کیں۔ ولا تمدن عینیک کہ اے نبی آپ اپنی آنکھوں کو کفار کے مال و متاع کی طرف دراز نہ کر۔ اور دوسری آیت زین للناس حب الشہوات من پیش کر کے ادھر ادھر کی بے جل باتیں جن کا موضوع سے کوئی تعلق تک بھی نہ تھا۔ بیان کیں۔ اور ثابت کیا کہ پیغمبر اسلام کی تو کوئی جائداد ہی نہ تھی۔ لہٰذا وراثت کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا مبلغ اعظم نے جوابی تقریر میں ارشاد فرمایا۔ کہ حضرت مولوی دوست محمد صاحب دنیا کو دھوکہ دینا چاہتے ہیں ان آیات کا مطلب یہ نہیں۔ بلکہ ان کا مطلب یہ ہے کہ کافروں کا جاہ و جلال اور مال و متاع آپ کو مرعوب نہ کرے۔ اور دوسری آیت کا اگر یہی مطلب ہے۔ جیسا کہ قریشی صاحب نے فریب دیا۔ کہ بچوں اور عورتوں کی محبت پیغمبروں کو نہیں ہوتی۔ اور یہ مختص بالعموم ہے تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ پیغمبروں کے نہ ہی بچے ہو سکتے ہیں اور نہ ہی بیویاں۔

حضور پر نور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تیرہ بیویاں اور اولاد ثابت ہے۔ فرمایئے اگر آقائے نامدار کو مال کی ضرورت نہیں۔ تو آپ کہاں سے کھاتے تھے ازواج کو خرچ کہاں سے دیتے تھے۔ اس کے بعد آپ نے فان للہ وللرسول ولذالقربی پارہ نمبر ۱۰ سورہ انفال وما افاء اللہ علی رسولہ من اھل القری فللہ وللرسول ولذی القربی پ ۲۸ ع ۴ سے پیش کیا کہ مال غنیمت سے پانچواں حصہ اور مال فئے اللہ اور رسول اور پیغمبر کے قریبیوں کا ہے۔ اس کے بعد مبلغ اعظم نے مسلم شریف جلد ۲ ص ۹۳ شرح نووی سے تاجدار رسالت کی جائداد کی تفصیل یوں پیش کی کہ حضور کو جائیداد تین حقوق سے حاصل ہوئی تھی۔ اول وہ جو مخیریق یہودی نے یوم احد اسلام لا کر حضور کو ہبہ کی اور بنی نضیر کے سات باغ اور جو انصار نے حضور کو زمینیں دی تھیں وکانت ھذہ املاکالہ کے الفاظ دکھائے کہ یہ حضور کی ملکیت خاص تھی۔ حق تعالیٰ نے ارض بنی نضیر جس کی جائداد منقولہ حضور نے تقسیم کر دی وکانت للارض لنفسہ اور زمین حضور کی ذاتی جائیداد رہی۔ اسی طرح سے زمین فدک اسی کان خالصا لہ کے الفاظ دکھائے کہ یہ رسالت مآب کی خاص

ملک تھا۔ اسی طرح تہائی وادی قریٰ کی اور خیبر کے دو قلعے وطیح اور سلالم تحت ثالث خمس خیبر سے آپ کا حصہ اور فتوحات خیبری و غنیمت سے آپ کا حصہ فکانت ھذا کلھا ملکا الرسول اللہ خاصۃ لا حق فیھا لاحد غیرہ کہ سب کچھ رسول خدا کی خاص ملکیت تھا اس میں کسی غیر کا حق نہ تھا۔ آپ جس طرح چاہتے خرچ کرتے تھے یہ سننے کے بعد عوام پر قریشی صاحب کا فریب ظاہر ہو گیا شیعہ مناظر نے کہا حضرات کیا جناب فاطمۃ الزہرا اتنی بھی مسئلہ نہ جانتی تھیں جتنا مولوی دوست محمد قریشی جانتا ہے قرآن نہ جانتی تھیں۔ جنہوں نے سرکار مدنی کی وراثت کا دعویٰ کیا۔ اور ابوبکر کے انکار کے باعث اس پر غضب ناک ہو گئیں اور تا وفات معصومہ کونین غضب ناک رہیں۔ رات کو دفن ہوئیں علی علیہ السلام نے جنازہ پڑھا۔ اور ابوبکر کو جنازہ میں شریک نہ ہونے دیا اہلسنت کی سب سے بڑی مستند مشہور اور مایہ ناز کتابیں بخاری شریف جلد اول ص ۴۳۵ و مسلم شریف جلد دوم ص ۹۱ آپ نے جب انکی عبارات پڑھ کر ترجمے کئے۔ کہ رسول اللہ کی اکلوتی بیٹی صدیقہ و طاہرہ سیدۃ النساء فاطمۃ الزہرا دربار خلافت سے کس طرح خالی واپس آئیں۔ تو اس پر ایک رقت کا سماں پیدا ہو گیا۔ دنیا زار و قطار رو رہی تھی۔ قریشی صاحب نے کہا روتے کیوں ہو؟ شیعوں نے جواب دیا۔ ہم آل محمد کے مصائب پر رونا ثواب سمجھتے ہیں آپ بنت رسول پر جتنے حملے کر سکتے ہیں کر کے روح ثلاثہ سے خراج تحسین حاصل کر لو قریشی صاحب سے جب احادیث بخاری و مسلم کا کوئی جواب نہ بن سکا۔ تو مولوی دوست محمد قریشی نے صحیح بخاری اصح الکتب بعد کلام باری کی صحت سے انکار کر دیا۔ اور کہا میں بخاری و مسلم کی ان احادیث کو نہیں مانتا ان کتب میں شیعوں نے بہت سی حدیثیں گھسیڑی ہیں۔ قریشی نے کہا فغضبت والی حدیث کا راوی محمد بن مسلم ابن شہاب زہری ہے۔ اس پر مبلغ اعظم نے ہندوستان و پاکستان کے مایہ ناز محدث حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کی مستند کتاب حجۃ اللہ البالغہ سے اما الصحیحان فقد اتفق المحدثون علی ان جمیع ما فیھما من المتصل المرفوع صحیح بالقطع کہ تمام محدثین نے اتفاق کیا ہے۔ کہ بخاری و مسلم کی تمام حدیثیں قطعی طور پر صحیح ہیں وانہ کل من یھون امرھما فھو مبتدع متبع غیر سبیل المومنین جو بخاری اور مسلم کے امر کی توہین کرے۔ وہ گمراہ بدعتی اور سبیل مومنین کے خلاف کی اتباع کرنے والا ہے۔ آپ نے کہا حضور خواجہ صاحب فرمایئے

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے قول کے مطابق آپ حضرات بدعتی اور خارجی ہو گئے یا نہیں۔ جب اس کا کوئی جواب نہ بن پڑا تو قریشی نے یوں گوہر افشانی کی تحو رجال وعلم رجال شاہ ولی اللہ کی اپنی تحقیق ہے اور میری اپنی تحقیق ہے۔ میرے لئے وہ کوئی حجت نہیں۔ ان کا قول انہیں لوگوں کے لئے تھا۔ جو اس وقت موجود تھے۔ مبلغ اعظم نے کہا۔ کہ حضور اگر اسی طرح اپنے مسلمات سے انکار کرنا ہے تو پھر مناظرہ کی ضرورت کیا تھی کیمپ نے پھر آسمان سر پہ اٹھانا شروع کر دیا۔ کہ زہری شیعہ تھا۔ مبلغ اعظم نے کہا۔ کہ اگر کتب اہل سنت میں زہری کا امام اور حجت ہونا ثابت نہ کر لوں تو خواجہ قمر الدین صاحب کے ہاتھ پر ابھی بیعت کر لوں گا۔ آپ نے تذکرۃ الحفاظ جلد اول ص ۱۰۳ سے الزہری اعلم الحفاظ ابو بکر محمد بن مسلم القرشی الزہری المدنی الامام اور قول امام مالک اسی تذکرۃ الحفاظ ص ۱۰۳ سے قال مالک بقی ابن شہاب وما لہ فی الدنیا نظیر بقول امام مالک دنیا میں زہری کی کوئی نظیر نہیں ہے۔ بس اس کے بعد قریشی صاحب و خواجہ صاحب اور ان کے حواری خاموش ہو کر رہ گئے۔ اس کے بعد مبلغ اعظم نے سیرت حلبیہ جلد ۲ ص ۳۶۰ سے عمر بن الخطاب کا سیدہ کونین جناب فاطمۃ الزہرا کی سند کو چاک چاک کرنا پیش کیا۔ تو حضور خواجہ صاحب سیالوی پھر کھڑے ہو گئے۔ اور کہا یہ کتاب اہل السنۃ کی نہیں لیکن جب مبلغ اعظم نے سیرت حلبیہ کے سرورق پہ بخط جلی مصنف کا نام برہان الدین الحلبی الشافعی لکھا ہوا دکھایا تو خواجہ صاحب کھسیانے ہو کر بیٹھ گئے۔ لیکن دوست محمد قریشی نے فوراً پینترا بدل لیا۔ کہ ہم حنفی ہیں۔ شافعی نہیں۔ مبلغ اعظم نے فرمایا کہ مناظرہ احناف سے نہیں بلکہ اہل السنۃ سے ہے شرائط نامہ پڑھو۔ جو خواجہ سیالوی کے دست ہائے مبارک سے ٹائپ کیا گیا ہے۔ اس کے بعد شیعہ مناظر نے جناب سیدہ کا صواعق محرقہ ص ۲۲ سے گواہ پیش کرنا تفسیر در منثور جلد ۴ ص ۱۷۷ سے ہبہ فدک اور فتاوی عزیزیہ جلد ا ص ۱۳۱ سے عبارت وثیقہ سیدہ اور اس پہ حضرت ابوبکر کا انکار پڑھا۔ تو سنی ملاؤں کا ہزار شور بھی کام نہ آسکا۔ اگرچہ انہوں نے بہت کوشش کی۔ مگر صداقت آشکار ہو کے رہی میدان مناظرہ میں ہی جناب خان غلام رسول خان بلوچ نمبردار محمد خان بلوچ ساکنان جھوک دایہ نے معہ اپنے کنبوں کے مذہب شیعہ کی صداقت کو قبول کرتے ہوئے اعلان شیعیت کر دیا مبلغ اعظم کے گلے میں پھولوں کے ہار ڈالے گئے اہل بیت المجد

کی شان میں قصیدہ خوانی سے عالم نور کا سماں بندھ گیا۔ مرزا یوسف حسین اور مبلغ اعظم مولانا محمد اسماعیل کو گھوڑوں پر سوار کر کے جھوک دایا کے گلی کوچوں میں جلوس کی صورت میں شیعوں کی فتح و کامرانی کے ڈنکے بج گئے تو نوی دوست محمد قریشی اور اس کی تنظیم اہل سنت کی تبلیغی سرگرمیوں کا دیوالہ نکل گیا خواجہ قمر الدین سیالوی کا بنا بنایا علمی رعب ختم ہو کر رہ گیا۔ اس مناظرہ کی کامیابی کا سہرا تو سہرا جناب فخر السادات مخدوم سید جعفر حیات شاہ سجادہ نشین حضرت شاہ جیونہ علیہ الرحمۃ کے سر پر ہے۔

مبلغ اعظم کے علم مناظرہ کا شاہکار

یعنی

مناظرہ مندراں والہ

میں

مرزائی شکست

یہ مناظرہ

ایک مرزائی مبلغ کی بے اصولیوں اور بے علمیوں کا

مرقع

ہے

وجہ تالیف مناظرہ ہذا

حضرات! اس مناظرہ کو تحریری صورت میں لانے کی ضرورت بوجوہات ذیل پیش آئی۔

اوّل۔ تو مبلغ اعظم صاحب قبلہ نے تھوڑے وقت میں دلائل معقول اور منقول کے اتنے بیشمار موتی اور جواہر برسائے کہ ان کا ضائع ہو جانا اور مومنین اور مسلمین مخلصین تک نہ پہنچنا بڑا نقصان تھا۔

دوم۔ مرزائی صاحبان غلط پروپیگنڈے کے بادشاہ ہوتے ہیں نہ معلوم اپنی اس ہار اور شکست کو چھپانے کے لئے کیا کیا حربے استعمال کرتے ہوں گے۔ کہاں کہاں پھرتے ہوں گے۔ کیا کیا پروپیگنڈے کئے ہوں گے اور اس کج کج گفتگو، غلط سلط باتوں کو اپنی کارگزاری بتایا ہوگا۔

اس رسالہ میں ہم وہ دلائل پیش کر رہے ہیں جو حضرت مبلغ اعظم صاحب قبلہ نے مرزائی احمد علی کو مختلف موضوعات پر دیئے۔

مجادلہ حقہ اور مجادلہ باطلہ

مناظرہ حقہ وہ ہے جس کے دلائل علم سے پیش کئے جائیں اور مناظرہ باطلہ وہ ہے جس کے دلائل مطابق علم مناظرہ نہ ہوں۔ جیسا کہ خداوند تعالیٰ فرماتا ہے۔

ما ضربوہ لک الا جدلا۔ اور مناظرہ حقہ وہ ہے جس کی نسبت فرمایا۔ وجادلھم بالتی ھی احسن (تفسیر کبیر ص۱۴۳ ج ۶)

تحقیق مقام

جادلهم بالتی هی احسن۔ حضرات! مناظرہ حکمت اور موعظہ حسنہ نہیں کیونکہ حکمت علماء محققین کا حصہ ہے جس کے دلائل قطعیہ اور یقینیہ ہوتے ہیں موعظہ حسنہ عوام کے لئے ہوتا ہے جن کی فطرت سلامت ہے وہاں دلائل ظنیہ اور اقناعیہ بھی مفید ہوتے ہیں۔ عبرامثال قصے کہانیاں سن کر بھی وہ اثر لیتے ہیں۔ کیونکہ فطرت سلیمہ میں مادہ انکار نہیں ہوتا مگر جدل مخالفین اور منکرین کیلئے ہوتا ہے۔ لیکن اس کیلئے بھی احسن ہونا شرط ہے اور احسن کیلئے علم ہدایت کتاب روشن کی شرط ہے۔

مگر مرزائی حضرات ان تینوں امور سے کورے ہوتے ہیں۔ اپنا دعویٰ نہ بیان حکمت سے ثابت کر سکتے ہیں کیونکہ مبنی بر حقائق نہیں۔ افتراء اور کذب ہے، مکر اور فریب ہے، دجل اور جھوٹ ہے۔ اسی لئے ان سے علماء ختم ہوتے جا رہے ہیں صرف کالج اور تعلیم دنیاوی پہ گزارہ ہے۔ مرزائیت کی ترقی اور استقامت کا دارومدار صرف اچھی ملازمت دلانے اور اچھے خاندان میں شادی کرنے پر منحصر ہو کر رہ گیا ہے۔ علم القرآن پڑھانے سکھلانے کا ربوہ میں کوئی اچھا انتظام نہیں۔ جناب مولوی ابوالعطاء اللہ دتہ صاحب جالندھری کے سوا اب کوئی پرانی قسم کا مولوی نہیں رہ گیا اور قاضی نذیر وغیرہ کی نسبت مبلغ اعظم نے فرمایا، وہ تو عربی کی عبارت بھی مناظرہ عام گڑھ میں غلط پڑھتے دیکھے گئے ہیں۔ وہاں فیصلہ ان کے خلاف ہو گیا۔ وہ لڑکا جس کے ساتھ مناظرہ تھا مرزائی نہیں رہا۔ چنانچہ تحریری فیصلہ ان کے خلاف موجود ہے۔

یہ وجہ ہے علم الحقائق میں رہ کر بات نہ کرنے کی۔

حقائق و حکمت موعظہ حسنہ سے کام نہیں لے سکتے۔ کیونکہ قصص انبیاء اور آل انبیاء ان کی تصدیق نہیں کرتے۔ اقتداء بانبیاء نہیں کر سکتے۔ قرب ابراہیم آل ابراہیم مثال موسوی تشبیہ ہارونی سب ان کے خلاف ہے۔ رہا جدل تو وہ بھی غیر احسن یعنی بغیر علم ہدایت اور کتاب روشن کرتے ہیں۔ ورنہ ایک مرزائی کا مناظرہ ایک شیعہ عالم سے ہو سکتا ہے کہ مرزا اپنی نبوت کا دعویٰ مبنی بر صداقت کر سکے وہ مسئلہ امامت پر گفتگو کر سکے

یعنی ائمہ طاہرین کا منصوص و معصوم امامت کا دعویٰ اگر مان سکے نہ مان سکے۔ صرف بنات رسول کی تعداد کا مسئلہ جس کا نہ مرزائی اصول سے تعلق ہے نہ شیعہ اصول سے اور اس میں بھی جناب فاطمہؑ کی شہرت تواتر عصمت طہارت میں غیر کو شریک نہ کر سکے اور تعدد میں آیت محکم اور حدیث متواتر و مشہور نہ پیش کر سکے۔ صرف رطب و یابس قیاس مع الفارق حالانکہ جدل احسن کی تعریف یہ ہے۔ ان یکون دلیلاً مرکباً من مقدمات مشهورة عند الجمهور او من مقدمات مسلمة عند الخصم ذالك القائل وهذا الجدل هو الجدل الواقع على الوجه احسن۔ کہ مجادلہ احسن وہ ہوتا ہے کہ دلیل ایسے مقدمات سے مرکب ہو کہ مشہور عند الجمہور اور مسلّم ہوں یا کم از کم ایسے مقدمات سے دلیل مرکب ہو جو عند الخصم مسلّم ہوں ورنہ مجادلہ احسن نہ ہوگا بلکہ غیر احسن ہوگا اور دلیل مقدمات باطلہ سے مرکب ہوگی۔ ایسے مناظرہ کا کام صرف جھوٹے اور باطل مقدمات کی ترویج ہوتا ہے۔ سامعین کو بیوقوف بنانا حیلے بہانے سے کام لینا دوران مناظرہ میں طریق فاسدہ یعنی فاسد راہیں اختیار کرنا، غلط روش اختیار کرنا۔ (کما فی تفسیر کبیر ۵۶)

جیسا کہ مرزائی اور اکثر جاہل ملاں کرتے ہیں کبھی ایسی دلیل نہ پیش کریں گے جو عند الجمہور مشہور و مسلّم یا کم از کم عند الخصم مسلّم اور مشہور ہو۔ صرف توہمات ظنیات غیر مشہورہ اور غیر مسلّم دلائل پیش کریں گے۔ ایسے جوڑ توڑ تو بے نمازہ اور بے عمل بلکہ بے ایمان بھی قرآن سے کر سکتے ہیں۔ مثلاً لا تقربوا الصلوٰۃ کہ نماز کے قریب نہ جاؤ۔ قرآن میں موجود ہے۔

جدلِ احسن اور مرزائیوں کی بے اصولیاں

حضرات ناظرین! جب مرزائی جماعت کا وفد آیا تو انہوں نے چالاکیاں بے اصولیاں شروع کیں تو مبلغ اعظم نے اس پر اچھا خاصا تبصرہ فرمایا۔ حضرات اصولی بات کرنی چاہیئے۔ مناظرہ کے اصولوں میں رہ کر بات کرنی چاہیئے۔ ورنہ جدل غیر احسن قرآن مجید اور حدیث کی رو سے منع ہے، حرام ہے، دینی حیات کی موت کا باعث ہے بے ایمانی ہے۔ چنانچہ قرآن کریم میں ہے: ومن الناس من یجادل

فی اللہ بغیر علم ویتبع کل شیطان مرید کتب علیہ انہ من تولاہ فانہ یضلہ ویھدیہ الی عذاب السعیر۔ پ۱۷-الحج ۳۔

کہ بعضے لوگ دین خدا میں بغیر علم کے جھگڑتے ہیں اور ہر شیطان سرکش کے پیچھے ہو لیتے ہیں اور شیطان پر یہ لکھا جا چکا ہے کہ جو شخص اس کے پیچھے چلے گا اوّل تو وہ اس کو گمراہ کرے گا، دوم اس کو وہ عذاب جہنم کی طرف رہنمائی کریگا۔ تو بغیر علم اور بغیر اصول مناظرہ کرنا شیطانی فعل ہے۔

ومن الناس من یجادل فی اللہ بغیر علم ولا ھدی ولا کتاب منیر ثانی عطفہ لیضل عن سبیل اللہ لہ فی الدنیا خزی ونذیقہ یوم القیامۃ عذاب الحریق۔ (پ۱۷ - الحج ۹)

کہ بعض لوگ وہ ہیں جو دین خدا میں جھگڑا کرتے ہیں بغیر علم کے اور ان کے پاس نہ مناظرہ کرنے کی ہدایت ہے اور نہ ہی کتاب روشن کا ثبوت رکھتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ دین خدا میں مناظرہ کرنے کے لئے اوّل علم دین کی ضرورت ہے۔ دوم ہدایت مناظرہ یعنی مناظرہ کے اصول، سوم کتاب روشن کا ثبوت یعنی اشارے کنائے جوڑ توڑ نہ ہوں کوئی روشن ثبوت چاہیئے۔ مگر مرزائیوں کی نبوت صداقت اس کی متحمل کہاں کہ علم سے مناظرہ ہو اور اصول کی پابندی ہو اور کتاب منیر کا ثبوت ہو جس میں شک و شبہات نہ ہوں۔

ولا تجادلوا اھل الکتاب الا بالتی ھی احسن الا الذین ظلموا منھم۔ (پ۲۱ - العنکبوت)

کہ اہل کتاب سے سوائے مہذب طریقے کے بحث مت کرو سوائے ان لوگوں کے جو ان میں ظالم ہیں۔

یعنی اصول مناظرہ کی حدیں پھاند جاتے ہیں اور بے محل گفتگو کرتے ہیں یہ مرزائی مبلغ اکثر بے علم الا الذین ظلموا منھم کے مصداق ہوتے ہیں بے اصول بے محل بات کرتے ہیں سوال کو ترکی بہ ترکی جواب دینے کا کوئی مضائقہ نہیں ہے چنانچہ آپ کو یہ مناظرہ پڑھ کر معلوم ہو جائے گا کہ مرزائی مبلغ نے جمہور کی راہ کو کیسے چھوڑا۔ متواترات سے منہ کیسے موڑا اور قواعد مسلّمہ کو کیسے توڑا۔ ان چیزوں کے ظاہر کرنے سے ہمارا مطلب مرزائیوں کا کذب و افتراء جھوٹ طوفان غلط بیان

غلط دلائل وہمی اور ظنیات کو ظاہر کرنا ہے تاکہ عوام سادہ لوح کا ان چیزوں پر ایمان رکھیں۔ ظنیات وہمیات مغالطات سے بچ جائیں۔ سچ ہے تمت کلمۃ ربک صدقا وعدلا۔ کہ اللہ کے کلمے پورے ہوتے ہیں ناقص نہیں ہوتے، سچے ہوتے ہیں مطابق واقعات ہوتے ہیں افترا نہیں ہوتے۔ مبنی بر عدل ہوتے ہیں پُر از انصاف ہوتے ہیں بے محل نہیں ہوتے۔

جیسے مرزائیوں کے دلائل اور دعوے نہ پورے نہ سچے نہ عدل نہ انصاف صرف لاف وگزاف جستی چالاکی اللہ سے بیباکی، نہ خوف نہ ڈر، نہ درد، نہ گھر، نہ علم نہ اصول، جو چاہا مان لیا، جو چاہا چھوڑ دیا۔ اکثر دیکھا گیا ہے کہ اپنے نبی مرزا صاحب کے اقوال بھی چھوڑ جاتے ہیں جب وہ معصوم ثابت نہیں ہوتے تو دوسرے انبیاء کی عصمت سے بھی انکار کر جاتے ہیں۔

فن مناظرہ اور مرزائی مبلغ کی بے علمی

حضرات! مرزائی اصول مناظرہ سے واقف نہیں ہوتے اور کسی علم کے قواعد و ضوابط بھی مدنظر نہیں رکھتے۔ نہ تفسیر کے، تفسیر بالرائے کرتے ہیں نہ علم حدیث کے، لہٰذا صحیح و ضعیف میں فرق نہیں کرتے نہ تاریخ کے، لہٰذا غلط روایات بے سند کا سہارا لیتے ہیں۔ نہ اصول مناظرہ کے قواعد و ضوابط کی پرواہ کرتے ہیں شتر بے مہار کی طرح چلتے ہیں۔

مناظرہ مشتق من النظیر ہے

مرزائی مبلغ، مبلغ اعظم کی علم و مہارت میں نظیر ہی نہ تھا۔ لہٰذا گھٹیا دلائل دیتا رہا۔ ان کو اظہار صواب مطلوب ہی نہیں ہوتا۔ لہٰذا مناظرہ نہیں بلکہ مکابرہ کرتے ہیں اور مجادلہ پر اتر آتے ہیں۔ یعنی اپنا بڑا پن ظاہر کرنے کی کوشش کرتے ہیں تاکہ خفت نہ ہو۔ لہٰذا ان کو تکلف تصنع بناوٹ اور جستی چالاکی مکر و فریب سے

جن کی اولاد ہونے کا دعویٰ کرتے ہے ان کو چھوڑ کر غیروں کو اپنا بناتے ہے ... [illegible]

سبحانک ... [illegible]

... اپنی قساوت شقاوت جہالت کا دم ... [illegible]

... اعتراض کیا کہ

نے آیات و حدیث سے ... کہ آل عیسیٰ اور فاطمہ زہرا

انما یرید اللہ لیذہب عنکم الرجس

عقل کے ... ان کے اندر گندا ثابت ہو گا۔ کیونکہ گند نکالنے کا

ارادہ ہے ازواج النبی میں ... گند ... کیونکہ وہ کافروں منافقوں کے گھروں سے

آئی تھیں۔

مبلغ اعظم کا عالمانہ جواب

مبلغ اعظم نے فرمایا۔ حضرات ... ایسے ... کا علم اور ایمان اسلام

... کرنے لگا اور آیت کا ترجمہ بھی غلط

... کر معاذ اللہ ... ازواج النبی میں گند ثابت کرنے لگا

کرنے لگا اور آل ... کے ... کا الزام ... کرنے لگا

ہم نعوذ باللہ ... گند نکالنے کا دعوے

کرتے ہیں نہ آیت ہذا کا ترجمہ گندہ کرتے ہیں نہ اللہ کی طرف اسکو منسوب کرتے ہیں۔

حقائق آیہ تطہیر

انما یرید اللہ لیذہب عنکم الرجس اہل البیت ویطہرکم تطہیراً

(پ ۲۲ احزاب) - آپ نے ... فرمایا ان حقائق کا سمجھنا آپ کی جماعت کا کام نہیں ہے ...

... اپنے ... اور اپنے غیروں کی ... ہے۔ لہذا یہ

... اثبات تطہیر صرف ان کے لئے ہے جو ... میں داخل اور شامل ہیں نہ غیر

کے لئے۔

ارادہ سے مراد ... وہ ارادہ ہے جس کے بعد فوراً تطہیر کا

حقیقی ... ثابت ہو جاتی ہے

انما امرہ اذا اراد شیئاً ان یقول لہ کن فیکون۔ کہ خالق اکبر جب

کوئی ارادہ کرتا ہے تو وہ چیز فوراً ثابت ہو جاتی ہے ... اور ہر ... سے

کرو پاک ہو جاتے۔ یہ وہ ارادہ ہے جس کے ... بالفعل و الفعال صرف ارادۃ اللہ سے

یہ ہستیاں رجس سے دور رہیں گی اور تطہیر کا اعلان اور تطہیر کا تاج کرامت ان کے سر پر

ہمیشہ رہے گا۔ کوئی ہزار کوشش کرے ان میں سے رجس ثابت نہ کر سکے گا۔ رجس

سے مراد شیطانی اعمال ہیں۔ انما الخمر والمیسر والانصاب والازلام

رجس من عمل الشیطان (المائدہ پ ۷) یعنی شراب، جوا، کھڑے ہوئے بت

تیروں سے تقسیم سب رجس اور شیطانی ہیں۔ من بیانیہ ہے یعنی شیطان

کا ان پر تسلط نہ ہوگا۔ چنانچہ حدیث میں آتا ہے کہ حضرت عیسیٰ اور مریم شیطانی نظر سے

پاک ہیں کیونکہ فطرۃً اور پیدائشی پاک ہیں۔

چنانچہ یا مریم ان اللہ اصطفاک وطہرک اور یا عیسیٰ انی

متوفیک و رافعک الی و مطہرک الخ (آل عمران)

ہذا ان کو یہ تطہیر حاصل ہوئی مگر محمد و آل محمد کی تطہیر کا طریقہ اہتمام سے ہے۔

لیطہرکم تطہیراً کا مفعول مطلق بتلا رہا ہے کہ اگرچہ وہ پہلے ہی معصوم و مطہر پاک ہیں

مگر یہاں اکمال اور اتمام کی حد ہے۔

مبلغ اعظم نے فرمایا۔ مرزا صاحب کا کہنا حضرت عیسیٰ اور جناب مریم پر بہتان لگا کر

ان سے پاک ہونے غلط ہے۔ جناب مریم قبل پیدائش عیسیٰ ہی پاک و مطہر تھیں اور یہ

آیت قبل پیدائش ہی ہے۔ انی نذرت لک ما فی بطنی محرراً۔ وقت سے پہلے

پاک اور حضرت عیسیٰ انی لاہب لک غلاماً زکیاً کا اعلان قبل ولادت سے پاک

ثابت کرتا ہے۔ یعنی یہ وہ ہستیاں ہیں جو قبل پیدائش پاک ہیں۔

مبلغ اعظم نے فرمایا۔ گند نکالنے کے معنی تو جب ہوتے جب اخراج ہوتا

"یخرج عنکم الرجس" یعنی کہ رجس کو نکالا، یہاں لفظ "اذہاب" ہے

جس کے معنی دور لے جانے کے ہیں اور عن للبعد والتجاوز ہوتا ہے یعنی

دور کے لئے ہے تو مطلب یہ کہ اللہ کا ارادہ تم سے ... دور رکھنے کا ہے ... اور

حضرات! اللہ رجس کو قریب نہیں آنے دیتا ... [illegible]

[illegible] علم کا [illegible] [illegible]

[illegible] یعنی اور [illegible] سے واقف کا فی ہوتا ہے"

ویطہرکم تطہیرا۔ باب تفعیل سے ہے باب تفعیل یا ایجاد فعل کے لیے ہوتا ہے جیسے قطعتہ یا نقطع یعنی نے اس کو قطع کیا۔ یعنی میرے کاٹنے سے قطع پیدا ہوئی پہلے نہ تھی۔

اور کبھی اعلان نسبت فعل کے لئے ہوتا ہے جیسے کبرتہ تکبیرا اللہ کی بڑائی کا اعلان کیا اللہ اکبر کہہ کر اللہ کو بڑا کر۔ معاذ اللہ ویطہرکم تطہیرا میں باب تفعیل کا مقصد ہے تطہیر نسبت فعل کے لئے ہے یعنی اللہ تمہاری طہارت کا اعلان کرے گا۔ تمہاری طرف پاکیزگی کو منسوب کرے گا۔ معجزات آیات و دلائل اور براہین سے تمہاری ایسی تطہیر ثابت کرے گا کہ کوئی مرزائی، عیسائی خارجی، وہابی تمہاری طرف رجس کو منسوب نہ کرے گا۔ حتیٰ کہ مرزا قادیان نے بھی یہ کہا ہے کہ

جان و دلم فدائے جمالِ محمدؐ است
خاکم نثار کوچۂ آلِ محمدؐ است

کربلائیست سیر ہر آنم
صد حسین است در گریبانم
(مقدمہ خطبہ الہامیہ)

اور یہ بھی کہا ما بقی حسینہم من ظلم یزید لیکن یہ لکھنے کے بعد کہنا کہ حسینؑ وہ ہے جس کو خدا نے اپنے دست قدرت سے پاک کیا۔ مگر مرزائیوں کی بلا جانے کہ "یطہرکم تطہیرا" کے کیا معنی ہیں۔ ظالم لوگ ہیں ان کی پیدائش کیسی ہے اور اعلان تطہیر سے کن پاک چیزوں کا اعلان اور اثبات مطلوب ہے۔ [illegible]

اللہم یا من خص محمداً و آلہ بالکرامۃ وحباہم بالرسالۃ وخصہم بالوسیلۃ وجعلہم ورثۃ الانبیاء و ختم بہم الاوصیاء والائمۃ وعلمہم علم ما کان وما بقی و جعل افئدۃ من الناس تہوی الیہم۔ (صحیفہ سجادیہ)

ترجمہ:۔ اے اللہ تو نے محمدؐ و آلِ محمدؐ کو بزرگی کے ساتھ خاص کیا اور ان کے گھر میں رسالت بلا عوض رکھی اور ان کو مقام وسیلہ اور اپنے قرب اور مقام محمود سے خاص کیا اور انبیاء کے وارث بنایا اور ان کے ساتھ آئمہ اور اوصیاء کو ختم

کر دیا۔ یعنی ان کے سوا کوئی وصی ہو سکتا ہے نہ امام۔ اور ان کو علم ما کان وما یکون دیا۔ اور مومنوں کے دلوں کو ان کی طرف جھکایا کہ ان کی محبت اور مودت کرتے ہیں جائیں۔

اللّٰہم صل علی محمدٍ و آلِ محمدٍ۔

رب صل علی اطائب اہل بیتہ الذین اخترتہم لامرک و جعلتہم خزنۃ علمک وحفظۃ دینک وخلفائک فی ارضک وحججک علی عبادک وطہرتہم من الرجس والدنس تطہیراً بارادتک و جعلتہم الوسیلۃ الیک والمسلک الی جنتک۔ (صحیفہ سجادیہ)

اے اللہ درود و سلام بھیج آلِ پر ان ہستیوں کے جن کو تو نے رجس اور نقصان سے پاک کیا اور اپنے امر کے لیے خود چن لیا اپنے علم کے خزینے بنایا اور اپنے دین کا محافظ کیا اور اپنی زمین پر خلیفہ بنایا ان کو وسیلہ اور مسلک بنایا اپنی جنت تک۔ یعنی جنت میں وہی جائے گا جس کا وہ وسیلہ ہوں گے اور ان کے مذہب اور مسلک پر چلے گا۔ سید کہ اپنے آپ کو سید کہلا کے مرزائی ہو جائے بہر پاک محمدؐ و آلِ محمدؐ کو چھوڑ کر مرزا کے پیچھے ہو۔

خدا کے پیٹ تیرا برا ہو تو نے کتنے لوگوں کے ایمان ضائع کر دیے۔ کتنے مسافر آب کے بجائے سراب میں داخل ہو گئے۔ یحسبہ الظمآن ماءً یعنی کہ پیاسے پانی سمجھے مگر وہ سراب دھوکے کے آب کی ریگ تپاں میں جا کر حسرت میں آب حیات ایمانی کے پیاسے مر گئے۔ ایمان کے قطرہ آب نے ان کو سیراب نہ کیا۔ ہائے چشمہ کوثر سے انہوں نے پانی نہ پیا۔ لن یتفرقا حتیٰ یردا علی الحوض (مشکوٰۃ شریف باب مناقب اہل بیت) یعنی قرآن پاک اور اہل بیت حوض کوثر تک متفرق نہ ہوں گے۔ یعنی حوض کوثر تک نہ قرآن کی بجائے کوئی کتاب آئے گی نہ آلِ محمدؐ کے سوا کوئی اور امام ہوگا۔ یعنی بابا اور بہائی بھی جھوٹے ہیں جو کہتے ہیں کہ قرآن منسوخ ہو گیا اور مرزائی بھی جھوٹے ہیں جو کہتے ہیں مہدی ہادی اہل بیت کی بجائے آئے نہیں آگیا یعنی مغل مرزے امام اور نبی بن گئے جن کا آلِ محمدؐ سے کوئی بھی تعلق نہیں۔ یہی اہل پاک و پاکیزہ ہیں جن کا تاج ابد تک آلِ محمدؐ کے سر رہے گا۔

اگر گیتی سراسر باد گیرد
چراغ مقبلاں ہرگز نمیرد

تحقیق لفظ اہلبیت

انما یرید اللہ لیذہب عنکم الرجس اہل البیت ویطہرکم تطہیرا۔ (پ۲۲)

مبلغ اعظم نے فرمایا حضرات! اس پر امت محمدیہ کا اتفاق ہے کہ آیۂ تطہیر میں جو لفظ اہل بیت آیا ہے اس سے مراد اہل نبوت اور رسالت ہیں کسی اور کے گھر والوں کا ذکر نہیں۔ مرزائیوں کا نرا بیوں اور بہائیوں کا تو ہمارے اسلامی بھائیوں کا اہلبیت میں صحابہ کرام کے شمول کا کوئی مدعی ہے۔ ہاں البتہ ازواج النبی کے داخل و شامل ہونے کے بعض صحابہ اور تابعین قائل ہوئے مگر ان کا جواز قرآن اور حدیث سے ثابت نہیں۔ کیونکہ "البیت" معرف باللام ہے اور الف لام برائے جنس یا استغراق نہیں بلکہ برائے عہد ہے۔

اور معہود جب تک اللہ و رسول نہ بتلائیں کون جان سکتا ہے۔ لہٰذا ہمارا دعویٰ ہے کہ کوئی حدیث ازواج کے شمول میں وارد نہیں بلکہ بعض صریح حدیثوں میں ام سلمہ کو حضورؐ نے آیۂ تطہیر کے نزول پر اہل بیت میں شمول سے منع فرمایا۔ چنانچہ تفسیر ابن کثیر ص۴۸۳ جلد سوم میں ہے کہ حضورؐ نے بی بی ام سلمہ سے فرمایا تنحی عن اھل بیتی اٹھ کر میرے اہل بیت سے علیحدہ ہو جاؤ۔

بقول رسول خدا

اہل بیت اور ازواج کا فرق

عن ام سلمۃ رضی اللہ عنہا قالت ان ھذہ الآیۃ نزلت فی بیتی انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس قالت وانا جالسۃ علی باب البیت فقلت یا رسول اللہ الست من اھل البیت فقال صلی اللہ علیہ وآلہ

وسلم انک علی خیر انت من ازواج النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (تفسیر ابن کثیر جلد سوم ص۴۸۳)

ترجمہ۔ بی بی ام سلمہ سے روایت ہے یہ آیت اس وقت نازل ہوئی جبکہ حضور پرنور میرے گھر میں تشریف فرما تھے اور میں دروازہ پر بیٹھی ہوئی تھی تو میں نے عرض کیا کہ کیا میں اہل بیت سے نہیں ہوں۔ فرمایا تیرا انجام بخیر ہے۔ تو ازواج النبی یعنی رسولؐ کی بیویوں سے ہے۔

لیجئے! حضور رسالت مآبؐ کی زبانی فیصلہ اور فرق ہو گیا کہ ازواج اور ہیں اور اہل بیت اور ہیں۔

مبلغ اعظم نے فرمایا کہ حدیث کی کتابوں میں باب مناقب اہل بیت میں کسی بیوی کا ذکر نہیں ہے بلکہ ان کا باب علیحدہ ہے۔ اگر کوئی عالم صحاح ستہ کے اندر اہلبیت کے مناقب میں کسی بیوی یا دیگر ہستی کا ذکر دکھلا دے تو قابل انعام ہے۔

اہل البیت کی تحقیق

مرزائی مبلغ نے موضوع سے منہ پھیرتے ہوئے اہل بیت میں بیویوں کے داخل یا نہ داخل ہونے کا مسئلہ خواہ مخواہ چھیڑ دیا۔ حالانکہ بیٹیاں کہاں اور بیویاں کہاں۔ اصل بات یہ تھی کہ مبلغ اعظم سے بات کر کے نام پیدا کرنے کا مشتاق تو تھا لیکن اصول و قواعد علم و موضوع پر رہ کر بات کر ہی نہیں سکتا تھا۔ لہٰذا الغریق یتشبث بالحشیش یعنی ڈوبتے کو تنکے کا سہارا۔ ہر طرف ہاتھ پاؤں مارتا رہا۔ آپ دیکھیں کہ بنات سے ازواج تک ازواج سے ختم نبوت پر حملہ کرنے کے ختم ہوگا اور کوئی ایسی تک بات کرنا باد کے لئے دستے۔

ع اذا فاتک الحیاء فافعل ما شئت

ع شرم چہ کتی است کہ پیش مرداں آید

مگر کیا کریں مرزائیاں کذب و افترا کا ان کے بغیر گزارہ بھی نہیں ہو سکتا صدق و سچ کہاں سے لائیں بنیاد ہی کذب و افترا پر ہے۔ کل اناء یترشح بما فیہ۔

مبلغ اعظم نے فرمایا کہ میں نے مرزائی مناظروں کو اکثر دیکھا ہے کہ وہ مناظرہ

میں شاعرانہ چالوں، حیلوں، بہانوں، جھوٹوں، فریبوں، غلط بیانیوں، حوالوں میں قطع و برید سے پرہیز نہیں کرتے۔ حوالہ دینے میں قوی و ضعیف صحیح و سقیم کا فرق نہیں کرتے۔ کیونکہ ایسا کئے بغیر ان کا گذارہ بھی نہیں چلتا۔ کیونکہ وہ ایسی چیز کے مدعی ہیں جس کی قرآن و حدیث میں کوئی گنجائش نہیں اور کوئی مقام نہیں اور دین میں اس کی کوئی ضرورت نہیں ہے اور اس کا کوئی وجود اور ثبوت نہیں۔

مرزائی مبلغ کی دلیل

برائے

شمول ازواج باہل بیت

مرزائی مبلغ مولوی احمد علی نے پرانا آموختہ دہرایا کہ اہل بیت سے مراد ازواج ہیں انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیرا میں سیاق و سباق میں ازواج کا ذکر ہے۔ اور "اتعجبین من امر اللہ رحمۃ اللہ وبرکاتہ علیکم اھل البیت" میں اتعجبین میں صیغہ واحد مؤنث حاضر ہے۔ بی بی سارہ کو خطاب ہے۔ لہٰذا اہل البیت سے مراد زوجہ ہے اولاد نہیں۔

جواب مبلغ اعظم

حضرات! خدا کو حاضر و ناظر اور شاہد کر کے کہتا ہوں کہ مبلغ اعظم نے اپنی عادت کے مطابق روانی اور وارفتگی سے اس کے جواب میں دلائل کی بارش کر دی۔ فرمایا حضرت انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت کا ترجمہ خود قرآن اور حدیث میں موجود ہے۔

اور قرآن مجید میں وانذر عشیرتک الاقربین سے حضور کے خاندان کے اقرب افراد مراد ہیں۔ چنانچہ حدیث میں ہے کہ اس آیت کے نزول پر حضور نے حضرت فاطمہ کو خصوصیت سے خطاب کیا۔ دیکھو بخاری شریف، کتاب التفسیر ص۷۰۲ اور قرآن شریف میں واعلموا انما غنمتم من شیء فان للہ خمسہ وللرسول ولذی القربیٰ موجود ہے کہ خمس خاندان رسول کا حق ہے چنانچہ حضرت علی متولی خمس ہوئے۔ صحابہ کے اعتراض پر حضور نے فرمایا علی کا خمس میں اس سے بھی زیادہ حق ہے اور قرآن مجید میں النبی اولیٰ بالمومنین من انفسھم وازواجہ امھاتھم واولوا الارحام بعضھم اولیٰ ببعض

کہ حضور ہم سب کے حاکم ہیں اور ازواج النبی ہماری مائیں یعنی ہم بیٹیاں ہیں اور اہل بیت اولی الارحام رحمی خونی رشتہ داروں کا نام ہے

اس کے بعد آپ نے مشکوٰۃ شریف کا تمام باب مناقب اہل بیت کتاب کھول کر مولوی احمد علی کو دکھلایا کہ اس میں ازواج کا ذکر دکھلاؤ۔ مگر خاموش بے ہوش۔ اور ترمذی شریف کا باب مناقب اہل بیت النبی، کہ اس میں ذکر ازواج دکھلاؤ مگر مدعی کہ ذکر فرور کہا کہ عدم ذکر سے عدم وجود لازم نہیں آتا۔ مبلغ اعظم نے فرمایا کہ ہر مذکور کی ذکر میں شامل کیوں نہیں پایا جاتا۔ الغرض قرآن اور حدیث کا کوئی جواب نہ دیا اور مان لیا کہ باب مناقب اہل بیت میں نہ ازواج کا ذکر ہے نہ دیگر بنات کا

اَتَعْجَبِیْنَ مِنْ اَمْرِ اللّٰہِ

کا جواب دیتے ہوئے فرمایا کہ حضور من امر اللہ تک تو صیغہ واحد مؤنث کا خطاب مفرد ہے مگر یہاں سلسلہ کلام ترک ہو جاتا ہے ساتھ

ورحمۃ اللہ وبرکاتہ علیکم اھل البیت انہ حمید مجید کا جملہ معترضہ ہے۔ اس کے صیغے مؤنث کے نہیں بلکہ مذکر کے ہیں۔ رحمۃ اللہ وبرکاتہ سے مراد نعمت نبوت و امامت ہے اور کوئی عورت نبی ہوئی ہے نہ امام اور اس کا ترجمہ خود قرآن مجید میں موجود ہے۔

ان اللہ اصطفیٰ آدم ونوحا وآل ابراھیم وآل عمران علی العالمین ذریۃ بعضھا من بعض میں آل کا ترجمہ ذریت خود موجود ہے۔ انی جاعلک للناس اماما قال ومن ذریتی قال لا ینال عھدی الظالمین میں ذریتی خود موجود ہے اور

أَمْ يَحْسُدُونَ النَّاسَ عَلَىٰ مَا آتَاهُمُ اللَّهُ مِن فَضْلِهِ فَقَدْ آتَيْنَا آلَ إِبْرَاهِيمَ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ میں لفظ آل موجود ہے اور تِلْكَ حُجَّتُنَا آتَيْنَاهَا إِبْرَاهِيمَ الخ۔ آباء ذریت اخوان موجود خاندان بن گیا۔ بیوی کا لفظ موجود نہیں ہے۔ آباء اخوان ذریت کا ترجمہ خدا نے اہل بیت سے کر کے فیصلہ کر دیا ہے کہ ازواج اصحاب کا اہل بیت آل عترت ذریت خاندان میں کوئی دخل نہیں ہے۔

"کون سے ازواج اہل بیت میں داخل ہوتے ہیں"

مبلغ اعظم نے سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے فرمایا کہ یہ ایک مغالطہ ہے کہ بیوی صرف زوجہ ہونے یا صیغہ نکاح کے جاری ہونے کی وجہ سے اہل بیت ہو جاتی ہے یا ان اہل بیت میں داخل ہے جن پر صدقہ حرام ہے یا ان اہل بیت میں داخل ہے جن کے لئے آیہ تطہیر آئی، یا ان اہل بیت میں داخل ہیں جو مباہلہ میں گئے یا ان اہل بیت میں داخل ہیں جن کے ساتھ تمسک کا حکم ہے۔ حدیث ثقلین اور حدیث غدیر میں آیا، یا ان اہل بیت میں داخل ہیں جن کی مودت کا حکم آیہ مودت میں آیا۔ اس کی تردید حضرت زید بن ارقم صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرما چکے ہیں۔ اور صحیح مسلم جیسی مستند کتاب میں آچکی ہے۔

فقلنا من اهل بيته نساءه قال لا وايم الله ان المرأة تكون مع الرجل العصر من الدهر ثم يطلقها فترجع الى ابيها وقومها اهل بيته اصله وعصبته الذين حرموا الصدقة بعده۔ (صحیح مسلم جلد دوم ص ۲۸۰ مطبوعہ دہلی)۔

کہ حضرت زید بن ارقم صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حدیث ثقلین بیان فرمائی کہ حضورؐ نے فرمایا میں تمہارے اندر قرآن اور اہل بیت چھوڑنے والا ہوں۔ تو راوی کہتا ہے کہ ہم نے ان کی خدمت میں عرض کیا کہ حضورؐ کی بیویاں آپ کے اہل بیت سے ہیں۔ فرمایا نہیں عورت کیسے اہل بیت ہو سکتی ہے۔ کچھ زمانہ مرد کے ساتھ گذارتی ہے۔ پھر وہ اس کو طلاق دے دیتا ہے تو اپنے باپ اور اپنے خاندان کی طرف لوٹ جاتی ہے۔

خصوصیت پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اہل بیت آپ کی اصل اور آپ کا خاندان ہیں

جن پر آپ کے بعد صدقہ حرام ہے۔ صحابہ کرام کی زبانی ہی یا ستنے بر گئے۔ اب بیچارے مرزائی اور ہمارے سنی بھائی کیا کریں۔ پس ثابت ہوا کہ

عورت مرد تین طرح سے داخل اہل بیت ہو سکتی ہے، ایک خاندانی ہو جیسے حضرت سارہ حضرت ابراہیم کی چچا زاد تھی۔

دوم۔ ام ولد ہو یعنی بچے کی ماں ہو جیسے حضرت اسحاق کی ماں، یعقوب علیہ السلام کی دادی انبیاء بنی اسرائیل کی اصل۔

ام موسیٰ یعنی حضرت موسیٰ کی ماں۔ حضرت خدیجۃ الکبریٰ حضرت فاطمۃ الزہرا کی ماں۔

سوم۔ معصومہ ہو جیسے حضرت مریم، حضرت سارہ جو فرشتوں سے ہمکلام ہوئیں۔ ام موسیٰ جن کو وحی ہوئی۔

حضرت فاطمۃ الزہرا جو معصومہ طاہرہ صدیقہ شہیدہ ہوئیں جن سے فرشتے ہمکلام اور خادم ہوئے۔

حضرت خدیجۃ الکبریٰ جنہوں نے تصدیق رسالت کی ام [illegible] کا گھر پر شرود شرک سے پاک جنت الماویٰ بنا۔ کیونکہ وہ اہل بیت کی اصل ہیں۔

بیت سے کونسا بیت مراد ہے

اہل بیت کا مفہوم سمجھنے کے لئے پہلے بیت کا سمجھنا ضروری ہے کہ بیت سے مراد بیت اللہ ہے یا مسجد النبیؐ ہے یا خاندان رسالت ہے یا بیت المقدس ہے۔ اگر بیت اللہ ہے تو وہ اہل بیت ہیں جن کی نسبت حضرت ابراہیم نے فرمایا:

انی اسکنت من ذریتی بواد غیر ذی زرع عند بیتک المحرم ربنا الخ

کہ یا اللہ میں نے اپنی اولاد کو تیرے عزت والے گھر کے پاس بسا دیا۔

لفظ ذریت صاف موجود ہے اور حضرت علیؑ بھی خانہ کعبہ میں پیدا ہوئے ہیں۔ اگر اس سے مراد بیت المقدس کی بنیاد وہ خیمہ ہے جو حضرت موسیٰ نے جنگل میں بنایا عبادت کے لئے حضرت ہارون اور ان کی اولاد کے اہل اور متولی ہوئے۔ انت منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ سے مراد حضرت علیؑ اور ان کی اولاد اہل بیت ہوئے۔ اگر مسجد

نبوی سے دیگر صحابہ کے دروازے بند کرا کے حضرت علیؑ کا دروازہ کھلا رہنے دیا۔ اور خاندان کا انتخاب دلیل کا محتاج نہیں۔ حضورؐ نے بار بار فرمایا علیؑ منی وانا منہ اور یتلوہ شاھد منہ قرآن شریف میں آیا ہے کہ حضرت علیؑ اور سرکارِ دو عالم ایک دوسرے کے جزو اور ٹکڑے ہیں۔

"مسئلہ ختم نبوت میں مرزائی مبلغ کی حیل و حجت"

مرزائی مبلغ حسب عادت جب دیگر بنات کو مثل فاطمۃ الزہرا دلائل صحیحہ قاطعہ ساطعہ متواترہ مشہورہ سے بنت رسولؐ نہ ثابت کر سکا۔ معارضہ میں اخبار صحیحہ نہ پیش کر سکا تو ازواج کو اہل بیت بنانے میں مشغول ہو گیا۔ اور جب ازواج کو بھی بدلائل صحیحہ داخل اہل بیت تطہیر نہ کر سکا تو مسئلہ ختم نبوت پہ چلا گیا یعنی کسی موضوع میں رہ کر بات نہ کر سکا۔ مگر مبلغ اعظم نے پیچھا نہ چھوڑا۔ سچ کہا کسی شاعر نے مناظرہ کورٹ سما بریں۔

شیر نے پیچھا نہ چھوڑا بن کے ایٹم بم گرا
بھیتہ پنچر ہو گیا باطل کی موٹر کار کا

مسئلہ ختم نبوت کے خلاف

مرزائی مبلغ نے چار چیزوں سے استدلال کیا۔

پہلا استدلال اس وقت کیا جب مبلغ اعظم نے خطاب احد بلفظ الجمع پر یا ایھا الرسل کلوا من طیبٰت واعملوا صالحا کی آیت پڑھی۔ پ۱۸ المؤمنون آیت ۵۱ کہ صرف صیغہ جمع سے تعدد بنات پہ استدلال نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ یا ایھا الرسل کلوا من طیبٰت میں "رسل" جمع ہے "کلوا" جمع ہے۔ واعملوا جمع۔ حالانکہ حضورؐ کے وقت میں آپ کے ساتھ کوئی رسول نہیں اور قیامت تک کسی نئے رسول کے آنے کا امکان نہیں اور انتظار نہیں اور نیا کوئی آئے تو اس میں شمار نہیں۔ لہٰذا جو ہے استدلال غلط ہے۔

دوسرا استدلال۔ ام یحسدون الناس علیٰ ما آتاھم اللہ من فضلہ فقد آتینا آل ابراھیم الکتاب والحکمۃ وآتیناھم ملکاً عظیما کی تفسیر میں اصول کافی کی ایک حدیث سے کیا۔

اور تیسرا۔ انعم اللہ من النبیین والصدیقین والشہداء والصالحین سے کیا۔

چوتھا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول سے کیا۔ ان شبہات کے جو جواب مبلغ اعظم نے ترکی بہ ترکی دیے۔ انشاء اللہ ہم دلائل ختم نبوت جو اس وقت مبلغ اعظم نے اس وقت دریا کی روانی کی طرح بہائے ان کو نقل کرنے کے بعد نقل کریں گے۔

مسئلہ ختم نبوت اور مرزائی مغالطے

حضرات! ہم لوگ مدرسہ آل محمدؐ کے طالب علم ہیں۔ مبلغ اعظم کے شاگرد ہیں۔ تعلیم کے ساتھ ساتھ فن تقریر اور مناظرہ کے اصول بھی سیکھتے رہتے ہیں۔ سفر اور حضر میں بالحکمت موعظہ حسنہ جدال احسن کے اصول سنتے رہتے ہیں۔

قبل اس کے کہ وہ دلائل اور حقائق پیش کروں جو مبلغ اعظم نے اس مرزائی مبلغ کے سامنے پیش کئے۔ جن کا وہ تو کیا کوئی بھی مرزائی جواب نہیں دے سکتا۔ ختم نبوت کی مہر توشناہ طلوع شمس نبوت کے بعد مصنوعی نبوت کی شمع جلانا کوئی آسان بات نہیں ہے۔ حضورؐ پر نبوت ختم، نعمت تمام، دین کامل، شریعت پوری۔ قرآن کی حفاظت کا ذمہ خدا نے لے لیا۔ قرآن مجید کے اندر وہ تمام علوم کا اصول رکھ دیے ہیں جو قیامت تک کے لئے پیش آئیں گے۔ حدیث نبوی میں قرآن مجید کے اجمال کی تفصیل ہو چکی ہے۔ آئمہ طاہرینؑ اس کی الہامی تفسیر فرما چکے ہیں۔ علم الساعۃ کے طور پر آخری امام کے ظہور اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رجعی نزول کی تخصیص اور تعیین ہو چکی ہے۔

لہٰذا اجراء نبوت کیا، وحی جدید کیسی، قرآن کے بعد الہام اور کلام کیسی۔ آل محمدؐ کے سوا امام کیسا۔ مرزا کا کلام اور بہاء اللہ کا بیان کیسا؟

اللہ کا قرآن آل محمدؐ کا امام تا حوض کوثر ساتھی و قرین رہیں گے۔ لن یتفرقا حتی یردا علی الحوض۔ (ترمذی شریف ص۲۲۱ مشکوٰۃ شریف ص۵۶۹)۔

مبلغ اعظم نے فرمایا کہ ختم نبوت کا عقیدہ ضروریاتِ دین سے ہے۔ اس کے دلائل محکم اور متواتر ہیں برہان اور استقراء سب اس پر شاہد ہیں۔ ختم نبوت حضور پر نور کا خاصہ ہے۔ دیگر کسی نبی کے لئے خاتم النبیین کا لفظ قرآن مجید اور حدیث شریف میں نہیں آیا من ادعی فعلیہ البیان و دلہ الاقدام هاتوا برهانکم ان کنتم صادقین۔

"تیس دجال مدعیانِ نبوت کاذبہ"

مبلغ اعظم نے فرمایا کہ ختم نبوت کی مہر کیسے ٹوٹ سکتی ہے۔ بقول سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مدعیانِ نبوت کاذب اور دجال ہوں گے۔

عن ثوبان فی حدیث قال قال رسول اللہ وانہ سیکون فی امتی کذابون ثلاثون کلھم یزعم انہ نبی اللہ وخاتم النبیین لا نبی بعدی ولا تزال طائفۃ من امتی علی الحق ظاہرین لا یضرھم من خالفھم حتی یاتی امر اللہ۔ (رواہ ابوداؤد مسلم والترمذی مشکوٰۃ نقل از مشکوٰۃ شریف صفحہ کتاب الفتن)۔

ترجمہ حضرت ثوبان سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا۔ تحقیق میری امت میں تیس جھوٹے مدعی ہوں گے سب دعویٰ کریں گے کہ وہ اللہ کے نبی ہیں حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ میری امت کا ایک گروہ حق پر غالب رہے گا۔ جو لوگ ان کی مخالفت کریں گے ان کا نقصان نہ کر سکیں گے۔ حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ کا امر آجائے گا۔

فوائد حدیث ہذا

پس معلوم ہوا کہ مدعیانِ نبوت تیس کے قریب ہوں گے، جھوٹے ہوں گے۔ ان کے جھوٹے ہونے کی دلیل حضورؐ کا خاتم النبیین ہونا ہے اور خاتم النبیین کا معنی بقول سرکارِ دوعالم لا نبی بعدی ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں اور امت میں سے

ایک گروہ حق پر قائم رہے گا۔ لوگ اس کی ہزار مخالفت کریں گے پھر بھی ان کو حق سے نہ ہٹا سکیں گے۔

شیعہ یعنی گروہ کہنے والے لفظ طائفہ پر غور فرمائیں اور الحق مع علی کو یاد رکھ کے دیکھیں کہ وہ کونسا گروہ ہے حتیٰ کہ امر اللہ آجائے گا یعنی صاحب الامر کا ظہور ہوگا اتی امر اللہ فلا تستعجلوہ

اس حدیث میں کاذب مدعیانِ نبوت کی پیشگوئی خاتم النبیین کے معنی اور مذہب شیعہ کی حقانیت سب ثابت ہوگئی اور حضرت حجت کی آمد ثانی بھی ثابت ہوگئی الحمد للہ علی ذالک

تفصیل مغالطہ وتناقض

مبلغ اعظم نے فرمایا۔ حضرات مسئلہ ختم نبوت تو اپنی جگہ پر ایک مسلّم حقیقت ہے اور اس کے دلائل وہ پہاڑ اور حصار ہیں جن کو کوئی شیطان سے بڑا دجال نہ توڑ سکے گا اور مرزائی صاحبان جتنے دلائل اس باب میں وا کرتے ہیں وہ سب باب مغالطہ کا اظہار اور اشتمال ہوتے ہیں۔ اس میں پھنسنے والے مغالطہ کا شکار ہوتے ہیں۔

اسبابِ مغالطہ

اگرچہ بہت ہیں مگر خلاصہ ان کا صرف دو امر ہیں۔ سوء فہم اور اشتباہ الکواذب بالصوادق۔ لہٰذا یہ مرزائی لوگ ان لوگوں کو دھوکہ دیتے ہیں جو سوءِ فہم کا شکار ہوتے ہیں دینیات کا فہم و ادراک نہیں رکھتے۔ قرآن و حدیث سے واقف نہیں ہوتے۔ سچ اور جھوٹ میں فرق نہیں کرتے۔ سچ کو جھوٹ، جھوٹ کو سچ سمجھ کے دھوکہ کھا جاتے ہیں۔

دوم۔ حدیث کے مقابلہ میں ضعیف اور متواتر کے مقابلہ میں نوادر پیش کرکے سچ اور جھوٹ کو ملا دیتے ہیں اور لوگ دھوکہ کھا جاتے ہیں۔ کبھی صحیح دلائل نہ پیش کر سکیں گے۔ عدم التمیز بین الشئ و شبیہہ سے دھوکہ دیتے ہیں یعنی شبہات پیدا

کرنے سے کام لیتے ہیں۔ لفظی اور معنوی غلطیوں سے فریب دیتے ہیں کا ہے لفظ مشترک المعنی سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔ کا ہے حقیقت کو مجاز اور مجاز کو حقیقت بنا لیتے ہیں تصریح کی بجائے استعارہ و کنایہ سے کام لیتے ہیں۔ بعض اوقات ترکیب عبارت کا خیال نہیں رکھتے کہ غلام احمد کون ہے اور احمد کون۔ غلام کو حذف کر کے احمد کے مدعی ہو جاتے ہیں۔ اور معنوی قیود اور حیثیت کا خیال نہیں کرتے۔ دعویٰ کو دلیل بنانے سے دریغ نہیں کرتے۔ اکثر دلائل مصادرہ علی المطلوب پر مبنی ہوتے ہیں۔

تناقض اور تعارض

ہیں ہشت وحدت در تناقض شرط دان کو نظر انداز کر کے سامع کو فریب دیتے ہیں وحدات ثمانیہ وحدۃ الموضوع، وحدۃ المحمول وحدۃ المکان وحدۃ الزمان، وحدۃ القوۃ والفعل وحدۃ الشرط الجزء والکل وحدۃ الاضافیۃ۔

در تناقض ہشت وحدت شرط دان
وحدت موضوع و محمول و مکان
وحدت شرط و اضافت جزو کل
قوت و فعل است در آخر زمان

یہ تفصیل ہم نے اس لئے لکھی ہے تاکہ ناظرین مناظرہ ہذا کو مرزائیوں کے دلائل کی حقیقت معلوم ہو جائے کہ وہ دلائل نہیں ہوتے بلکہ شبہات ہوتے ہیں اور مغالطے ہوتے ہیں۔

دلائل ختم نبوت

مبلغ اعظم نے مرزائی مبلغ کے خارج از موضوع باتیں ہو کر ختم نبوت کے شبہات شروع کرنے پر مندرجہ ذیل دلائل قرآن اور حدیث سے پیش کئے اور شبہات کے

جوابات دیئے جن کا ذکر بعد میں آئے گا۔

ماکان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین (پ ۲۲ ع ۱)

نہیں ہے محمد باپ کسی کا مردوں تمہارے میں سے لیکن پیغمبر خدا کا ہے اور ختم کرنے والا ہے تمام نبیوں کا۔ (ترجمہ شاہ رفیع الدین ص ۱۸۲ پ ۲۲ احزاب)

محمد تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں لیکن اللہ کے رسول ہیں اور سب نبیوں کے ختم پر ہیں۔ (ترجمہ اشرفیہ ص ۲۸۲ مطبوعہ تاج کمپنی)

ترجمہ آیت ہذا از مرزا غلام احمد صاحب قادیانی آنجہانی جو لفظ بلفظ تحریرات کا ہے۔

لفظ ختم اور قرآن مجید

مبلغ اعظم نے فرمایا کہ حضور قرآن کریم میں لفظ ختم بند کرنے کے معنی میں آیا ہے جیسے ختم اللہ علی قلوبھم وعلی سمعھم وعلی ابصارھم غشاوۃ ولھم عذاب عظیم۔ پ ۱ سورۃ ع ۱

یہاں ختم اللہ ہدایت بند کرنے کے معنی میں ہے۔ اسی لئے اللہ نے اس کا ترجمہ "ھم لا یؤمنون" فرمایا کہ یہ لوگ ایمان نہیں لائیں گے۔

خود خدا نے فرمایا اور قرآن مجید میں آیا۔ اب اگر وہ ایمان لے آئیں تو کذب لازم آئیگا اور وہ نقص ہے" وھو محال علی اللہ۔ جب ختم کے بعد وہ ایمان نہیں لا سکتے۔ تو خاتم النبیین کے بعد نبی کیسے آسکتے ہیں۔ اسی لئے حدیث میں حضور نے فرمایا "لا نبی بعدی" میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

دوسری دلیل آپ نے معنی ختم پر الیوم نختم علی افواھھم "کہ ہم ان کے منہ پر قیامت کے دن مہر کر دیں گے وہ منہ سے بول نہ سکیں گے۔ اس پر مرزائی مبلغ نے کہا کہ ان ایک ذریعہ کلام ختم ہو گیا دوسرا شروع ہو گیا۔ تکلمنا ایدیھم۔ کہ ان کے ہاتھ پاؤں ہم سے کلام کریں گے۔ کلام کا ذریعہ ختم ہو گیا۔ دوسرا شروع ہو گیا۔

مبلغ اعظم نے فوراً جواب دیا کہ ہاں حضور دنیا سے کلام خدا کہنے کا جو ذریعہ ختم ہوا وہ حرم محترم ہے کیونکہ خاتم النبیین ہے۔ لہٰذا یہ ذریعہ کلام اب دنیا میں نہ ہو گا۔

دوسرے ذریعہ امامت خلافت جاری ہیں مگر ان کا نام نبوت نہیں نبوت ختم کلام کا اصل ذریعہ صرف نبی ہے ہاتھ پاؤں کا یہ وظیفہ نہیں ان کی کلام قال نہیں حال ہے۔ حالی نہیں قالی ہے اصلی نہیں عارضی ہے۔ لہٰذا ہاتھ پاؤں کی کلام متکلم کی کلام نہیں۔ لہٰذا خلفاء اصلاء اولیاء کی کلام، کلام نبوت نہیں لہٰذا دلیل آپ کی ختم۔ ختامہ مسک اس کی مہر کستوری کی ہے۔ مہر اگر ٹوٹ گئی تو شراب خالص نہ رہے گی۔

مرزائیوں نے نبوت کی مہر توڑ دی اب ان کا دین اور مذہب خالص محمدی نہیں بلکہ اس میں مرزائی الہامات پیغامات اور دیگر دلیلوں کی ملاوٹ ہے لہٰذا خالص اسلام محمدی قرآنی نہیں کہلا سکتے۔

اور غیر خالص کا پینا کیا مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ دین اور مذہب اختیار کریں جس پر خاتم النبیین کی مہر سلامت ہو امت کا شہادت ہو۔

معنی ختم نبوت بالقطع نبوت از مرزا صاحب

مبلغ اعظم نے فرمایا۔ خاتم النبیین کا ترجمہ خود مرزا صاحب نے انقطاع نبوت کا فرمایا ہے جیسا کہ فرماتے ہیں۔

و اما النبوۃ التی قائمۃ کاملۃ جامعۃ لجمیع کمالات الوحی فقد آمنا بانقطاعھا من یوم نزل فیہ ما کان محمد ابا احد من رجالکم و لکن رسول اللہ و خاتم النبیین۔

کہ نبوت تامہ کاملہ اسی دن منقطع ہو گئی جس دن خاتم النبیین کی آیت اتری لہٰذا ختم بمعنی قطع ثابت ہو گیا۔ (توضیح المرام ص [illegible])

اللھم صل علی محمد و آل محمد

الغرض مرزائی مبلغ قرآن کریم سے کوئی لفظ ختم نہ دکھلا سکا جس کے معنی بند کرنے کے نہ ہوں۔

خاتم المحدثین یا خاتم الشعراء وغیرہ کے الفاظ سے جو مرزائی دھوکہ دیا کرتے ہیں۔ اول تو وہ لفظ کسی آیت یا حدیث کے نہیں۔ دوم بطور مبالغہ مجاز ہیں حقیقت نہیں۔ اور مرزائی مغالطہ کی یہ مثال مشہور ہے۔ کہ مجاز کو حقیقت بنا دیا کرتے ہیں۔

خاتم کے دو معنی ہیں یا من ختمت علیہ الکمالات یا من لا یکون بعدہ نبی۔ حضور پر دونوں صادق آتے ہیں۔ اگر کمالات ختم ہیں تو دوسرا (یعنی کہ نبیاء لا بعد) "من لا یکون بعدہ نبی" حضور کے بعد نبوت کیسی اور حضور نے یہ ترجمہ "لا یکون بعدی نبی" خود فرمایا ہے لیت ولعل کیسی؟ جو حضور کا خود کردہ ترجمہ نہ مانے وہ مسلمان کیسا؟

"حدیث رسول کریم اور لفظ خاتم النبیین"

عن ابی ھریرۃ ان رسول اللہ قال مثلی و مثل الانبیاء من قبلی کمثل رجل بنیانا فاحسنہ و اجملہ الا موضع لبنۃ من زاویۃ من زوایاہ فجعل الناس یطوفون بہ و یعجبون و یقولون ھلا وضعت ھذہ اللبنۃ قال فانا اللبنۃ و انا خاتم النبیین۔ (بخاری شریف ج [illegible] باب خاتم النبیین، مسلم شریف ج [illegible]، ترمذی شریف ج [illegible]، مشکوٰۃ شریف ص [illegible])

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ حضور نے فرمایا میری مثال اور دوسرے انبیاء علیہم السلام کی جو مجھ سے پہلے گزرے ہیں اس مرد کی سی ہے جس نے ایک گھر بنایا اور اس کو ہزار زیب و زینت سے آراستہ و پیراستہ کر دیا۔ اچھا اور اجمل بنایا مگر ایک کونے میں ایک اینٹ نہ تھی۔ لوگ آتے تھے اور اس مکان کے گرد گھومتے تھے اور دیکھ کر تعجب کرتے تھے کہ یہ اینٹ کیوں نہیں لگائی گئی۔

حضور نے فرمایا وہ اینٹ میں ہوں اور خاتم النبیین میں ہوں۔ اور مسلم شریف کی ایک روایت میں ہے۔

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فانا موضع اللبنۃ جئت فختمت الانبیاء ص ۲۴۸۔ کہ حضور نے فرمایا۔ اس اینٹ کا مقام میں ہوں میں آگیا پس میں نے انبیاء کو ختم کر دیا۔ اور مسلم شریف کی ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں۔

کمثل رجل ابتنی بیوتا فاحسنھا و اجملھا و اکملھا الا موضع لبنۃ من زاویۃ من زوایاھا۔ کہ حضور فرماتے ہیں میری مثال اور سابق انبیاء کی مثال یہ ہے کہ ایک شخص نے کئی مکان بنائے اچھے بنائے اور اجمل بنائے

الکمرن بات مجھ ایک راوی یا کشف ہو گیا تھی اور کتنی کے بیچ یہ اینٹ کہیں نہ لگی۔
فانا تلک اللبنۃ بقول جس نے کہا کہ انا اللبنۃ ۔ کہ حدیث میں بخاری ۔
جیسے فرماتے ہیں وہ مرزا صاحب پر صادق ہو گیا مرزا قادیانی
کا درحقیقت سے تعلق آتے ہیں ۔

ختم نبوت از کلام مرزا صاحب آنجہانی

حضرات ! مسئلہ ختم نبوت البتہ اجماعی اور ضروریات دین کا مسئلہ ہے کہ مرزا قادیانی انکار
کر سکتے ہیں نہ اقرار ۔ اگر انکار کریں تو خطرۂ کفر ہے اگر اقرار کریں تو مرزا صاحب کی نبوت کا کچھ
نہیں رہتا ۔ چنانچہ مرزا صاحب نے ایسے تصریحات موجود ہیں جن سے معنی ختم نبوت ثابت ہو گئے
چنانچہ خطبہ الہامیہ ص١٧٨ پر ویختم بہا الخاتمۃ یا اللہ ختمہ تاکہ خاتم کی قدر کے مشابہ ہو جائے
معلوم ہوا کہ لفظ ختم کے معنی ہیں ختم کے معنی بند کرنے کے معنی کرتے ہیں ۔ تریاق القلوب ص١٥٦
پیدا ہوگا خاتم الاولاد ہوگا ۔ چنانچہ مرزا صاحب کے بعد کوئی بچہ پیدا نہیں ہوا ۔ لہٰذا محمد صلی اللہ
علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی پیدا نہ ہوگا ۔ اور خطبہ الہامیہ ص٢٢ پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام خاتم انبیاء
بنی اسرائیل فرمایا ہے یعنی خاتم انبیاء ھم ۔ اور یہ ظاہر ہے کہ حضرت عیسیٰ کے
بعد بنی اسرائیل میں کوئی نبی نہیں ۔ چنانچہ مرزا صاحب نے انتہا بعیسیٰ کے ساتھ ترجمہ
فرمایا ہے اور یہ بھی کہا ہے کہ میں خاتم النبیین کا بروز ہوں دیکھو ص١٧٤ خطبہ الہامیہ جب بیٹا
کے بعد کچھ نہیں تو اصل کے بعد بھی کیا ۔ چنانچہ فرماتے ہیں میں خاتم الخلفاء ہوں ص٩٠ بعد اس سلسلے
ختم ص٩٠ مسیح آخری اینٹ ص٩٣ آخر الخلفاء ص٦٧ مسیح پر سلسلہ بنی اسرائیل ختم ص١٣٣ مرزا صاحب
کے بعد قوم کی کوئی نسل نہیں ص٦٠ مرزا صاحب کا وقت عصر ہے عصر کے بعد کوئی نماز نہیں ص١٩٢
خاتم دنیا (حقیقی الایام) ص١٤٦ تین زمانے میں مسیح موعود کے بھی تھا ۔ تریاق القلوب ص١٥٦ زمانہ
آخر خلیفہ آخر ص١٨٢ الہامیہ ۔

الغرض مسئلہ ختم نے مرزا صاحب کی کلام سے اس ثابت کر دیا کہ ختم کے معنی
آخری اور اتمام اور بند کرنے کے ہیں ۔ الف سابق آخری اینٹ ، نماز عصر سب خاتم کی معقول
عمدہ مثالیں ہیں ۔ فقالوا ان هذا الرجل يدعى النبوة والله يعلم انه لكاذبهم

هذا كذب بحت لا يمازجه شيء من الصدق والاصل له اصلا وما افترى
الا ليهيجوا الناس على التكفير والسب واللعن والطعن ويمضوا هم العناد
الفساد ويفرقوا بين المومنين وانى والله آمن بالله ورسوله آمن بانه خاتم
النبيين ۔ سلسلہ تصنیفات جلد ششم ص١٤٨ ۔ کہ مرزا دعوائے نبوت نہیں
میں خاتم النبیین پر ایمان رکھتا ہوں ۔ اور ختم کے معنی الفساد و نبوت مانتا ہوں سابقہ کہتا
ہوں کہ بالقوۃ حدیث میں اجزاء ہوتے ہیں مگر بالفعل نہیں کیونکہ باب نبوت ختم ہو چکا ہے
لہٰذا خاتم النبیین کے بعد میری طرف جو نبوت بالفعل منسوب کرتے ہیں وہ مجھ سے جھوٹ ہیں ۔
فتنہ و فساد و تفریق بین المومنین کے بانی ہیں ، مجھے کافر بنانا اور مشہور کرنا چاہتے ہیں ۔

معاملہ صاف ہوا

(۸۹)

تنظیمی

ملاؤں کا غلط وطیرہ

شرائط وضوابط

مناظرہ ۲ دو چک ذخیرہ

حضرت مبلغ اعظم قبلہ کا بیان

حضرات!

عزیزم عبدالستار صاحب کوئی خاص مناظر نہیں ہے۔ بالا گرمانہ کی روئیداد ہر طرح مجمل ہے اور اس بزرگ کی گھر بیٹھ کر لکھی ہوئی ہے اور جن کتابوں کے اس میں حوالے دیئے گئے ہیں وہ تو ان کے پاس اس وقت موجود ہی نہیں تھیں اور جو سوال تھا اس نے میرے مناظروں سے ڈر ڈر کر بھاگتے ہوئے گذار دئے اور بالا گرمانہ میں شکست کھا گیا اور گھر بیٹھ کر جھوٹی روئیداد لکھ دی۔ جس پر کسی ثالث کی تصدیق نہیں ہے نہ شیعہ کی حتی کہ ان علماء کی بھی تصدیق نہیں جو اس کے ساتھ شریک مناظرہ تھے۔ آپ ان کا بے تکلف اور بہانے سے جان بچا رہا ہے کہ میرے پرانے راز بھی نہ کھل جائیں۔ البتہ اگر یہ بھی اجازت دیتا ہوں کہ جہاں چاہے شیعہ کے ایمان بالقرآن پر بحث کرے بشرائط مساوی ہوں گے۔ تو ایسی تحقیقی جواب کا حق دونوں کو حاصل ہوگا۔ دوسرا اس نے جو کتاب عقد شافی کی روایت پیش کر کے حضرت امام حسن علیہ السلام کی بیعت کا شور مچا رکھا ہے۔ اگر وہ روایت صحیح ہو اور شیعہ کتب کے علاوہ سنی کتب میں موجود نہ ہو اور اس کا یہی مطلب ہو جو یہ کہتا پھرتا ہے تو ہم اہلسنت کو لکھ کر دے دیں گے کہ ہم ہار گئے۔ اور آئندہ کبھی میدان مناظرہ میں نہ آئیں گے۔ ورنہ ان کو سمجھا دیں کہ بہانے بنانے کی بجائے کیوں خالی اور شور نے میدانوں میں نعرے لگاتا پھرتا ہے۔ جب میدان میں سوائے شرمندگی کے کچھ نہیں جاتا اور میدانوں سے بھاگ جاتا ہے بستیوں کو شیعہ بنا رہا ہے۔ چنانچہ ابھی اس کا ڈرامہ دیکھ کر بستی سیالکوٹ ضلع جھنگ میں شیعہ ہو گئے تھے اور ایک مولوی فتح محمد المعروف غلام مرتضےٰ بالا گرمانہ میں شیعہ ہو گیا تھا اور ابھی اس کا ڈرامہ دیکھ کر مراد کرم دین اور نانو کے کئی ساتھی شیعہ ہو گئے ہیں۔ کیا یہ اہلسنت کی توہین نہیں جو یہ بزرگ کر رہا ہے۔

(مولانا) محمد اسماعیل

أَحمَدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ لَامَانِعَ لِحُکْمِہٖ وَلَا نَاقِضَ لِقَضَائِہٖ [illegible]
مُحَمَّدٍ سَیِّدِ اَنْبِیَائِہٖ وَعَلٰی عَلِیٍّ [illegible] اَوْصِیَائِہٖ اَلنَّعَاقِضُ [illegible]

حضرت علی ولی اللہ [illegible]

میں نے آج تک سنی مولویوں کی شکست و فرار کے قصے، اشتہارات، اخبارات
میں تو متعدد بار پڑھے تھے مگر آپ تک علمائے فریقین کو بالمشافہ بابر الزام مسائل پر گفتگو
کرتے ہوئے دیکھنے اور سننے کا موقعہ نہیں ملا تھا۔ اتفاقاً مجھے معلوم ہوا کہ ۲۳ [illegible] کو
موضع [illegible] تحصیل پنڈی بھٹیاں ضلع گوجرانوالہ میں شیعہ و سنی مناظرہ ہو رہا ہے۔ میں بھی
بصد شوق و اشتیاق وہاں پہنچا۔ علماء فریقین آ چکے تھے۔ اپنے لکھنا بمعیت [illegible] کے ساتھ خان صاحب
کی حویلی میں تشریف فرما تھے۔ علماء شیعہ میں سے مندرجہ ذیل حضرات قابل ذکر ہیں۔
[illegible] مولانا محمد اسماعیل صاحب آف [illegible] مولانا محمد حسین صاحب پرنسپل دارالعلوم محمدیہ
سرگودھا۔ مولانا سید غلام حسین بخاری حافظ آباد ضلع گوجرانوالہ۔ عمدۃ الواعظین سید محبوب علی شاہ ہمدانی
اور [illegible] المعروف [illegible] ناصر حسین صاحب ناصر شاگرد مبلغ اعظم صاحب۔
[illegible] اہل سنت مولوی صاحبان میں سے مولوی عبدالستار تونسوی۔ پروفیسر خالد محمود صاحب
مولانا احمد شاہ اور مولوی منظور احمد چنیوٹی وغیرہم۔
[illegible] ظاہر و باہر ہے کہ باقتضاء الحق مع علی و علی مع الحق۔ حق ہمیشہ علی کے ساتھ ہے
اور مخالف علی کے ساتھ کبھی نہیں ہو سکتا۔ یہی کہ بات ہو رہی ہے کہ مولوی عبدالستار اور خالد محمود کے
[illegible] بھاگ نکلے جیسا کہ مذکور ہے۔ [illegible] اس طرح پیچھو تا کہ
[illegible] آخر
مولوی [illegible] صاحب نے شیعہ ہونے کا اعلان کرکے کمزوری اور فرار کی تصدیق کر دی جس
کی تفصیل آگے آ رہی ہے۔

انعقاد مناظرہ کی وجوہات

مولوی منظور احمد چنیوٹی کی اشتعال انگیز حرکات

راجہ غلام حسین خان صاحب (سابق سنی) چونکہ اپنے علاقہ کی ایک مقتدر شخصیت تھی

اور [illegible] مولوی منظور احمد چنیوٹی کے [illegible] اور [illegible] بڑے صاحب
کا [illegible]
[illegible]
[illegible]

آغاز مناظرہ

ملاں خالد محمود کی چالاکیاں اور علمی کمزوریاں

چونکہ ضلع گوجرانوالہ [illegible]
[illegible]
صفوں میں بیٹھے تھے۔ منجانب شیعہ (۱) مولانا محمد اسماعیل [illegible]
[illegible] صدر (۲) [illegible] اہلسنت
مولوی عبدالستار تونسوی مناظر [illegible]
[illegible]
صاحب نے فرمایا کہ پہلے اصول و شرائط مناظرہ طے ہونے چاہئیں [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

سے کرنا علماء کا کام ہے۔ اور پھر اس معاہدہ میں کئی ایک بنیادی اور فنی غلطیاں بھی ہیں۔
مثلاً اس میں موضوع لکھا ہے "ایمان بالقرآن" جس میں مدعی اہل سنت کو بنایا گیا ہے اور
بنانا تھا شیعہ کو۔ حالانکہ ایمان بالقرآن کا لفظ مثبت ہے نہ کہ منفی۔ اس میں سُنی علماء کی جتنی
بھی گفتگو ہوگی وہ من حیث النفی ہوگی اور شیعہ کی من حیث الاثبات۔ اور مدعی ہمیشہ
وہ ہوتا ہے جو اثبات کی جہت سے کلام کرے صفحہ ۱ موضوع نمبر ۳ سے موازنہ کیا جائے۔
اس کے بعد مبلغ اعظم نے کتاب رشیدیہ سے عبارت پڑھی کہ من نصب نفسه لاثبات الحکم
من حیث الاثبات الخ یعنی مدعی وہ ہوتا ہے جو اپنے دعویٰ کو ثابت کرنے
کے لئے کھڑا ہو۔ اس حیثیت میں کہ وہ اثبات کر رہا ہے۔ لیکن اس معاہدہ میں الٹ ہے
اثبات ایمان بالقرآن کا تمام نے کرنا ہے اور نفی مولوی عبدالستار نے۔ اور نفی
کرنے والے کو سائل کہتے ہیں۔
چنانچہ رشیدیہ کے صفحہ ۱۲ سے یہ عبارت پڑھی کہ والسائل من نصب
نفسه لنفیه۔ یعنی سائل وہ ہے جو اس کی نفی کے لئے کھڑا ہو۔ اسلئے ضابطہ کی
رُو سے ہم مدعی ہیں اور مولوی عبدالستار سائل۔ لیکن عبدالستار، خالد محمود اور احمد شاہ
جیسے علم کے ٹھیکیدار اس قدر واضح غلطی کو بھی تسلیم کرنے سے گریز کر کے اہل حق
کی نظروں میں ذلیل و خوار ہو گئے۔
اس کے جواب میں مولوی خالد محمود نے احمد شاہ چوکیروی کا مدد سے ان الفاظ
میں اظہار بے علمی کیا کہ نفی کرنے والا بھی مدعی ہو سکتا ہے اور رشیدیہ سے یہ عبارت
پڑھی: فان المدعی من تصدی نفسه لاداۃ مطابقۃ النسبۃ الخبریۃ
للواقع الخ۔
مبلغ اعظم نے اس کے جواب میں فرمایا، حضرات! ذرا اپنے فریق کی
علمیت ملاحظہ فرمایئے کہ رشیدیہ کی معمولی عبارت کو سمجھنے کی بھی اہلیت نہیں رکھتے۔ حالانکہ
اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ مدعی کی وہ تعریف ہے جو ملا عصام نے اپنے رسالہ عضدیہ کی
شرح میں کی ہے، اور یہ ناقص ہے۔ کیونکہ صاف لکھا ہے کہ وفیہ نظر۔ یہ تعریف
محل نظر ہے۔ لیکن یہ سُنی علماء سچ کو چھوڑ کر عمداً غلط بیانی کر رہے ہیں: اور دوسرا
نسبت خبریہ میں دو احتمال ہوتے ہیں۔ نفی اور اثبات۔ اور رشیدیہ کا اصل متن کہتا

ہے کہ مدعی وہ ہے جو من حیث الاثبات کلام کرے۔
اس کے بعد مولوی خالد محمود صاحب فن مناظرہ کے ضابطہ کے تحت کوئی علمی
جواب تو نہ دے سکے البتہ ایک نئی آنکھ آنجا لی کہ لا الٰہ الا اللہ بھی تو ایک دعویٰ ہے
جس کے مسلمان مدعی ہیں حالانکہ اس میں بھی نفی الٰہ مقصود ہے۔
مبلغ اعظم نے اس کے جواب میں فرمایا کہ یہ دعویٰ نہیں بلکہ مشرکوں کے دعویٰ کی
تردید ہے۔ الغرض مدعی کی تعریف میں بھی علماء اہل سنت کوئی علمی جواب نہ دے سکے اور شور
مچانا شروع کر دیا کہ نہیں نہیں ہم تو اسی پر مناظرہ کریں گے جیسا معاہدہ پر لکھا جا چکا ہے ورنہ
ہم جاتے ہیں۔ مبلغ اعظم نے فرمایا کہ حضرات اس طرح فرار کے بہانے تو نہ بنایئے کیونکہ ہمارا
سابقہ تجربہ شاہد ہے کہ آپ لوگ صحیح طور پر اصول و شرائط کے تحت شیعوں سے مناظرہ
نہیں کر سکتے۔ کیونکہ مذہب شیعہ قرآن اور اہل بیت کا مذہب ہے۔ اس پر اعتراض کرنا
کار سے دارد۔
اس کے بعد کافی اصرار کیا گیا مگر علماء اہل سنت صحیح شرائط کے لئے تیار نہ ہوئے
کیونکہ ان کو اپنی کمزوریاں نظر آ رہی تھیں۔ جب سُنی علماء راہ فرار اختیار کرنے لگے تو دیکھتے کہ
مبلغ اعظم مدظلہ نے انتہائی فراخدلی کا ثبوت دیتے ہوئے بآواز بلند اعلان کیا کہ اگرچہ یہ تو
کوئی شرائط نامہ ہے اور نہ ہی ہماری طرف سے طے کرنے والا کوئی عالم تھا۔ لیکن ان بزرگوں
کے فرار کو روکنے کے لئے ہم اس فریب نامہ کے مطابق مناظرہ کرنے کے لئے
تیار ہیں۔ لیکن ہماری ایک بات مان لی جائے کہ فریقین کو تحقیقی جوابات دینے
کے ساتھ ساتھ الزامی جوابات دینے کا بھی حق حاصل ہوگا جسے فریقین
نے قبول کر لیا۔ شرائط اول ذی الحجہ سن ۱۳۹۵ھ بعد نماز مغرب کی جانب سے
ساتھ ہی مناظرہ شروع کیا۔
۱۔ انا نحن نزلنا الذکر وانا له لحافظون (قرآن) سے ثابت ہوتا ہے
قرآن کو نازل کیا ہے وہی اس کا حفاظت کنندہ ہے۔
(۲) اصول کافی میں ہے کہ جس نے جو قرآن لوایا تھا اس کی سترہ ہزار آیتیں تھیں۔
۳۔ ضیا چوتھی معتزل میں ہے کہ ہم دے یا تم نہیں کہ پورا قرآن نہیں ہے اور
احزاب سورہ بقرہ سے زیادہ تھی۔ لہٰذا اگر مولوی محمد اسمٰعیل جواب دیتا کہا کہ شیعہ

مرتضیٰ، طوسی، شیخ صدوق وغیرہ علماء کا کام ثبوت میں پیش ذکر کریں صرف
اقوال معصومین ہی سے ثبوت دے سکتے ہیں جیسا کہ میں نے اقوال معصومین سے ثبوت
دیا ہے

۴۔ علامہ کلینی تحریف کا قائل تھا۔ پھر یہ ثبوت تقریر شروع کر دی کہ موجودہ قرآن صحابہ
نے دیا ہے اور شیعہ صحابہ کرام کو مانتے نہیں حضرت علی نے صدیق اکبر کی بیعت کر لی۔
نوٹ:۔ اس پر مبلغ اعظم نے ٹوکا کہ مولوی صاحب! مناظرہ کا موضوع ایمان بالقرآن
ہے نہ کہ خلافت ثلاثہ۔ اگر گفتگو بیعت وغیرہ پر نازل ہو تو خلافت ثلاثہ کا موضوع رکھ لو
تمہیں خود ہی آپ کے دلائل کا پتہ معلوم ہو جائے گا۔ چنانچہ مولوی خادم حسین نے عبدالستار کو
یہاں خلافت کا موضوع نہیں ہے کہہ کر روک دیا تاکہ خلافت کے باب میں سنیت کی رسوائی نہ ہو۔
اسکے بعد مبلغ اعظم جوابی تقریر کے لئے کھڑے ہوئے اور خطبہ مسنونہ کے بعد ذٰلِكَ
الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ الآية کو عنوان کرتے ہوئے فرمایا کہ حضرات! یہ وہ کتاب ہے
جس میں کوئی شک نہیں۔ پھر فرمایا کہ مولوی عبدالستار صاحب کا پیش کردہ ثبوت اور استدلال
دو وجوہ سے غلط ہیں ایک تو موضوع کا عنوان ہے ایمان بالقرآن چنانچہ ضابطہ کے مطابق
عبدالستار صاحب کو پہلے ایمان کی تعریف اور پھر قرآن کی تعریف کرنا چاہیئے تھی۔ اور پھر
ثابت کرنا چاہیئے تھا کہ ایمان کن چیزوں سے ثابت ہوتا ہے اور کن چیزوں سے کفر لازم آتا ہے
اور پھر یہ ثابت کرنا چاہیئے تھا کہ جو روایات اصول کافی وغیرہ میں سے پیش کیں وہ اس معیار پر
پورا اترتی ہیں یا نہیں۔

ب۔ بعدہ مبلغ اعظم نے ایمان کی یہ تعریف فرمائی کہ ایمان تصدیق قلبی کا نام ہے اور وہ
قطعیات اور یقینیات سے حاصل ہوتا ہے اور قطعیات کیلئے آیت محکم اور خبر متواتر کی ضرورت
ہے اس کے بعد مبلغ اعظم نے قرآن مجید کی یہ تعریف کتب فریقین سے پڑھی۔
ا۔ اَلْقُرْاٰنُ الْمُنَزَّلُ عَلَى الرَّسُوْلِ الْمَكْتُوْبُ فِي الْمَصَاحِفِ نَقْلًا مُتَوَاتِرًا
بِلَا شُبْهَةٍ (تصریح ... الانوار ... وغیرہا) کہ قرآن وہ ہے جو
رسول خدا پر نازل کیا گیا ہے اور دنیا بھر کے مکتوب قرآنوں میں لکھا ہوا ہے
نقل متواتر کے ساتھ بغیر کسی شبہ کے۔ یہی شیعہ کی کتاب
فیض ... الاصول ... ہے یہ عبارت تھی کہ اَلْقُرْاٰنُ مُتَوَاتِرٌ فَمَا

[illegible]

نَقَصَ عَنِ الْمُتَوَاتِرِ فَلَيْسَ بِقُرْاٰنٍ ......
یعنی قرآن مجید متواتر ہے اور جو خبر آحاد اخبار احاد سے نقل کی گئی ہو وہ قرآن
نہیں ہے مگر یہ قرآن متواتر ہے کیونکہ اس کی نقل کے اسباب
کثیر ہیں ... اس لئے تواتر کا تقاضا کرتی ہے اور متواتر
بھی طبقاتی ہے۔

ج۔ پھر مبلغ اعظم نے تواتر کی اقسام کے متعلق جلد نمبر ... سے یوں
پیش کیں کہ تواتر چار قسم پر منقسم ہے۔
اول۔ تواتر اسناد دوم۔ تواتر طبقہ سوم۔ تواتر عمل چہارم۔ تواتر
معنوی۔ یہ تواتر کی اقسام ہیں ... مولوی عبدالستار صاحب نے جو
روایات پیش کی ہیں وہ ضعیف ہیں ... اگر ان کو ان سے کسی طرح مان بھی
لیا جائے تو خبر واحد سے آگے نہیں بڑھتیں ... تواتر معنوی ثابت
ہوگا اور قرآن مجید تواتر طبقاتی ہے ... جب
تواتر معنوی بھی تواتر طبقاتی کے مقابلہ میں کوئی حیثیت نہیں ہے تو اخبار احاد کی کیا حقیقت
ہے جن کو مولوی عبدالستار ... پیش کر رہے ہیں ... دشمن جہلا
کو گمراہ کرتے پھرتے ہیں۔
مبلغ اعظم نے تقریر جاری رکھتے ہوئے فرمایا کہ جب موجودہ قرآن مجید میں
ہے کہ کس کا اس پر ایمان ہے اور کس کا ... عبدالستار کا قرآن مجید کے متعلق
آئمہ معصومین علیہم السلام کی تصدیق کا مطالبہ ہے تو آئمہ معصومین کے فرامین قرآن
موجودہ کے متعلق پیش کرتا ہوں سنیئے

تصدیق قرآن اور آئمہ معصومین

اَوّلاً۔ ... امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا۔
اِنَّهُمْ لَمْ يُحَكِّمُوا الرِّجَالَ وَاِنَّمَا حَكَّمْنَا الْقُرْاٰنَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ اِنَّمَا هُوَ

[illegible]

خَصْمٌ مَسْتُوْرٌ بَیْنَ الدَّفَّتَیْنِ الخ۔ یعنی ہم نے بندوں کو حکم نہیں بنایا بلکہ قرآن کو حکم بنایا ہے اور یہ قرآن وہی ہے جو بین الدفتین مستور ہے۔ اس میں قرآن مجید کی تصدیق بھی ہے اور موجودہ قرآن کی تعریف بھی ہے اور تحدید بھی۔ اور حضرت علی علیہ السلام کا یہ کلام حکمین کے بارے میں ہے اور حکمین کا معاملہ علی اور معاویہ کے درمیان تھا اور اس میں لفظ ہذا اسم اشارہ بھی موجود ہے جو محسوس مبصر کے لئے وضع کیا گیا ہے۔ لہٰذا اس سے وہی قرآن مراد ہو سکتا ہے جو حکمین کے درمیان موجود اور مسلم ہو۔ پس ثابت ہوا کہ یہ فرمان قرآن موجودہ کے متعلق ہے جو بین الدفتین ہے۔

ثانیاً۔ اس کے بعد احتجاج طبرسی صفحہ ۲۳۴ سے حضرت امام علی نقی علیہ السلام کا فرمان پیش کیا۔ قَالَ اَبُو الْحَسَنِ عَلِیُّ بْنُ مُحَمَّدٍ الْعَسْکَرِیُّ اِجْتَمَعَتِ الْاُمَّةُ قَاطِبَةً لَا اخْتِلَافَ بَیْنَهُمْ فِیْ ذٰلِكَ اَنَّ الْقُرْاٰنَ حَقٌّ لَا رَیْبَ فِیْهِ عِنْدَ جَمِیْعِ فِرَقِهَا فَهُمْ فِیْ حَالَةِ الْاِجْتِمَاعِ عَلَیْهِ مُصِیْبُوْنَ وَعَلٰی تَصْدِیْقِ مَا اَنْزَلَ اللّٰهُ مُهْتَدُوْنَ۔ یعنی حضرت امام علی نقی علیہ السلام نے فرمایا کہ تمام اُمت اس بات پر مجتمع ہو گئی ہے اور ان میں کوئی اختلاف نہیں کہ تحقیق یہ قرآن مجید حق ہے۔ اور اُمت کے تمام فرقوں کے نزدیک اس میں کوئی شک نہیں اور اس بات پر اجماع کرنے میں بیشک مصیب اور درست ہیں اور مَا اَنْزَلَ اللّٰهُ کی تصدیق کرنے میں ہدایت یافتہ ہیں۔

اس پر مبلغ اعظم صاحب نے فرمایا کہ دیکھئے مولوی صاحبان! میں نے اس موجودہ قرآن مجید کی جو تمام اُمت کے پاس ہے۔ اپنے آئمہ معصومین سے تصدیق بھی پیش کر دی ہے کہ یہی قرآن واجب العمل والاعتقاد ہے جو تمام اُمت کیلئے ہے کیونکہ اس روایت میں عند جمیع فرقها کا لفظ موجود ہے جو موجودہ قرآن پر دال ہے۔

تکذیب روایات تونسوی از آئمہ معصومین

اس کے بعد مبلغ اعظم صاحب نے فرمایا کہ جو روایات مولوی عبدالستار صاحب

نے پیش کی ہیں ان کا جواب ہمارے آئمہ معصومین نے یوں ارشاد فرمایا ہے۔

جواب روایات از آئمہ معصومین

اولاً۔ اصول کافی صفحہ ۴۳ سے حضرت امام رضا علیہ السلام کا یہ قول پڑھا۔ فَقَالَ اَبُو الْحَسَنِ اِذَا کَانَتِ الرِّوَایَاتُ مُخَالِفَةً لِلْقُرْاٰنِ کَذَّبْتُهَا۔ یعنی حضرت امام رضا علیہ السلام نے فرمایا کہ جب روایات قرآن مجید کے مخالف ہوں تو میں ان کی تکذیب کرتا ہوں اور ان کو جھوٹا سمجھتا ہوں۔

ثانیاً۔ اصول کافی صفحہ ۔۔ سے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کا یہ فرمان پڑھا۔ اذا جاءکم الحدیثان مختلفان فقال العالم علیہ السلام اعرضهما علی کتاب الله فما وافقه فخذوه وما خالف کتاب الله فردوہ۔ یعنی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے فرمایا کہ جب روایات میں اختلاف ہو تو ان کو اللہ کی کتاب پر پیش کرو۔ پس جو کتاب اللہ کے موافق ہو وہ لے لو اور جو مخالف کتاب اللہ ہو اسے ترک کر دو۔

ثالثاً۔ اصول کافی صفحہ ۳۹ سے حضرت امام جعفر الصادق سے یہ روایت پڑھی۔ عن ابی عبد الله علیہ السلام قال قال رسول الله ان علی کل حق حقیقة وعلی کل صواب نورا فما وافق کتاب الله فخذوه وما خالف کتاب الله فدعوه۔ یعنی حضرت امام جعفر الصادق علیہ السلام نے فرمایا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ تحقیق ہر حق پر ایک حقیقت ہوتی ہے اور ہر درستی پر ایک نور ہوتا ہے۔ پس جو کتاب اللہ کے موافق ہو وہ لے لو اور جو مخالف کتاب اللہ ہو اسے چھوڑ دو۔

رابعاً۔ مبلغ اعظم نے کتاب احتجاج طبرسی صفحہ ۲۳۴ سے حضرت امام علی النقی علیہ السلام کا یہ ارشاد پڑھا۔ قَالَ عَلَیْهِ السَّلَامُ فَاِذَا شَهِدَ الْکِتَابُ بِصِدْقِ خَبَرٍ وَحَقِیْقَتِهٖ فَاَنْکَرَتْهُ طَائِفَةٌ مِّنَ الْاُمَّةِ وَعَارَضَتْهُ بِحَدِیْثٍ مِّنْ هٰذِهِ الْاَحَادِیْثِ الْمُزَوَّرَةِ فَصَارَتْ بِاِنْکَارِهَا وَدَفْعِهَا الْکِتَابَ کُفَّارًا ضُلَّالًا وَاَصَحُّ خَبَرٍ مَا عُرِفَ تَحْقِیْقُهٗ مِنَ الْکِتَابِ۔

ترجمہ :- یعنی حضرت امام علی نقی علیہ السلام نے فرمایا کہ جب کتاب اللہ کسی حدیث کی تصدیق اور تحقیق کرتی ہے اور امت کا کوئی گروہ پھر بھی اس کا انکار کرے اور جھوٹی حدیثوں سے اس کا مقابلہ کرے تو کتاب اللہ کو چھوڑنے اور حدیث کا انکار کرنے سے کافر اور گمراہ ہو جائے گا اور سب سے صحیح حدیث وہی ہوتی ہے جس کی تصدیق کتاب اللہ سے ہو جاتی ہے۔

مبلغ اعظم نے فرمایا کہ میں نے اپنی مختصر تقریر میں آئمہ طاہرین کے کلام سے قرآن مجید کی تصدیق اور مولوی عبدالستار کی پیش کردہ ضعیف اور موضوع روایات کی تکذیب بھی پیش کر دی ہے۔ اب ایسی بحث اور ناقابل تردید آئمہ معصومین کی تصدیقات اور تصریحات کے بعد عبدالستار کے پیش کردہ رطب و یابس کی کیا حقیقت رہ سکتی ہے؟ ... اہل ایمان اور سلیم القلب حضرات کے لئے ہی ہو سکتی ہے ختم اللہ علی قلوبہم کے مصداق تو ضد اور تعصب کی وجہ سے ابوجہل اور ابولہب کو بھی پیچھے چھوڑ جائیں گے۔ اور یہی جواب ایسی روایات کا اہل سنت کے محققین علماء تسلیم کر چکے ہیں۔ شرح مواقف ص۲۲۷

الجواب ان ما نقل منه بحادا المردود۔ ص۲۲۷ پر ہے :- ان الاحاد لا تعارض القاطعة یرید ان اختلاف الصحابة فی بعض سورة القرآن مروی بالاحاد المفیدة للظن و مجموع القرآن منقول بالتواتر المفید للیقین الذی یضمحل الظن فی مقابلة فتلک الاحاد مما لا یلتفت الیه۔

ایسی روایات کا جواب یہ ہے کہ جو بطور احاد نقل ہوا وہ مردود ہے۔ کیونکہ اخبار احاد قطعیات کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ صحابہ کرام نے جو قرآن کی بعض سور قرآن میں اختلاف کیا وہ بطور اخبار احاد مروی ہے جو صرف مفید ظن ہوتے ہیں اور قرآن مجید منقول بالتواتر ہے۔

مولوی عبدالستار اور خالد محمود کی تو کیا حقیقت پوری تعلیمی دنیا کے ملاں مل کر بھی قیامت تک میری پیش کردہ روایات اور استدلال کا جواب نہیں دے سکتے۔

پڑھی تو کہا القرآن ... فی ... ولا شبهة فی تصدیقه۔ الخ یعنی قرآن مجید جو آج تک ... ہمارے ... اس کا تواتر بالجملہ ثابت ہے اور اس کے ... کوئی شبہ باطل ہو سکتا ہے۔

اب میں مولوی عبدالستار اور اس کے حواریوں کو اجازت دیتا ہوں کہ وہ بخاری کی ... کتاب سے یہ ثابت کریں کہ شیعہ کو موجودہ قرآن شریف کی کسی آیت یا سورت میں شک ہے اور وہ کسی آیت یا سورت کے منکر کو کافر نہیں سمجھتے تو مولوی عبدالستار منہ مانگا انعام حاصل کریں اور ہم اپنی شکست تسلیم کر لیں گے۔

اہلسنت کے موجودہ قرآن پر ایمان کی حقیقت

اس کے بعد مبلغ اعظم نے فرمایا کہ پہلے حضرات آپ میں اہل سنت حضرات کی کتب ... سے ثابت کرتا ہوں کہ یہ لوگ موجودہ قرآن مجید پر ایمان نہیں رکھتے اور نہ ... کو ... نہیں سمجھتے۔ فرمایئے اس قرآن پر ان کا ایمان کیسے رہ سکتا ہے جبکہ ان کو شبہات ... مبلغ اعظم نے اپنے دعویٰ کی دلیل میں مندرجہ ذیل کتب سے حوالہ جات پیش کئے۔

اول :- نورالانوار ص ... مطبوعہ مجتبائی ... فلا یجد ... شبهة ... بالاتفاق ... ولذالك ... التسمية ... تلاوتها ... الشیعة ...

بالجبر کہ تعریف قرآن میں جو ... قرآن ہے ... یہ اعتراض ہے ... کہ اس میں شبہ ہے۔ اسی لئے اس کے منکر کو کافر نہیں کہا جاتا اور اس پر نماز ... کا ... قراءت جنب ... اور نفساء پر حرام نہیں ... ہو سکتی ہے کہ بسم اللہ قرآن کی جزو ... اس کے منکر کو فراس ... کہا جاتا ... ہونے کے ... اس میں ...

شبہ پھر بھی موجود ہے

لیجیے حضرات! ایمان بالقرآن کے دعویداروں کو بسم اللہ میں ہی شبہات شروع ہو گئے۔ اب اختتام قرآن کے متعلق بھی سن لیجیے۔ کہ قرآن کی آخری سورتیں معوذتین یعنی سورۃ فلق اور سورۃ الناس ہیں اور دونوں کے متعلق سنی مذہب کے فتاویٰ قاضی خاں صفحہ ... پر یہ فتاویٰ موجود ہے۔

٢۔ من انکر المعوذتین من القرآن ذکر فی النوازل اختلف ویکون کافرا۔

کہ جس شخص نے یہ زعم کیا۔ کہ قرآن مجید کی آخری دو سورتیں سورۂ فلق اور سورۂ والناس قرآن نہیں ہیں۔ امام محمد شاگرد رشید امام ابوحنیفہ نے کتاب نوازل میں ذکر کیا ہے کہ وہ کافر نہیں ہے پس سنی کتب سے یہ دونوں روایتیں پیش کرنے کی دیر تھی کہ خالد محمود اور عبدالستار نے قہر شیعیت کو نازل سے بچانے کے لئے شور مچانا شروع کر دیا۔ اور سمجھ گئے کہ اگر کچھ دیر مناظرہ اور جاری رہا تو لوگوں پر سنیوں کے ایمان بالقرآن کی حقیقت پورے طور پر کھل جائے گی۔ بخاری مسلم سے قرآن جلانے کے قصے، سنن ابن ماجہ سے بکریوں کو چرانے کے واقعات الخری سے قرآن مجید کو نیزوں پر بلند کرنے کی داستان میں مروج المذہب سے قرآن کو نیزوں کا نشانہ بنانے کی کہانیاں اور فتاویٰ قاضی خاں سے قرآن مجید کو خون اور پیشاب سے لکھنے کے جواز کے فتوے سامنے آ جائیں گے۔ اور مناظرہ باگڑ سرگانہ کی خود نوشت داستان بے تصدیق اور خانہ ساز رشیدیہ کے مجموعہ کا بھانڈہ بھی پھوٹ جائے گا ایچالاکی سے کام لیتے ہوئے ضد لگا کر بیٹھ گئے کہ اگر الزامی جواب دو گے تو ہم مناظرہ نہیں کریں گے۔

ملاں خالد محمود کی تقریریں اور انکے جوابات

ملاں خالد محمود نے اس پر بہت شور مچایا۔ کہ یہ دوسرا موضوع ہے۔

مبلغ اعظم نے فرمایا کہ دوسرا موضوع تو اس صورت میں ہو سکتا ہے۔ کہ جب مسئلہ ہی دوسرا الگ ہو۔ اور مسئلہ ایک ہی ہے۔ یعنی ایمان بالقرآن۔ تو اختلاف موضوع کیسا آپ کو شیعوں پر اعتراض کرنے کا تب حق ہے جب کہ اپنی پوزیشن صاف کریں۔

اتامرون الناس بالبر وتنسون انفسکم وانتم تتلون الکتاب افلا تعقلون۔

یعنی ملاں خالد کے لئے یہ مصیبت بن گئی۔ کہ اگر حقائق کو تسلیم کرتے تو مذہب ختم ہوتا ہے۔ بس ضد اور ہٹ دھرمی کی پناہ میں ہی خیریت سمجھی۔ حالانکہ جہاں دنیا بھر کے مناظرین مذاہب ہمیشہ سے تحقیقی الزام دیتے آئے ہیں۔ الزام سنتے بھی آئے ہیں۔

ہم آج بھی چیلنج کرتے ہیں

کہ اگر تمام دنیا کے مناظرین میں سے کوئی بھی منصف مزاج مناظرہ کہہ دے کہ شیعہ مناظر کا مطالبہ خلاف اصول مناظرہ تھا۔ تو ہم ان کو منہ مانگا انعام دینے کے لئے تیار ہیں۔ لیکن سنی ملاؤں کی ہٹ دھرمی۔ اصول مناظرہ کی خلاف ورزی اور ملاں حقو ... کی چالاکی۔ تلمیذ ستار خان صاحب کی سادگی کا شانہ اٹھانے کی ناجائز کوشش ثابت ہو جائے۔ تو خالد محمود اور عبدالستار تونسوی کو دوبارہ مناظرہ منظور کر کے اپنی پوزیشن صاف کرنی چاہیئے۔ یا ہمیشہ کے لئے اپنی جہالت کا اعتراف کر کے سب مناظرین سے پیچھے ہٹ جانا چاہیئے۔ کیونکہ خود الحقیقین مسئلہ اصول مناظرہ سے ان کا فرار اور ان کی شکست مہر تصدیق ثبت ہو چکی ہے۔

اس کے بعد ملاں خالد محمود نے الزام کی تعریف میں بہت بری طرح ٹھوکر کھائی اور الزام کی تعریف بسیار تلاش کے باوجود بھی پیش نہ کر سکا۔

مبلغ اعظم نے رشیدیہ صفحہ ١١ سے الزام خصم دکھایا اور ... الزام الخصم ... پڑھ کر پوچھا کہ حضور! یہاں لفظ الزام سے کیا مراد ہے؟ کیا الزام یعنی اعتراض نہ کرنے کے نہیں اگر ایسا ہی ہے تو قلاں ضابطہ مناظرہ سے پہلو تہی کر کے ہٹ دھرمی کرتے ہوئے ... سے فرار کیسا؟ اور اگر فرار ہی مقصود ہے تو کھلے بندوں بھاگ جاؤ۔

ملاں خالد محمود کی دھاندلی کے جواب میں شیعہ کے صدر مناظرہ مولانا ... نے ... دارالعلوم محمدیہ سرگودھا نے سنی صدر مناظرہ خالد محمود کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا۔ کہ آپ نے ... بے ضابطگی کا نام مناظرہ ہے۔ تو ... اور ... کی تعریف کیا ہے؟ آخر عوام الناس کے اب عام دیہاتی ہیں۔ آپ کو علم اصول اور ضابطہ اخلاق کی سختی سے پابندی کرنی چاہیئے ... تو ہمیں نے عجیب ہی منظر دیکھا۔

چوں کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی

اس کے بعد مولوی ... نے قرآن و حدیث سے اختلافات کے موضوع پر انتہائی مختصر اور جامع اصلاحی تقریر کی۔ جس کا عامۃ الناس پر بہت اثر ہوا۔ اور سب مان گئے کہ سنی صدر مناظرہ سے شیعہ صدر مناظرہ علم و اخلاق، شرافت اور تہذیب میں بلند پایہ۔ اور سنی صدر سوائے دھاندلی کے کچھ نہیں جانتا۔ حتیٰ کہ ملاں خالد محمود کو بھی مولانا کے علم و فضل اور شرافت کا اعتراف کرنا پڑا۔

اس کے بعد ملاں خالد محمود نے پھر وہی پرانا راگ الاپنا شروع کر دیا اور کہا کہ حضرات یہ الزامی جواب نہیں ہو سکتا۔ یہ دوسرا موضوع ہے۔ جب اس پر گفتگو ہوگی۔ تو ہم کتابوں کے طبقات اور مراتب کی تفتیش کریں گے۔ اور پھر اس پر گفتگو کرنے کا حق دیں گے۔ تو مبلغ اعظم نے فرمایا کہ شیعہ پر الزام اور اعتراض دیتے وقت کیا آپ نے کتابوں کی تفتیش اور مراتب و طبقات کی تحدید کر لی تھی۔ اور آپ کے فریب نامہ میں کوئی شرط کتب کے مراتب طے کرنے کی ہے۔ میں جانتا ہوں کہ آپ یہ شور کیوں مچا رہے ہیں۔ تاکہ یہ پتہ چل جائے۔ کہ تمہاری اول درجہ کی کتابوں میں قرآن جلانے کے قصے صحیح بخاری ص... موجود ہیں اور طبقہ اول کی کتاب ابن ماجہ ص... میں بکری کے قرآن کھا جانے کے قصے موجود ہیں اور مبلغ اعظم نے فرمایا کہ میں جانتا ہوں کہ تمہاری کتاب اتقان ص... میں حضرت عمر کی زبانی قرآن مجید منزل کا دس لاکھ حرف لکھا ہے۔ اسی لئے اپنی کتابوں کی شکل دیکھ کر چلاتے ہو اگر تمہاری کتابیں ان الزامات سے پاک ہیں۔ تو صرف دس منٹ تو بولو۔

بس لو بس پھر کیا تھا خالد محمود تاب نہ لا کر راہ فرار اختیار کر گیا۔

اور سب لوگ حیران تھے کہ جب شیعہ مولوی اپنی کتابوں کی صفائی دیتا ہے تو یہ کیوں اعتراض اور الزام نہیں سنتے کہ برابر کی چوٹ ہو جائے۔

کہیں ملاں خالد محمود کا اونٹ کس کل سیدھا بیٹھتا ہے یا اللہ۔ چنانچہ جب لوگوں نے دیکھا کہ سنی مناظر مختلف حیلوں بہانوں سے فرار کرنا چاہتے ہیں تو اہل دانش ان کی بے ضابطگی کو بھانپ گئے۔ سنی عوام بے چارہ اگرچہ اپنے مذہب کی رسوائی کی وجہ سے کھل کر کچھ تو نہیں سکتے تھے۔ لیکن بہ دل متاثر ہو گئے سنی ملاؤں کا پھر دوران سے فرار دیکھ کر ایک سنی مولوی مسمی کرم الدین ولد میاں اللہ دل سکنہ حسو کے ڈاک خانہ برالہ تحصیل سمندری ضلع لائل پور جو محض تفتیش حق کے لئے ہزار مشقت بیک بنیرہ ... پہنچا تھا۔ نے عین میدان مناظرہ میں ہی شیعہ

تمبو نے کا اعلان کر دیا۔ اس کا اعلان ہوتے ہی مجبوراً بنی ہاشم شکست تنظیم ... ساری صف مناظرہ پہنچے ولا کوئی ... شیعوں میں خوشی کی لہر دوڑ گئی ... مولوی کرم دین صاحب کی زیارت کی۔ مصافحے کئے گلے مل مل کر مبارکبادیاں دیں۔ اور استقامت کی دعائیں کیں۔ جن کو مولوی صاحب ... مبلغ اعظم ... اور مولانا سید قائم حسین بخاری راقم الحروف (تاج الدین حیدری عفی عنہ) کے ساتھ گروپ فوٹو بھی لیا گیا اور یہ سب منظر مولوی خالد محمود۔ عبدالستار تونسوی اور احمد شاہ چوکیروی وغیرہ نے خود آنکھوں سے دیکھا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ؕ

وقال الذین کفروا لا تسمعوا لھذا القرآن والغوا فیہ لعلکم تغلبون۔ (پ۲۴)

مناظرہ گھنگ شریف ضلع لاہور میں مذہب شیعہ کی فتح مبین

مبلغ اعظم مولانا محمد اسماعیل صاحب اعلی اللہ مقامہ کے ہاتھوں بریلوی ملاؤں عنایت اللہ سانگلوی، عبدالرشید جھنگوی، عبدالتواب اچھروی کی شکست اور توہین

حضرات! ایک مدت سے شیعہ سنی اختلاف کی تحقیق میں تھا۔ گھنگ شریف متصل کاہنہ نو ضلع لاہور میں ۱۵ اپریل ۱۹۵۵ء کو مناظرہ سننے کا اتفاق ہوا۔ شیعہ علماء کا علم واستدلال صحیح بیان اصول مناظرہ کی پابندی اور سنی بریلوی مولویوں کی دھاندلی بے اصولی اور خلافت اصحاب ثلاثہ کے ثبوت میں کمزوریاں، غلطیاں اور بے انصافیاں دیکھ کر شیعہ ہو گیا ہوں۔ میرے حق میں دعا کرو اللہ تعالیٰ استقامت عطا فرمائے میرے ساتھ اس علاقہ کے اور بھی بہت سے لوگ شیعہ ہو گئے ہیں جن کی فہرست عنقریب شائع ہوگی اور کچھ پہلے بھی شیعہ ہو چکے

اشتہار میں شائع ہو چکی ہے۔ جب ان کی مذہبی کمزوری اور شور و غل اور دھاندلی دیکھ کر شیعہ ہو گئے ہیں۔ دیکھو لوگ شیعہ ہو رہے ہیں اور یہ اپنی فتح کے اشتہار چھاپ رہے ہیں۔ شرم کہاں ہے، حیا کس مقام میں پر رہتی ہے۔ اگر بریلویت انہی تین چار مُلاؤں کے سہارے زندہ ہے تو اللہ مالک ہے ؎

گر ہمیں مکتب است و ایں مُلّاں
کارِ طفلاں تمام خواہد شد

حضرات ناظرین! حقیقت الامر یہ ہے کہ بریلوی مولوی یہ مناظرہ اصول و قواعد کی پابندی سے کر ہی نہیں سکے ہر طرح ہار گئے ہیں۔ اصول مناظرہ کی پابندی نہ کرنے میں اصحاب ثلاثہ کے خلافت راشدہ کا ثبوت نہ دینے میں اور خلافت بلافصل کے حوالوں پر خاموشی کرنے میں ہار گئے ہیں۔

اوّل:- انہوں نے شیعہ بانی مناظرہ سے دھوکہ کیا چنانچہ وہ غریب انتظام نہ کر سکا۔ مکروا ومکر اللہ واللہ خیر الماکرین۔ اللہ نے ان کو اس مکر کی یہ سزا دی کہ شیعوں کی طرف سے خود انتظام کرا دیا، عالم آگئے لاؤڈ سپیکر لگ گیا شیعوں کے مبلغ اعظم مولانا محمد اسماعیل صاحب موقع پر پہنچ گئے۔

دوئم:- انہوں نے دھاندلی اور شور سے لوگوں کو مناظرہ سننے نہ دیا فاستمعوا له وانصتوا کے خلاف چلتے رہے یعنی شور کر کے مناظرہ سے بچنا چاہتے تھے حالانکہ حکم قرآن یہ ہے کہ خاموشی سے قرآن سنو اور سناؤ کیونکہ شیرِ پاکستان سے اصولی مناظرہ کی ان کو طاقت کہاں؟ بیچ میں آگئے تھے چیختے چلاتے رہے۔

سوم:- اصحاب ثلاثہ کی خلافت راشدہ اور حکومت جابرہ میں فرق ہی نہ کر سکے چنانچہ ملوکیت جابرہ کے ایسے آیات پڑھنے لگے جن سے نمرود، شداد، فرعون، یزید، مروان، ولید وغیرہ سب کی خلافتیں ثابت ہوتی ہیں دیکھو تفسیر جلالین ص۱۳۵ اگر اسی ملوکیت کا نام خلافت راشدہ ہے تو شیعہ کو اس سے انکار نہیں۔

مبلغ اعظم نے جو خلافت اصحاب ثلاثہ کی نفی کے دلائل پڑھے کہ خدا اور رسولؐ نے ان کو خلیفہ راشد بنایا ہی نہیں۔ بقول عمر لم یستخلف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بخاری شریف ج۲ ص۱۰۷۱ صحیح مسلم ص۱۲۰ ج۲۔ ترمذی شریف ص۲۴۰ اہل بیت اور حضرت علی علیہ السلام نے

ان کو مانا ہی نہیں بلکہ مخالفت کی۔ چنانچہ دیکھو مخالفت عمر کا حلی باب رجم الحبلی ص۱۰۰۹ ج۲ اور اس کا ترجمہ الفاروق ص۱۰۱ ج۱ سے صاف دکھلایا کہ حضرت علی نے ابو بکر کی مخالفت کی اور ان کی پارٹی نے بھی مخالفت کی تو اسی سنت پر شیعہ آج تک قائم ہیں جن کو حضرت علی نے مانا ان کو مانتے ہیں جن کو نہیں مانا ان کو نہیں مانتے۔ حضرت فاطمۃ بنت رسول فھجرت ابا بکر فلم تزل مھاجرتہ حتی توفیت بخاری شریف ص۴۳۵ ج۱ مطبوعہ اصح المطابع کراچی فاطمہ ابو بکر پر غضبناک ہوئیں اور تا وفات غضبناک رہیں اور فوت ہو گئیں جب فرمائیں جن پر خاتون جنت ناراض ہوں ان پر شیعہ کیسے راضی ہو سکتے ہیں اس کا جواب نہ دے سکے۔ آئمہ اثنا عشر حضرت علی سے لیکر مہدی ہادی تک کی امامت خلافت کے دلائل جو شیعہ مناظر نے پڑھے لایزال ھذا الدین عزیزا منیعا الی اثنا عشر خلیفۃ۔ بخاری شریف ص۱۰۷۲ ج۲۔ صحیح مسلم ص۱۱۹ ج۲ ترمذی شریف ص۲۴۹، اس کا جواب ان کو آیا ہی نہیں۔ ہم اس وقت شیعہ نہ ہوتے تو اور کیا کرتے کیونکہ شیعہ کے جنتی ہونے کی سند خود کتب اہل سنت میں موجود ہے "یا علی انت و شیعتک فی الجنۃ" تفسیر فتح القدیر ص۲۶۲ ج۵۔ تفسیر فتح البیان ص۲۲۳ ج۱۔ تفسیر ابن جریر ص۱۴۶ ج۳۔ تفسیر در منثور ص۳۷۹ ج۶

عبدالتواب اچھروی نے ازراہ جہالت یہ آیات پڑھیں

جو شداد وغیرہ کی خلافت پر دال ہیں یہ ہے اصحاب ثلاثہ پر ان بریلوی مناظروں کا احسان معاذ اللہ۔ کاش کوئی اہلحدیث یا دیوبندی مناظر ہوتا تو یہ بے علمی کی باتیں نہ کرتا کیونکہ وہ پڑھے لکھے لوگ ہوتے ہیں۔ قرآن و حدیث سے واقف ہوتے ہیں اور یہ میلاد خوانیوں اور عرسوں میں مشغول رہتے ہیں علم نہیں رکھتے مناظرہ کیا کریں۔

پہلی آیت:- سورہ اعراف پ۸ آیت ۶۹ ترجمہ مقبول ص۳۱۵ سے پیش کی وہ یہ ہے۔ واذکروا اذ جعلکم خلفاء من بعد قوم نوح و زادکم فی الخلق بصطۃ۔

ترجمہ:- اور تم یاد کرو جبکہ خدا نے بعد قوم نوح کے تم کو خلیفہ بنایا ہے زمین کا
اور اپنی مخلوق میں تم کو قوت اور قامت میں زیادہ کیا۔ یہ آیت شداد کی خلافت کے متعلق
ہے دیکھو تفسیر جلالین ص۱۳۵، تفسیر بیضاوی ص۱۹۶، تفسیر ابی سعود علی حاشیہ
کبیر ص۲۴۲ فان شداد بن عاد ممن ملک معمورۃ الارض کہ یہ آیت
شداد کے متعلق ہے جو زمین کا خلیفہ بنا بیٹھا تھا۔ سبحان اللہ یہ ہے ثبوت خلافت
راشدہ کا جو بریلوی مناظر نے گھمنگ شریف میں پیش کیا۔ آیت شداد کی خلافت
اصحاب کی۔ سبحان اللہ ایسی خلافت کا تو شیعہ کو انکار نہیں وہ تو بقول خدا اور
رسول خلافت راشدۃ الٰہیہ کا ثبوت مانگتے تھے جو پیش نہ کر سکے اور اب اشتہارات
نکال بیٹھے۔
بے غفلت مشار ہے ہیں حالانکہ وہاں علم و اخلاق کا دیوالیہ

دوسری آیت:- پ۸ سورۂ اعراف ترجمہ مقبول ص۳۱۶ آیت ۷۴

واذکروا اذ جعلکم خلفاء من بعد عاد وبوأکم فی الارض۔
ترجمہ:- اور اس کو یاد رکھو کہ قوم عاد کے بعد (خدا نے) تم کو مالک بنایا
ہے اور تم کو اس زمین میں آباد کیا ہے یعنی عاد کے بعد شداد خلیفہ ہوا۔ تفسیر
جلالین ص۱۳۵، تفسیر بیضاوی ص۱۹۶، تفسیر ابو سعود بحاشیہ کبیر ص۲۴۲ ج۴
سبحان اللہ آیت بھی شداد کی ہے اور ثبوت خلافت راشدہ کا دیا جا رہا ہے
یہ ہے محمد عمر اور اس کے لڑکے کا علم جن کو حکومت شداد اور نمرود، فرعون اور
خلافت راشدہ کا فرق بھی معلوم نہیں۔ نامعلوم بریلویوں کے پاس کوئی پڑھا لکھا
مناظر کیوں نہیں ہوتا۔ یہ آیات پیش کر کے تمام پاکستان میں اہل سنت کو بدنام کر دیا
گیا ہے۔ اہل حدیث دیوبندی اور دیگر پڑھے لکھے علماء ان کے اسی مناظرہ کو صحابہ
کرام کی توہین سمجھ رہے ہیں اور اصحاب ثلاثہ کی گرامی ہستیوں پر ایک حملہ تصور کرتے ہیں۔

تیسری آیت:- ثم جعلناکم خلائف فی الارض من بعدھم

لننظر کیف تعملون پ۱۱ سورہ یونس آیت، ترجمہ مقبول ص۴۱۶
پھر ان کے بعد ہم نے تم کو اس زمین میں خلیفہ قرار دیا تھا کہ ہم دیکھیں

دیکھو۔ تفسیر جلالین ص۱۶۱، تفسیر خازن ص۱۶۱ ج۲، تفسیر معالم التنزیل
ص۱۶۱ ج۲ علی حاشیہ خازن۔ ثم جعلناکم یا اهل مکۃ خلائف جمع
خلیفۃ۔ سبحان اللہ یہ آیت ان کفار کے متعلق ہے جنہوں نے رسالتمآب
کو پتھر مار کے ہجرت کرا دی۔ دیکھو تفسیر کبیر ص۵۵۳ ج۴، بیضاوی ص۲۰۹ اور
محمد عمر اچھروی اور اس کے بیٹے اس کو اصحاب ثلاثہ کی خلافت راشدہ پر فٹ کر رہے
ہیں۔ کیا ان کو بھی ایسا خلیفہ ثابت کرنا چاہتے ہیں۔ اگر یہ ہے تو ان کی ایسی خلافت
سے شیعہ کو انکار نہیں وہ تو خلافت راشدہ کا ثبوت مانگتے ہیں۔ بقول خدا
اور رسول مثل حضرت آدم علیہ السلام حضرت داؤد علیہ السلام اور حضرت ہارون
علیہ السلام یا الخلافۃ ثلاثون سنۃ کی تصدیق مانگتے ہیں ورنہ ایسی خلافت تو شیعہ
کو انکار نہیں۔

چوتھی آیت:- جو پیش کی جس پر بہت زور دیا جا رہا ہے اور اشتہار میں بھی نقل کی ہے وہ یہ ہے۔

وھو الذی جعلکم خلائف الارض ورفع بعضکم فوق بعض
درجات لیبلوکم فی ما اتاکم ان ربک سریع العقاب وانہ
لغفور رحیم۔ پ۸ سورۂ انعام آیت ۱۶۵ ص۲۹۷ ترجمہ مقبول۔
ترجمہ:- اور وہ (خدا) وہی تو ہے جس نے تم کو زمین کا متصرف بنایا
اور تم میں سے بعض کو بعض پر درجوں میں فوقیت دی تاکہ جو نعمت تم کو دی ہے اس
میں تمہاری آزمائش کرے۔ بیشک تمہارا پروردگار عذاب دینے والا اور
بیشک وہ بڑا بخشنے والا (اور) رحم کرنے والا ہے۔ یہ آیت بھی کفار مکہ کے متعلق
ہے۔ دیکھو تفسیر کبیر ص۱۶۸ ج۴ یا پھر یزید وغیرہ سب اس میں داخل ہیں۔

مبلغ اعظم نے فرمایا حضورؐ اس آیت سے اصحاب ثلاثہ کی خلافت
راشدہ کہاں تک ثابت ہوتی ہے اور اس آیت سے
وہ نبی کریمؐ کے منصوص خلیفے کہاں بنتے ہیں۔ موعود من اللہ کہاں ثابت ہوتے ہیں
آمنوا وعملوا الصالحات کی قید کہاں ہے۔ جمہور اہل سنت والجماعت
کے نزدیک خلافت نصی کب ہوتی ہے یہ تو بریلوی مولویوں کی جدت سمجھتے یا بدعت۔ کیونکہ
خلاف سنت کہتا اور کرتا ان کی بیخ و بنیاد میں داخل ہے۔ ان کو عدم استخلاف کے خلیفے کی

کیا خبر صحابہ کرام کے اختلاف کی کیا خبر۔ اہل بیتؓ کے مذہب اور دعویٰ کی کیا خبر۔ دادا دربار میں چڑھاوے کرتے ہیں، کھاتے ہیں، موج اڑاتے ہیں۔ استدلال اور علم ان کی بلا سے

ایک ہزار روپے کا انعام

ان مناظرہ بازوں کے دھاندلی مچانے والوں نے اپنے اشتہار میں یہ جھوٹ بھی لکھا ہے کہ مناظر اہل سنت نے یہ آیت پڑھی ھو الذی جعلکم خلٰئف الارض و رفع بعضکم فوق بعض درجٰت اور شیعہ کے مستند ترجمہ مقبول اور اس کے حاشیہ سے ثابت کیا کہ اس آیت کے مصداق خلفاء اربعہ حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ اور حضرت علی المرتضیٰ لکھے ہیں۔

تو ہمارا چیلنج ہے

وہاں مناظرہ میں تو یہ دکھلا نہیں سکے۔ اب بھی اگر اس آیت کے حاشیہ مقبول میں یہ لکھا ہوا دکھلا دیں کہ اس کے مصداق یہ خلفاء اربعہ ہیں تو ہم ان بریلوی مولویوں کو ایک ہزار روپے نقد انعام دیں گے اور دوبارہ سُنی ہو جائیں گے ورنہ لعنۃ اللہ علی الکاذبین کس کی قسمت میں لکھا ہے خلافت راشدہ کے لئے اعمال صالح ایمان کامل کی شرط ہے۔ خلافت حضرت آدم علیہ السلام، حضرت داؤد علیہ السلام اور حضرت ہارون علیہ السلام کی مثل ان کے استخلاف کے لئے نص ضروری ہے۔ یہ جو خلافت پڑھ رہے ہیں یہ تو یہود و نصاریٰ کی قوموں کی خلافت ہے۔ جیسے مولانا مقبول احمد صاحب نے لکھا ہے خلٰئف الارض اس کے معنی ہیں وہ گروہ جو پہلے گروہ کا قائم مقام ہوا ہو یا ہو۔ مگر بریلوی مولوی اس کو نبی کریمؐ کی جانشینی اور خلافت ثابت کر رہے ہیں۔ ان کو ملوکیت اور خلافت راشدہ میں فرق معلوم ہی نہیں حالانکہ اس میں یزید، ولید سب ثابت کئے گئے۔ یہی تمام سُنی شیعہ تفسیروں میں لکھا ہے دیکھو تفسیر جلالین ص۱۲۹ خلٰئف الارض جمع خلیفۃ ای یخلف بعضھم بعضا فیھا و رفع بعضکم فوق بعض درجٰت بالمال والجاہ وغیر ذالک کہ فوقیت درجات سے مراد مال و جاہ

کے مراتب ہیں نہ کہ علم و فضل کے درجات کی فوقیت اور یہی تفسیر مظہری ص۳۹۲ ج ۳، تفسیر خازن ص۱۸۱ ج ۲، معالم التنزیل ص۲۸۱ ج ۲، موضح القرآن ص۱۳۵، تفسیر ابی سعود ص۲۳۳ ج ۴، تفسیر کبیر ص۱۴۴ ج ۴، تفسیر بیضاوی ص۱۹۱ مصری اور یہی تفسیر کشاف ص۲۸۵ میں لکھا ہے دیکھو شیعہ کی تفسیر مجمع البیان ص۳۹۳ ج ۳ کہ بقول خواجہ حسن بصری اور سدی اور ایک جماعت اس خلافت سے مراد ہر زمانہ والوں کی خلافت لیتی ہے کہ ہر زمانہ اپنے پہلے زمانہ کا خلیفہ ہوتا ہے۔ اس طرح اُمت محمدیہ بھی اگر اپنے سے پہلے زمانے کے لوگوں کی خلیفہ بنے، تو اس میں قیامت تک کی تمام اُمت داخل ہے۔ جس میں یزید پلید، بنی مروان، بنی عباس وغیرہ۔ تاریخ الخلفاء سیوطی ص۱۲، صواعق محرقہ ص۱۸ کے سب خلیفے داخل ہیں۔

اسی حساب سے شمر و یزید پلید مروان بنی مروان حجاج ظالم سب خلیفہ بن گئے۔ یہ موعود خلافت کہاں ہے اٰمنوا و عملوا الصّٰلحٰت کی مصداق اس میں مثل حضرت آدم علیہ السلام انی جاعل فی الارض خلیفۃ مثل خلافت حضرت داؤد علیہ السلام انا جعلناک خلیفۃً فی الارض اور مثل حضرت ہارون علیہ السلام اذ قال موسیٰ لاخیہ ھارون اخلفنی کہ از خدا یا از رسولؐ کی نص کہاں ہے۔ اگر اصحاب ثلاثہ کو عام جابر بادشاہ ثابت کرنا ہے تو

چشم ما روشن دلِ ما شاد

مگر پھر خلافت راشدہ نہ بنا الخلافۃ ثلاثون سنۃ کی حدیث نبویؐ بتا رہی ہے خلیفے قابیل اور شداد سے کر فرعون، ہامان، مروان اور یزید پلید ہوتے ہیں اور ہوتے رہیں گے جو عند الامتحان فیل ہو گئے اور جیسے پہلے بادشاہ اور خلیفے نبیاؑ کا انکار اور قتل کر کے فیل ہو گئے اس طرح اُمت محمدیہ کے خلیفے اہلبیتؑ پر ظلم اور قتل و کشت کر کے برباد ہو گئے اور امتحان میں فیل ہو گئے۔

تفسیر قمی سے استدلال اور اس کا جواب

بریلوی مناظر نے تفسیر قمی ص۶۹۲ سورۃ تحریم کی تفسیر سے یہ عبارت پیش کی قال ان ابا بکر یلی الخلافۃ من بعدی ثم ابوک کہ رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تحقیق ابوبکر خلافت پر میرے بعد قبضہ کرے گا۔ پھر تیرا

باپ کیونکہ وہ ان سے قابل خورشیخین ہیں۔ نہ اللہ نہ ان کا رسولؐ بلکہ علم غیب کی خبر دے رہے ہیں۔

الجواب مبلغ اعظم صاحب نے فوراً فرمایا

حضور میاں خلافت یعنی مثل سابق بادشاہت جابرہ ہے اور راز کی بات ہے علم غیب کا مسئلہ ہے جس کا چھپنا واجب ہے، اظہار پر توبہ کرانے کا حکم ہے اس روایت میں زہر دینے کی پوری سازش کا ذکر ہے۔ خلافت راشدہ الٰہیہ کی نقل کہاں پوری سورۃ تحریم پڑھو۔

چنانچہ حضورؐ کے الفاظ موجود ہیں۔ انا افضی الیک سرا کہ یہ ایک پوشیدہ راز ہے جو میں تجھ کو پہنچاتا ہوں۔ تاکہ تیرا امتحان ہو کہ ظاہر کرتی ہو یا راز کو راز سمجھ کر چھپاتی ہو لیکن فغا نتہما پرانی تھی ہیں ان اخبرت نعلیك لعنة اللہ والملا ئکتہ ہے۔ نئی تھی غلط جیب گئی ہے ورنہ خود قرآن کریم میں موجود ہے ان تتوبا الی اللہ فقد صغت قلوبکماؐ تحریم اگر تم توبہ کرو تو بہتر ورنہ تم دونوں کے دل ٹیڑھے ہو چکے ہیں۔ اگر توبہ نہ کرو اور رسول اللہ کے خلاف مظاہرے کروگی تو اس کا اللہ مولیٰ ہے اور جبرئیل اور صالح المؤمنین اور باقی فرشتے اس کے مددگار ہیں۔ پوری سورۃ تحریم میں اسکی نقد ہے فان اللہ مولاہ ہے من کنت مولاہ فعلی مولاہ کی تصدیق ہو جاتی ہے۔

مبلغ اعظم نے فرمایا! جب اس راز کو ظاہر کرنے پر توبہ کرنی پڑتی ہے تو ماننے والوں کا کیا حال ہوگا۔ اس خلافت پر مناظرے کرنے والے اگر بغیر توبہ مر گئے تو کیا ٹھکانہ ہوگا۔ کیونکہ اس سورۃ سے تو یہ خلافت رسول اللہ کے برخلاف پوری سازش ثابت ہوتی ہے۔ بس پھر کیا تھا مولوی عنایت اللہ صاحب سانگلوی بولے خلاف موضوع جا رہے ہو یہ علم غیب کی بات ہے۔

مبلغ اعظم نے فرمایا! خلاف موضوع کیا، پہلی آیت تم نے پڑھی دوسری میں نے پڑھ دی مخالفت موضوع کیسی۔ بس پھر کیا تھا جب سمجھے کہ سورۃ تحریم اس خلافت کے سب راز کھول کر رکھ دے گی تو سب شور ڈالنے لگے کہ خلاف موضوع ہے۔ بس اس پر اللہ مولیٰ اور علی مولیٰ کی ولایت بھی ثابت ہو گئی۔ اور

خلافت جابرہ کا راز بھی کھل گیا اور توبہ کا حکم بھی ہو گیا اور حضرت علیؑ کی خلافت بلافصل کا ثبوت فتح الباری شرح صحیح بخاری صفحہ ۹ ج ، عمدۃ القاری شرح بخاری ج ۲۳ اور فتح القدیر شرح ہدایہ کتاب ولاء سے دو طرح سے پیش کیا گیا۔

اوّل۔ حدیث منزلت سے۔ یا علی انت منی بمنزلۃ ہارون من موسیٰ الا انہ لا نبی بعدی میں من اتصالیہ ہے جس کے معنی فتح الباری، عمدۃ القاری اور مرقاۃ شرح مشکوٰۃ سے صاف، انت متصل بی بالخلافۃ وکلا فیہ کہ اے علیؑ تو میرا بلافصل خلیفہ ہے درمیان میں کوئی فصل نہیں۔ تیری خلافت میری نبوت سے متصل اور بلافصل ہے۔

حدیث دوم۔ ھو ولی کل مومن من بعدی ترمذی شریف صفحہ ۹۱۲ کہ علیؑ تو ہر مومن کا ولی ہے میرے بعد بلافصل۔ کیونکہ بعدیت حقیقی ہے نہ اضافی ہے نہ عرفی اور ولایت کا معنی فتح القدیر کتاب الولاء سے من غیر فصل ثابت کر دیا گیا کہ ولی عہد کے معنی ہی بلافصل خلیفہ کے ہوتے ہیں۔ جب خلافت بلافصل علی علیہ السلام کے حوالے دیئے گئے تو نہ کتابیں دیکھ سکے نہ جواب دے سکے بلکہ آدھ گھنٹہ خاموشی نہ جواب نہ کتاب بلکہ اپنا وقت چھوڑ کر بیٹھ گئے۔

شیعیانِ حیدرِ کرار بلافصل کے ثبوت سُن کر نعرے لگاتے ہوئے فتح کے شادیانے بجاتے ہوئے فاتحانہ شان سے جا رہے تھے۔ بریلوی اب پروپیگنڈہ سے اس شکست کی خفت کو مٹانا چاہتے ہیں۔ مگر کہیں جگہ جگہ لوگوں کے شیعہ ہو جانے کی خوشی میں شیعیان حیدر کرار جلوس نکال رہے ہیں اور دیوبندی۔ اہل حدیث اور دیگر اسلامی فرقے ان چند بریلوی مولویوں کی جہالت کو رو رہے ہیں۔ کیونکہ خلافت راشدہ کا مسئلہ مشترکہ تھا جس کو بے علمی کی وجہ سے لیکر بیٹھ گئے۔ وہ ان کے خلاف ملامت کے ریزولیوشن پاس کر رہے ہیں کہ صحابہ کرامؓ کی توہین ہو گئی۔ اگر صحیح ثبوت نہیں دے سکتے تھے تو مناظرہ نہ کرتے۔ باالخصوص یہ ہے کہ عنایت اللہ مناظرہ جتیہ ضلع گجرات کا شکست خوردہ تھا اور مولوی عبد الرشید سوہاوہ متصل منڈی بہاؤالدین میں مولینا تاج دین حیدری سے مار کھا چکا تھا لہٰذا وہ کفر سے نہ ہر سکے اور یہ بے علم بچہ تھا مار کھا گیا اور مناظرہ نہ کر سکا

لوگ شیعہ ہو گئے!

نئے شیعہ ہونے والوں کے نام یہ ہیں:۔

۱۔ فقیر حسین کھوکھر گھنگ شریف۔ ۲۔ سیدا گھنگ شریف۔
۳۔ چوہدری محمد نواز گھنگ شریف۔ ۴۔ چوہدری محمد نواز باجوہ شیخوپورہ۔
۵۔ فرزند علی چک بوٹا۔ ۶۔ لیاقت علی چک بوٹا۔ بقول پسر چوہدری قدر داد آف گھنگ شریف۔

المشتہر

مولوی غلام حسین کلاچی نو

مناظرہ
باگر سرگانہ تحصیل کبیر والا
ضلع ملتان

اپنی عادت کے مطابق چیلنج بازی کا شوق تونسوی صاحب کو بدستور دامنگیر رہا۔ سنی سرگانہ برادری میں اپنی علمیت کا پرچار کرنے لگے وہ بیچارے ان کے پھندے میں آگئے۔ اور شیعہ سرگانہ برادری سے مناظرہ طے کر لیا۔ یہ مناظرہ تین روز رہا۔ اس میں ایسی شکست فاش کھائی کہ سوائے مذموم حرکات کے کچھ نہ بن سکا۔ سنی سرگانے آپ کو بلا کر سخت شرمسار ہوئے۔ تحریف القرآن کے موضوع میں تو انہوں نے صاف تسلیم کر لیا کہ مولوی عبدالستار صاحب اپنے دعویٰ میں جھوٹے ہیں۔ اور شیعہ کا ایمان بالقرآن صحیح اور درست ہے۔ اس بحث کی طوالت اور الزامی جواب کی پیش بندی کے باوجود بھی کامیاب نہ ہو سکا۔ اور

خلافت علی علیہ السلام میں مبلغ اعظم نے اتنی دلائل پیش کئے

- خلافت مطلقہ کا جزو ایمان اور داخل اعتقاد ہونا دکھلایا۔
- قرآن مجید سے امامت اور خلافت کو مختص باہل بیت ہونا دکھایا۔
- خلافت علی علیہ السلام من بعد رسول خدا بلا فصل منصوص خلیفہ ہونا دکھایا لفظ خلیفہ دکھایا من بعدی دال بر بلا فصل دکھلایا۔
- دستار بندی دکھلائی خلیفہ بنانا دکھلایا۔ مگر حضرت کسی بھی دلیل کو توڑ نہ سکے اور وَجَعَلْنَا لَهُمْ لِسَانَ صِدْقٍ عَلِيًّا کی ترکیب نحوی نہ کر سکے۔ علی علیہ السلام کو علم مراد لینے پر کوئی استحالہ معنوی اور لفظی نہ پیش کر سکے اور امام جعفر الصادق علیہ السلام نے جب اس آیت کی تفسیر پیش ہوئی تو تونسوی صاحب کھسیانے ہو کر رہ گئے اور آخر پر خلافت ثلاثہ میں وقت بھی

گھٹایا۔ مگر پھر بھی ثابت نہ کر سکے۔ مثلاً آیت استخلاف میں جواب نہ دے سکے کہ اگر اصحاب ثلاثہ اس آیت کے مصداق ہیں۔ تو ان کی خلافت نصی اور قرآنی ہوئی۔ اجماعی نہ ہوئی۔ اور نصِ قرآن کا منکر کافر ہے۔ پھر اہل السنت کے نزدیک منکر ثلاثہ اور مخالف خلافت ثلاثہ کافر کیوں نہیں؟ اور ان کی خلافت کا ماننا داخل ایمان اور اعتقاد کیوں نہیں؟ مبلغ اعظم کے طرز بیان سے حاضرین محو حیرت ہو رہے تھے۔ اور سنی سٹیج پر ایک ہیبت کا سماں طاری تھا
آپ نے فرمایا آیۂ استخلاف اصحاب ثلاثہ کی خلافت پر قطعی الدلالت ہے یا ظنی الدلالت؟ اگر قطعی الدلالت ہے تو نص قطعی کا منکر کون ہے۔
اگر ظنی الدلالت ہے تو آپ پیش کیا کر رہے ہیں؟ حق کے مقابلہ میں باطل کی کیا حقیقت اور ظن سے ثابت شدہ خلافت کیسی؟ اجماع اور شوریٰ کے مقابلہ میں یزید پر مہاجرین اور انصار کا اجماع کثرت دکھلایا گیا۔ اور مغیرہ بن شعبہ کا سنگ بنیاد خلافت یزید رکھنا اور خلیفہ زادہ

حضرت عبداللہ بن عمر کا یزید کی بیعت کرنا

دکھایا گیا تو بجائے تحقیقی جواب کے الزامی جواب دینے کی کوشش کی اور وقت چھوڑ کر میدان سے بھاگ گئے۔ جیسا کہ ان کے اشتہار کی آخری سطر اس پر شاہد ہے۔ مثلاً پہلے آپ نے حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کا یزید کی بیعت کرنا پیش کرنا چاہا (نعوذ باللہ) انا عبد لک مکرہ روضہ کافی سے پیش کیا۔ اور خود ہی ترجمہ یہ کر دیا کہ میں جبراً اور کرہاً غلام بنایا گیا ہوں۔ مبلغ اعظم نے دریافت فرمایا کہ حضرت اس میں لفظ بیعت کہاں ہے اور مکرہ کا ترجمہ کیا ہے۔ پس پھر آپ نے اس کو چھوڑ کر دوسری طرف ہاتھ ملا اور پہاڑوں سے بھی بڑا دعویٰ کیا کہ حضرت امام حسین علیہ السلام نے یزید کی بیعت کی (نعوذ باللہ) اس پر آپ نے سہ مرتبہ شکست خوردہ مولوی اللہ یار چکڑالوی کی ایماء سے تلخیص شافی سے ایک مجہول السند مبہم روایت پیش کی۔ جس کے

الفاظ یہ تھے۔
حیث یقال انہ علیہ السلام القی بیدہ الی التہلکۃ لقد روی انہ علیہ السلام قال لعمر بن سعد اختاروا منی اما الرجوع الی المکان الذی اقبلت منہ او ان اضع یدی علی ید یزید فہو ابن عمی لیری فی رایہ واما ان اسیر والی الی ثغر من ثغور المسلمین تلخیص شافی ص [illegible]

ترجمہ:۔ کہ حضرت امام حسین علیہ السلام پر یہ اعتراض ہرگز نہیں ہو سکتا کہ آپ نے دانستہ اپنے آپ کو بدست خود ہلاکت میں ڈالا کیونکہ یہ روایت کیا گیا ہے۔ کہ آپ نے عمر بن سعد سے فرمایا کہ مجھ سے تین باتوں میں ایک جو چاہو اختیار کر لو یا مجھے واپس مدینے جانے دو یا مجھے یزید کے پاس لے چلو۔ میں آپ کو اس کے حوالے کر دوں گا۔ اور اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ پر رکھ دوں گا۔ وہ اپنی رائے کے مطابق جو چاہے گا خود فیصلہ کرے گا۔ یا مجھے مسلمانوں کی سرحدوں میں سے کسی سرحد کی طرف نکال دو مگر انہوں نے کچھ بھی منظور نہ کیا بلکہ حضرت کو بلا وجہ بے جرم و خطا قتل کر دیا۔

اس پر حضرت مبلغ اعظم صاحب نے مندرجہ ذیل سوالات کئے جن کا جواب مولوی عبدالستار صاحب نہ دے سکے۔

۱:۔ فرمائیے! یہ آپ کے اعتراض پر خودکشی حسین علیہ السلام کا الزامی جواب ہے کہ نہیں۔

۲:۔ اس میں لفظ بیعت کہاں ہے؟

۳:۔ وضع الید علی فلاں کا ترجمہ بیعت کس لغت کی کتاب میں ہے؟

۴:۔ اگر یہ بیعت تھی تو یہ بیعت لیرای فی رایہ کہ یزید اپنی رائے کے مطابق فیصلہ کرے گا بیعت کے بعد یزید کی رائے اور فیصلہ کی کیا ضرورت؟

۵:۔ اس روایت کا ماخذ کتب شیعہ ہیں یا کتب اہلسنت؟ اگر کتب شیعہ

اہلبیت کی وجہ سے صحیح منہا۔ اقوال صحابہ یعنی صحابہ خلافت یزید سے معارض ہو کر قابل وثوق نہ رہے۔ صحیح بخاری اور مسلم سے حضرت عبداللہ بن عمر اور دیگر صحابہ کرام کے اقوال بیعت یزید کی نسبت پیش ہوتے۔ تو تونسوی صاحب اور ان کے حواریین بہت سراسیمہ ہوئے۔ بخاری و مسلم کی روایات کا کوئی، جواب نہ بن پڑا تو نبراس ص۵۵۲ سے شرح عقائد کی ایک عبارت پیش کی اور کہا کہ ہم متفقہ طور پر یزید کو لعنت کے قابل سمجھتے ہیں۔ مگر اسی وقت اسی نبراس کے ص۵۵۲ سے صاف دکھلایا گیا کہ ولا یخفی ان الشارح بنی کلام جواز لعن الفاسق وان لم یتحقق موته علی الکفر وهذا خلاف التحقیق کہ شارح عقائد نے اپنے کلام کی بنیاد فاسق پر لعنت کرنے کے جواز پر رکھی ہے۔ اگرچہ اس کی موت کفر پر ثابت نہ ہو مگر یہ خلاف تحقیق ہے یعنی یزید پر لعنت کرنا اہل سنت کے نزدیک خلاف تحقیق ہے اور پھر اسی نبراس ص۵۵۵ سے یہ حوالہ پیش کیا گیا۔ وهذا اظهر ان استدلالهم علی اللعن یزید بالنصوص العامة غیر صحیح کہ اس سے ظاہر ہوا کہ اس کا استدلال یزید کی لعنت پر نصوص عام پر صحیح نہیں اور قصیدہ امالی سے جب فلم یلعن یزید بعد موت، سوی المکثار فی الاغرا هفاق۔ پڑھ کر سنایا گیا تو تونسوی کے اتفاق پر لعنت یزید کی کرکری ہو گئی لیکن تونسوی صاحب سے جب بخاری و مسلم کی روایات کا تحقیقی جواب آخری دم تک نہ ہو سکا۔ تو پھر کتب شیعہ سے الزامی جواب دینے کی طرف لپکے اور کہا کہ حضرات! کتب شیعہ میں لکھا ہے کہ امام زین العابدینؑ نے، یزید کی بیعت کر لی اور اس کو اپنا امام مان لیا۔ روضۂ کافی سے یہ عبارت پیش کی۔ قد اقررت لك بما سألت انا عبد مكره لك کہ میں نے، سوال کا اقرار کر لیا کیوں کہ میں زبردستی غلام بنایا گیا ہوں جب تونسوی صاحب کی توجہ انا عبد مکرہ کی طرف مبذول کرائی گئی کہ حضرت اس پر

لفظ اکرہ کا ہے اور جو چیز اکراہ سے کی جائے وہ دینی اور شرعی میں سند نہیں ہے لا اکراہ فی الدین آیت قرآنی ہے اور اس عبارت میں لفظ بیعت بھی نہیں ہے۔ تو تونسوی صاحب نے مولوی اللہ یار کی طرف للچائی ہوئی نظروں سے دیکھا اور کانا پھوسی کرنے کے بعد ایک چھلانگ اور لگا دی کہ چلو نہ سہی ہم حضرت امام حسین کا یزید کی بیعت کرنا کتب شیعہ سے ثابت کرتے ہیں چنانچہ شیعہ مناظرہ کی کتاب تلخیص شافی سے یہ حوالہ پیش کیا گیا۔ اختاروا منی اما الرجوع الی المکان الذی اقبلت او ان اضع یدی علی ید یزید فهو ابن عمی یری فی رأیه کہ حضرت امام حسین علیہ السلام نے کہا کہ میری طرف سے تین چیزوں میں سے ایک چیز اختیار کر دیا تو مجھے اس مکان کی طرف جانے دو جہاں سے میں آیا ہوں یا مجھے یزید کے پاس لے چلو میں اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ پر رکھ دوں گا پس وہ میرا چچا زاد ہے تاکہ وہ میرے بارے میں بہتر رائے ظاہر کرے۔ حضرات یہ ہے بالکل سرگنہ میں ملاں تونسوی کا آخری تیر جس پر تمام فتح کا ڈھنڈورا پیٹا جا رہا ہے اب ذرا اس کی حقیقت سن لیجئے اور پھر سوچئے کہ یہ تونسوی کس علمیت اور قابلیت کا مالک ہے اور تفہیم اہلسنت میں علم کا کتنا فقدان ہے۔

الجواب

تلخیص شافی مذہب شیعہ کے ایک مناظرہ کی کتاب ہے اور یہ عبارت بطور الزام کتب اہل سنت سے نقل کی گئی ہے اور اہل سنت کی تمام تاریخوں میں موجود ہے۔ آپ الزام سے ہمیں الزام نہ دیجئے۔ یہ شیعہ کی کسی تاریخ یا حدیث کی کتاب میں بالسند موجود نہیں۔ ذرا کتب اہل سنت میں عبارت دیکھ لیجئے۔ تاریخ ابن کثیر ص۱۷۰ ج ۸، ملاحظہ فرمائیے۔ فقال له الحسین یا عمر اختر منی احدی ثلاث خصال اما ان تترکنی ارجع کما جئت فان ابیت هذه فسیرنی الی الترک فاقاتلهم حتی

اموت کہ حضرت امام حسین علیہ السلام نے عمر بن سعد سے کہا کہ اے عمر میری طرف سے تین باتوں میں سے ایک بات ضرور منظور کر و یا تو مجھے چھوڑ دو کہ میں واپس لوٹ جاؤں اگر یہ نہ کر سکو تو مجھے یزید کے پاس لے چلو میں اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ پر رکھ دوں گا۔ اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو ترک کی طرف جانے دو میں ان سے جہاد کر کے مر جاؤں گا۔

حضرات قارئین یہ ہے اہل سنت کی معتبر کتاب کا حوالہ جس پر تونسوی صاحب شیعہ کو الزام دے رہے ہیں۔

حوالہ تاریخ طبری

قالوا انہ قال اختار منی خصالاً ثلاثاً اما ان ارجع الی المکان الذی اقبلت منہ واما ان اضع یدی فی ید یزید بن معاویہ فیری فیما بینی وبینہ رأیہ واما ان یسیرونی الی ثغر من ثغور المسلمین شئتم فاکون رجلا من اہلہ لی ما لہم وعلی ما علیہم تاریخ طبری ص۲۳۵ ج ۶ - کہ بعض محدثین کہتے ہیں کہ حضرت امام حسین علیہ السلام نے لشکر یزید سے کہا کہ میری طرف سے تین باتیں اختیار کر و یا مجھے اس مکان کی طرف جانے دو جہاں سے میں آیا ہوں یا مجھے یزید کے پاس جانے دو اس کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھ دوں گا۔ وہ میرے اور اپنے درمیان خود بہتر فیصلہ کرے گا۔ یا مجھے کسی سرحد کی طرف نکل جانے دو۔ جہاں تم چاہو میں وہاں کے لوگوں سے ہو جاؤں گا۔ ان کے حقوق مجھے دے دو۔

تاریخ الخلفاء سیوطی

فلما رهقه السلاح عرض عليهم الاستسلام و

الرجوع والمضی الی یزید فیضع یدہ فی یدہ فابوا الا قتلہ نقل کہ جب سید الشہداء کو تیر تلواروں سے ہر طرف سے گھیر لیا تو آپ نے صلح کے شرائط پیش کیے۔ ایک واپس جانا۔ دوم یزید کی طرف جانا چاہا تاکہ اس کے ساتھ خود تصفیہ کریں۔ تیسری شرط مذکور نہیں ہے مگر انہوں نے آپ کے قتل کے سوا سب کا انکار کیا پس آپ شہید ہو گئے۔

کتاب الامامت والسیاست

قال الحسین یا عمر اختر منی ثلاث خصال اما تترکنی ارجع کما جئت فان ابیت ہذہ فاخری سیرنی الی الترک اقاتلہم حتی اموت او تسیرنی الی یزید فاضع یدی فی یدہ فیحکم لی بما یرید۔ (جلد دوم ص۶ مطبوعہ مصر) کہ حضرت امام حسین علیہ السلام نے کہا اے عمر تین خصلتوں میں سے ایک منظور کر یا مجھے چھوڑ دے میں واپس ہو جاؤں جیسے کہ آیا ہوں یا مجھے یزید کے پاس بھیج دے میں اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ میں دے دوں گا۔ وہ میرا فیصلہ خود کرے گا۔ جو چاہے گا۔

جہالت تونسوی

حضرات قارئین یہ ہے تونسوی کی جہالت کہ اپنے گھر کی خبر نہیں کہ ہماری کتابوں میں بھی یہ حوالہ جات موجود ہیں مگر شیعہ کی الزامی نقل سے شیعہ پر اعتراض کر رہے ہیں ذرا اس کی جہالتیں ملاحظہ فرماتے چلیے تاکہ آپ کو معلوم ہو جائے کہ تنظیم کا [illegible] اذا فاتک الحیاء فافعل ما شئت کا مصداق ہے۔

شرائط صلح کی وجہ سے تیس آدمی حسینؑ کیساتھ ہو گئے

اہل سنت کی کتب [illegible]

ہوا کہ تیس آدمی حضرت امام حسین علیہ السلام کے ساتھ ایماندار ہو کر شہید ہو گئے۔
ملاحظہ فرمایئے تاریخ ابن کثیر صفحہ ۱۸ ج ۸ الامامت والسیاست صفحہ ج ۲ "

وكان مع عمر و بن سعد من قريش ثلاثون رجلا من اهل الكوفة فقالوا يعرض عليكم ابن بنت رسول الله صلى الله عليه وسلم ثلاث خصال لا تقبلون واحدة منها فتحولوا مع الحسين فقاتلوا ۔ ترجمہ: عمر و بن سعد کے ساتھ قریش سے کوفہ کے رہنے والے تیس آدمی تھے۔ انہوں نے عمر و بن سعد سے کہا کہ نواسہ رسولؐ نے تمہارے سامنے تین شرطیں پیش کی ہیں۔ لیکن تم لوگ کچھ بھی نہیں مانتے۔ چنانچہ وہ تیس آدمی ادھر سے بدل کر حضرت امام حسینؑ کے ساتھ ہو گئے اور آپ کی رکاب میں لڑ کر شہید ہو گئے۔ **رحمة الله عليهم** یہ ہے ابن رسولؐ کی سیاست ایمانی کا اثر

اس روایت کا ضعف

عرض کیا گیا تھا کہ یہ روایت کتب شیعہ کی نہیں، تخیص شافی صفحہ ۱۸۲ پر سنیوں کے ایک اعتراض کا جواب خود ان ہی کے مسلمات سے دیا گیا ہے۔ حسب قاعدہ مناظرہ کہ الزامی جواب مسلمات خصم سے ہوتا ہے۔ اگر کتب شیعہ کا حوالہ ہوتا تو اہل سنت پر حجت نہیں تھا۔ پس ان کے لیے جواب کیسے ہو سکتا ہے۔ چنانچہ دیکھئے تخیص شافی پہلے اعتراض نقل ہے پھر جواب **فيقال انه عليه السلام القى بيده الى التهلكه روى انه عليه السلام قال لعمر بن سعد اختاروا اما الرجوع الى المكان الذى اقبلت منه او ان اضع يدى على يد يزيد فهو ابن عمى يرى فى رأيه واما ان تسيروني الى ثغر من ثغور المسلمين فاكون رجلا من اهله لى ماله وعلى ما عليه** ۔ کہ حضرت امام حسین علیہ السلام پر یہ

اعتراض کیسے ہو سکتا ہے۔ کہ آپ نے جان بوجھ کر اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈال دیا اور آیت **لا تلقوا بايديكم الى التهلكه** کا خلاف کیا کیوں کہ اعتراض کرنے والوں کے ہاں روایت کیا گیا ہے کہ آپ نے عمر بن سعد سے کہا کہ میری طرف سے تین باتوں میں سے ایک منظور کر دیا مجھے اس مکان کی طرف جانے دو جہاں سے میں آیا ہوں یا مجھے یزید کی طرف جانے دو تاکہ میں اس کے ہاتھ پر ہاتھ رکھ دوں وہ خود میرا فیصلہ کرے گا کیونکہ وہ میرا چچازاد ہے (یعنی بنی ہاشم اور بنی امیہؓ اوپر سے ملتے ہیں) تم نہ دخل دو یا مجھے سرحد کی طرف جانے دو تاکہ میں وہاں کا شہری بن جاؤں۔ میرے وہی حقوق ہوں گے جو وہاں کے باشندوں کے ہیں۔ الخ۔

لیجئے حضرات! تخیص شافی سے سنیوں کا اعتراض انہی کی روایت سے رد کر دیا ہے۔ اور الفاظ بھی وہی نقل ہیں۔ جو اوپر تاریخ طبری سے نقل کئے گئے ہیں۔ اب تونسوی صاحب سے پوچھئے کہ یہی فتح ہے کہ تمہیں اپنے گھر کی بھی خبر نہیں ہے۔ کہ یہ الفاظ جازی روایات کے ہیں اور کتب شیعہ میں بطور الزام نقل ہیں دوسرا اس شافی کی روایت میں لفظ روی صیغہ ماضی مجہول ہے جو اس روایت کے ضعف کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ اور تاریخ طبری سے بھی اس کا ضعف ثابت ہوتا ہے۔

ان الفاظ کا تاریخ طبری سے رد

قال ابو مخنف فاما عبد الرحمن بن جندب فحدثني عن عقبه ابن سمعان قال صحبت حسينا فخرجت معه من المدينة الى مكة ومكة الى العراق ولم افارقه حتى قتل وليس من مخاطبة الناس كلمة بالمدينة ولا بمكة ولا فى الطريق ولا بالعراق ولا فى عسكر الى يوم مقتله الا وقد سمعتها الا والله ما اعطاهم ما يتذاكر الناس وما يزعمون من ان يضع

يده فی يد يزيد بن معاوية وان يسيروه الی ثغر من ثغور المسلمين ولكنه قال دعونی فلاذهب فی هذه الارض العريضة حتی ننظر ما يصير امر الناس " ابومخنف نے کہا کہ عبدالرحمٰن بن جندب نے مجھے عقبہ بن سمعان سے حدیث سنائی ہے کہ میں حضرت امام حسین علیہ السلام کی صحبت میں ہر وقت رہا ہوں۔ میں آپ کے ساتھ ہی مدینے سے نکل کر مکہ آیا اور مکے سے عراق گیا۔ میں آپ کی شہادت تک آپ سے ہرگز جدا نہیں ہوا۔ میں نے آپ کی ہر بات سنی جو کہ آپ نے مدینہ یا رستہ عراق میں یا لشکر میں لوگوں سے کہی۔ میں نے سب سنیں۔ یوم قتل تک مگر خدا کی قسم جو لوگ ذکر کرتے ہیں کہ حضرت امام حسین علیہ السلام نے یزید کے ہاتھ میں ہاتھ رکھنے یا سرحد کی طرف جانے کا ذکر کیا ہے۔ میں نے بالکل نہیں سنی بلکہ یہ بات لوگوں نے خود بنائی ہے۔ آپ نے تو یہ کہا تھا مجھے چھوڑ دو میں کسی وسیع زمین میں چلا جاؤں گا۔ حتی کہ میں دیکھوں کہ لوگوں کا کیا حال ہوتا ہے۔ یعنی ان الفاظ کا دارومدار تحقیق کے بجائے افواہ عام پر ہے دیکھئے تاریخ طبری ص ۲۳۵ قد تحدث الناس بذلك وشاع فيهم من غير ان يكون سمعوا من ذلك شيئا ولا علموه

ترجمہ: کہ حضرت امام حسین علیہ السلام اور عمر بن سعد نے جب رات کے وقت کافی دیر تک خفیہ میٹنگ کی تو واپسی پر لوگوں نے یہ باتیں کرنی شروع کر دیں کہ حضرت امام حسینؑ نے عمر بن سعد سے یہ کہا کہ یزید کے پاس چلیں اور میں اس کے ہاتھ میں ہاتھ دوں۔ وہ خود فیصلہ کرے گا اور یہ بات لوگوں میں مشہور ہو گئی۔ حالانکہ لوگوں نے یہ بات حضرت امام حسین علیہ السلام سے نہ کی اور نہ سنی جاتی۔ لیجئے یہ روایت جو مؤرخین اہل سنت ہر جگہ شوق سے چھاپتے ہیں بے تحقیق اور افواہ عام سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتی یہ تھا تونسوی صاحب کی ذبح کا حال کہ روایت بھی اہل سنت کی کتب کی اور وہ بھی بے تحقیق اور الزام شیعہ

کو دے رہے ہیں خوب جہالت اس کو کہتے ہیں۔ حماقت ایسی ہی ہوتی ہے۔

ہاتھ میں ہاتھ رکھنے کا مطلب

میں نے اس وقت جواباً تین دعوے کیے تھے۔ جن پر اب تک مصر ہوں۔ اولاً کہ یہ روایت کتب اہل سنت کی ہے تلخیص شافی میں بطور الزام نقل ہے۔ دوم، یہ ضعیف ہے۔ جس پر صاحب شافی نے روی بصیغہ مجہول تمریض ظاہر کی ہے۔ سوم، اس کا مطلب بیعت یزید نہیں ہے بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ میں اپنے آپ کو یزید کے حوالے کر دیتا ہوں وہ خود فیصلہ کرے گا کہ میں واجب القتل ہوں یا کہ قید و بند کے قابل! یا مجھے بغیر بیعت اپنے حال پہ چھوڑ دیا جائے۔ مگر تونسوی نہ اس وقت کوئی جواب دے سکا، نہ قیامت تک دے سکے گا۔ ہاں اس وقت بھی عالم شور میں میری سنتے بغیر قلندرانہ رقص فرما رہا تھا۔ شاید جہل مرکب سے ساری عمر کرتا رہے گا۔ مگر جواب نہ دے سکے گا۔

تین شرائط والی عبارت کا ترجمہ

لیجئے! جو ترجمہ میں نے کیا تھا۔ وہی ابوالکلام آزاد امام اہل سنت کر رہے ہیں۔ اب تو تونسوی کی جہالت کھل کر رہ گئی۔ (از مولانا ابوالکلام آزاد)

تین شرطیں اور حضرت امام حسینؑ

اس کے بعد بھی تین چار مرتبہ باہم ملاقاتیں ہوئیں۔ آپ نے تین صورتیں پیش کی تھیں۔ ۱۔ مجھے وہیں لوٹ جانے دو جہاں سے آیا ہوں۔ ۲۔ مجھے خود یزید سے اپنا معاملہ طے کر لینے دو۔ ۳۔ مجھے مسلمانوں کی کسی سرحد پر بھیج دو، وہاں کے لوگوں پر جو گزر رہی ہے۔ وہی مجھ پر گزرے گی۔ (شہادت حسینؑ ص ۱۴۳، ابوالکلام آزاد)

اصل حقیقت

یہ ہے کہ تونسوی صاحب کو کتاب الجہاد کی تفصیل معلوم نہیں۔ کیونکہ جنگ میں تین صورتیں ہوتی ہیں یا اصل مطالبہ منظور اور جنگ بند۔ دوم شرائط صلح، سوم جنگ۔ اصل مطالبہ بیعت یزید تھی وہ آپ نے منظور نہ کیا۔ دوم اس کے علاوہ شرائط صلح پیش کئے۔ ان میں ایک شرط یہ تھی کہ میں اپنے آپ کو ابن زیاد کے حوالے نہیں کرتا بلکہ یزید کے حوالے کرتا ہوں۔ کہ وہ خود فیصلہ کرے۔ چنانچہ ابن کثیر ص۱۷۵ ج ۸ میں ہے انا ناشدہم اللہ و الاسلام ان یسیروہ الی امیر المومنین یزید فیضع یدہ فی یدہ فقالوا لا الا ان تنزل علی حکم ابن زیاد۔ کہ آپ نے ان لوگوں کو اللہ اور اسلام کا واسطہ دیا کہ مجھے یزید کی طرف جانے دو کہ میں خود اپنا فیصلہ اس کے ساتھ طے کروں گا۔ مگر انہوں نے کہا نہیں۔ ابن زیاد کے حکم پہ اتر آؤ۔ شاید تونسوی صاحب کو یہ پتہ نہیں کہ جنگ میں نزال کسے کہتے ہیں اور اس کا مطلب کیا ہے؟ اور تاریخ طبری ص۲۳۶ ج ۶ میں ہے کہ شمر نے ابن زیاد سے کہا الان رجل من بلدک ولم یضع یدہ فی یدک لیکونن اولی بالقوۃ والعز ولتکونن اولی بالضعف والعجز فلا تعطہ ہذہ المنزلۃ فانہا من الوہن ولکن لینزل علی مملک وھو واصحابہ فان عاقبت فانت ولی العقوبۃ وان غفرت کان ذالک، الخ"

کہ جب عمر بن سعد کا خط مشتمل بر شرائط ثلاثہ ابن زیاد کے پاس آیا تو وہ امام حسین کو یزید کے حوالے کرنے پر تیار ہو گیا۔ مگر شمر نامراد نے اعتراض کیا کہ اگر امام حسین علیہ السلام تیرے شہر سے چلے گئے اور تیرے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر تیرا فیصلہ تسلیم کرنے پر راضی نہ ہوئے تو تجھ سے قوت اور عزت میں بڑھ جائیں گے تو ضعیف اور عاجز ہو جائے گا ان کا یہ حق نہ دے یہ کمزوری

ہے۔ لیکن ان کو چاہیئے کہ تیرے حکم پر اتر آئیں اور تیرا حکم اور فیصلہ منظور کر لیں۔ وہ بھی اور ان کے اصحاب بھی اپنے فیصلہ میں۔ اگر تو ان کو عذاب دے تو تو عذاب کا ولی ہے اور اگر معاف کرے تو تجھ کو یہ حق ہے الخ

یہی حضرت امام ہے ہاتھ پہ ہاتھ رکھنے کا مطلب کہ ان کے فیصلہ کو منظور کر لیجئے عذاب کریں یا معاف کریں۔ اگر اس کا مطلب بیعت ہو تو بیعت کے بعد عذاب یا عتاب کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ الغرض یہ تونسوی جاہل ہے۔ علم کی باتیں اس کے دماغ اور عقل کا کام نہیں۔ مگر باوجود اس کے اگر قلندرانہ رقص اور زور دیکھو تو آپ حیران ہو جائیں۔ مناظرہ باگڑ سرگانہ میں نہ خلافت ثلاثہ ثابت کر سکے نہ صحابہ کی بیعت یا یزید کا جواب دے سکے۔ الزامی جواب میں ایسے پھنسے کہ قیامت تک بھی جواب نہ دے سکیں گے۔ باوجود اس ذلت اور خواری روئیداد مناظرہ باگڑ سرگانہ میں جو بے حس شیعیان ماری ہیں ان کو ذرا ملاحظہ کر لیجئے تاکہ اس بیر پیشین کا حال معلوم ہو جائے۔ بہ مناظرہ باگڑ سرگانہ کی روئیداد ص۱۰۵ پہ لکھتے ہیں کہ مناظر اعظم اہلسنت علامہ تونسوی نے فرمایا! میں مولوی اسمٰعیل کی پرانی عادتوں سے واقف ہوں یہ کتاب پھاڑ ڈالے گا۔ چنانچہ سرپرست اہل سنت اپنی ذمہ داری پہ وہ کتاب تحفہ شیعہ مناظر کے پاس لے گئے مگر اس وقت مولوی اسمٰعیل کی بدحواسی کا عالم یہ تھا کہ حوالہ کو ادھر ادھر سے تو پڑھتا تھا۔ مگر وہ خاص عبارت پڑھنے سے گریز کرتا تھا۔ ادھر علامہ تونسوی فرما رہے تھے کہ مولوی صاحب ذرا ہوش بحال کر کے درمیان سے پڑھو۔ مولوی اسمٰعیل کا چہرہ خوفزدہ تھا اور حواس باختہ تھے ادھر اس کے چیلے خوش ہو رہے تھے اور مولوی اسمٰعیل کی بدحواسی پر پردہ ڈالنا چاہتے تھے۔ مگر تمام حاضرین شیعہ و اہل سنت پر شیعہ مناظر کی شکست فاش اور بدحواسی واضح ہو چکی تھی اور کتاب پر شیعہ مولویوں کا جمگھٹا بن گیا۔ اور علامہ تونسوی کو یہ خطرہ ہوا کہ یہ کتاب کو پھاڑ ڈالیں گے۔ تو آپ نے فوراً ہی کتاب ان سے واپس لے لی اس کے بعد شیعہ سرپرستوں کو یہ حوالہ دکھایا گیا جس سے وہ بہت متاثر

ہوتے۔ شیعہ مولوی گلاب شاہ نے بھی یہ حوالہ دیکھنا چاہا تو کتاب پھاڑنے کے خوف سے علامہ تونسوی نے ان کے دونوں ہاتھوں کو پکڑ کر حلف دے کر یہ حوالہ اس سے پڑھوایا تاکہ وہ صحیح صحیح عبارت پڑھ کر تمام لوگوں کو سنا دے اسی صورت سے مولوی ضمیر الحسن اور مولوی امیر محمد قریشی سے بھی یعنی ان کے دونوں ہاتھ پکڑ کر حوالہ پڑھایا گیا۔ جس کو پڑھ کر شیعہ مولوی اتنے بدحواس مبہوت ہوئے۔ کہ لاجواب ہونے کی وجہ سے کتاب پھاڑنے پر آمادہ تھے مناظر اعظم اہلسنت کا ابھی تین منٹ وقت باقی تھا۔ کہ سرپرست شیعہ مہر حق نواز صاحب نے علامہ تونسوی صاحب مدظلہ کے پاس آکر نہایت ادب سے عرض کیا کہ آپ اپنی تقریر ختم کیجئے۔ ہم کو زیادہ رسوا نہ کیجئے شیعوں کے اصرار سے معززین سرگانہ اہل سنت نے حضرت علامہ تونسوی کی خدمت میں عرض کیا کہ حق واضح ہو چکا ہے دعائے خیر فرما کر ختم کیجئے

لَعۡنَۃُ اللّٰہِ عَلَی الۡکَاذِبِیۡن

حضرات یہ عبارت پڑھ کر ذرا اندازہ لگایئے کہ یہ دیوانے کی بڑ ہے شیخ چلی مرحوم کی روح تو تونسوی میں بول رہی ہے۔ کہ شیعہ علما کتاب پھاڑ رہے تھے۔ لہٰذا علامہ تونسوی حوالے دکھلانے میں پس و پیش کر رہے تھے۔ حضرات آپ نے تلخیص شافی کی عبارت کا حال پڑھ لیا ہے کہ یہ کتب اہل سنت کی عبارت ہے۔ مگر تونسوی صاحب کو اپنی جہالت کی وجہ سے معلوم ہی نہیں اور اس کا مطلب بھی علمائے اہل سنت کی زبانی تحریری پڑھ لیا ہے۔ اب فرمایئے یہ تونسوی صاحب کا اچھلنا کودنا شور و غوغا قلندرانہ رقص سب کچھ جہالت کا نتیجہ ہے یا کچھ اور، پیر عظیم اہلسنت کے مناظر حق کے مقابلہ میں مجبوراً حاضر ہونا پڑتا ہے۔ ورنہ ایسے بے علموں سے تو بات کرتے ہوئے بھی شرم محسوس ہوتی ہے خداوندا! جن کے علماء کا یہ حال ہو ان کے عوام کا کیا حال ہوگا۔ رہا مہر حق نواز صاحب کی نسبت بہتان عظیم اس کا فیصلہ ن کا یہ بیان پڑھ کر کر لیجئے

فیصلہ مہر حق نواز صاحب سرگانہ

حضرات مناظرہ باگڑ سرگانہ میں ہم نے اہل سنت کو ہر قسم کی رعایت دی۔ ان کی ہر کڑی سے کڑی شرط کو منظور کیا۔ مگر تاہم مولوی عبدالستار تونسوی کامیاب نہ ہو سکے۔ اور اس مناظرہ میں حضرت مبلغ اعظم ہر طرح کامیاب ہے۔ اس میں نہ کوئی رعایت ہے نہ مبالغہ یہ ایک حقیقت ہے اور مناظرہ باگڑ سرگانہ کی روئیداد میں عبدالستار نے بہت جھوٹ لکھے ہیں۔ اور میری نسبت جو کچھ اس نے لکھا ہے۔ وہ میں نے بالکل نہیں کہا یہ میرا فیصلہ ہے (حق نواز سرگانہ بقلم خود)

مندرجہ ذیل مقامات سے بھی ہماری کتب دستیاب ہیں

افتخار بک ڈپو کرشن نگر لاہور
جعفریہ کتب خانہ کربلا گامے شاہ لاہور
رحمت اللہ بک ایجنسی، کھارادر کراچی
اسد بک ڈپو قدم گاہ مولا علی حیدر آباد سندھ
مکتبہ اصغریہ دارالعلوم محمدیہ سرگودھا

حق برادرز انارکلی لاہور
محفوظ بک ایجنسی مارٹن روڈ کراچی
احمد بک ڈپو رضویہ سوسائٹی کراچی
قاسم سٹیشنری مارٹ پارہ چنار

ناشر مبلغ اعظم اکیڈمی درس آل محمد سرگودھا روڈ فیصل آباد
فون ۲۰۵۴۱

یہ کتاب

اپنے بچوں کے لیے scan کی بیرونِ ملک مقیم ہیں

مو منین بھی اس سے استفادہ حاصل کرسکتے ہیں.

منجانب.

سبیلِ سکینہؑ

پاکستان

۷۸۶

۱۱۰-۹۲

یا صاحب الزماں ادرکنیؑ

DVD Version

لبیک یا حُسینؑ

خصوصی تعاون: نذر عباس
رضوان رضوی

اسلامی کُتب (اردو) DVD

ڈیجیٹل اسلامی لائبریری ۔

www.ziaraat.com

SABIL-E-SAKINA
Unit#8,
Latifabad Hyderabad
Sindh, Pakistan.
www.sabeelesakina.page.tl
sabeelesakina@gmail.com

NOT FOR COMMERCIAL